

عبدالحق انعام پورہ

طریقہ سنی

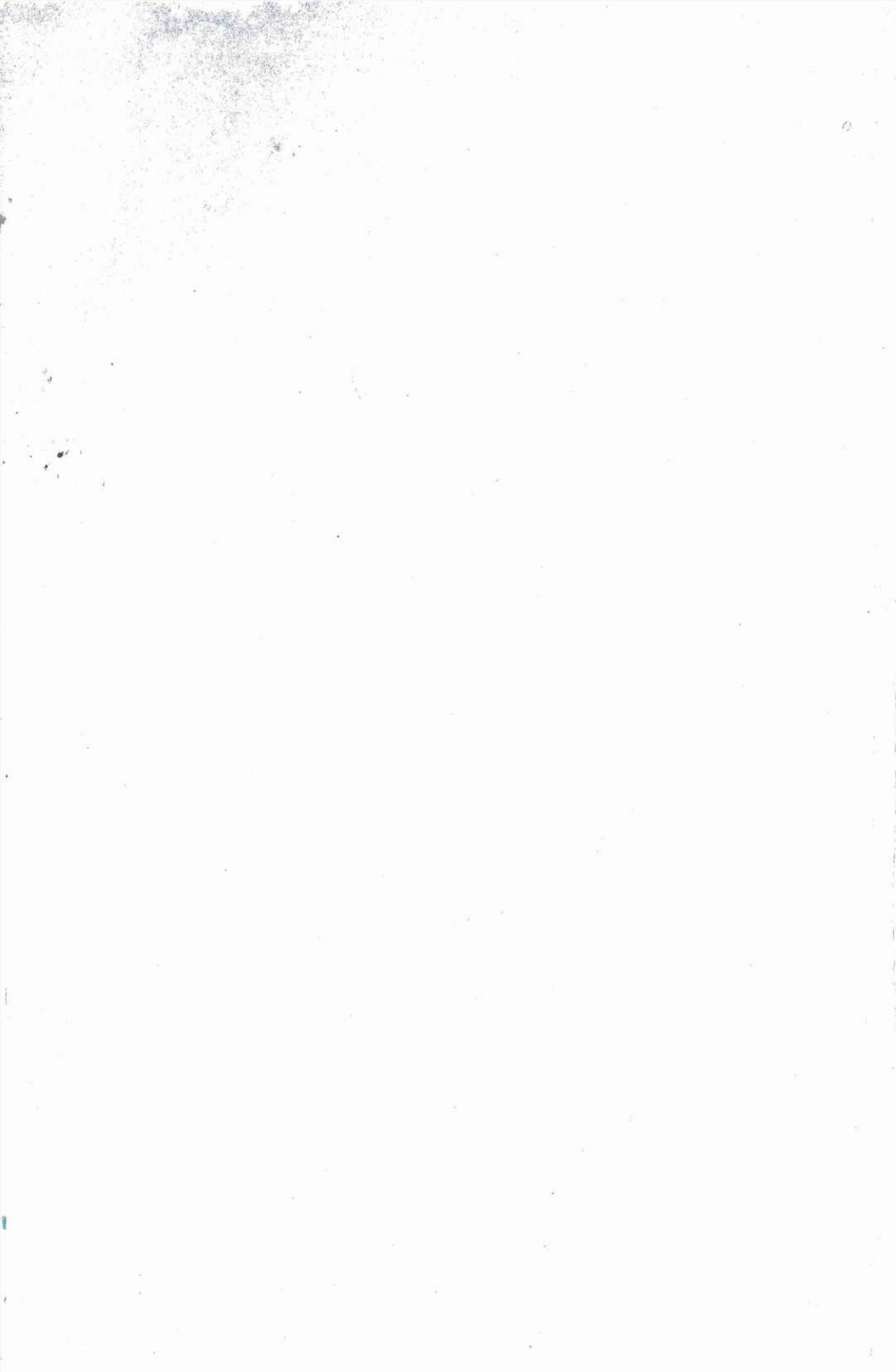
جدید لکھنؤ

جلد اول

طرح مسعود غزنوی



786
—
4101



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْوَقْفُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ

برائے ایصالِ ثواب

میرے والد
رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ صبغیر احمد سہروردی
ولد خواجہ احمد مروم

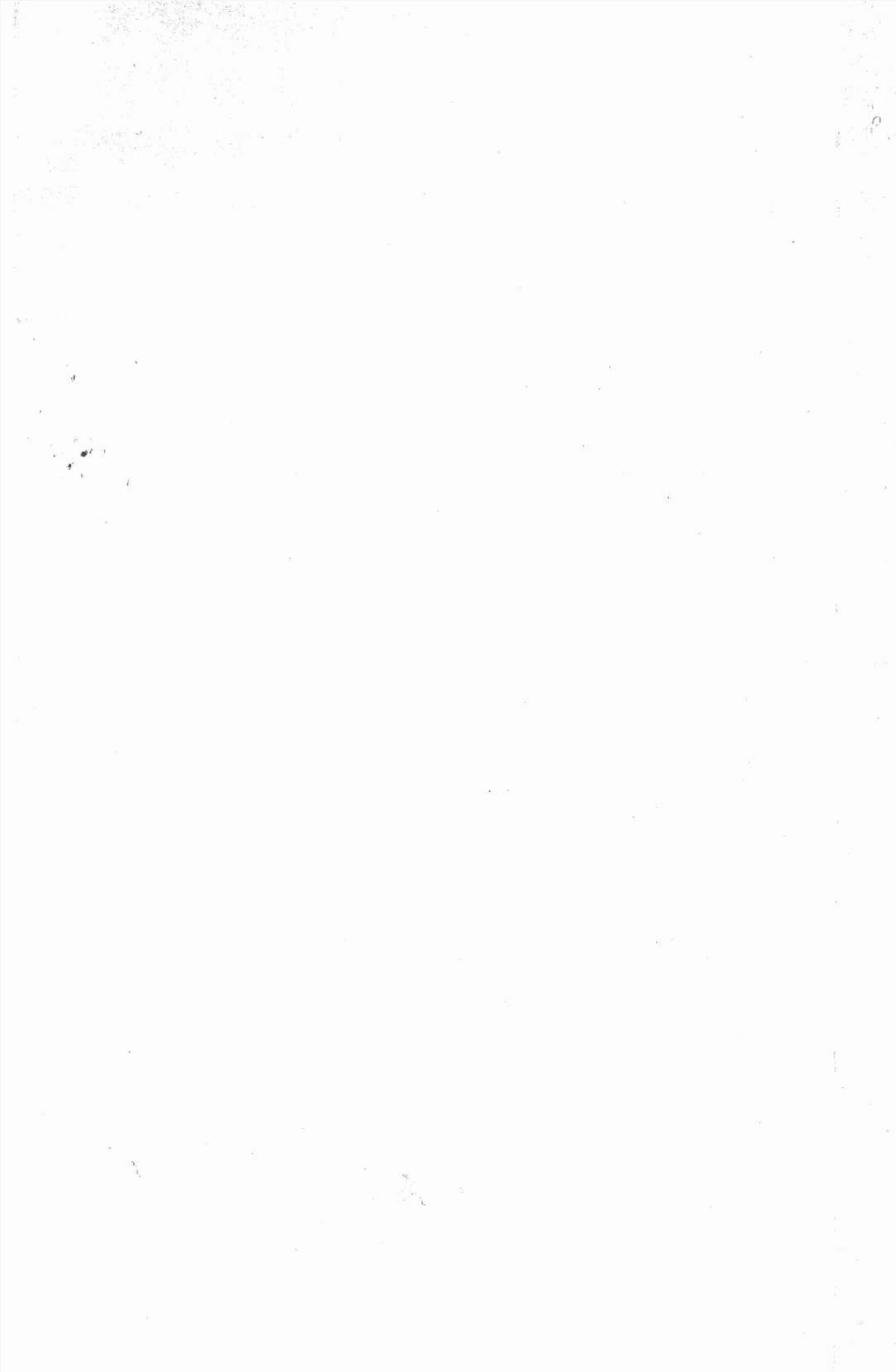
جو بھی اسکو پڑھیں میرے مروم والد گرامی کے لئے دُعا فرمائیں،
تو انہی قدوس ان کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین

مجاہد بیگم و خواجہ قدیر احمد

قدیر انڈسٹریز F-190۔ لیر اسکوائر روڈ، سائٹ کراچی

TELEX : 23442 QADIR PK, FAX : 92-21 4548379

FACTORY TEL : 2562891, 2564016-19





Handwritten text, possibly a signature or a name, located in the center of the page. The text is very faint and difficult to read, but it appears to be written in a cursive or semi-cursive style.

جملہ حقوق محفوظ

بار اول اکتوبر ۱۹۸۷ء

بار یازدہم مارچ ۱۹۹۵ء

مطبع زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

قیمت ۳/- روپے

مندرجات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار	
۵	پیش لفظ	۱	
۹	دیباجہ	۲	
۱۳	الحمد لله	۳	
۱۷	محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک طبیبِ حاذق	۴	
۲۵	FICUS CARICA	انجیر — تین	۵
۴۱	AEGLE MARMELOS	بہی — سفرجل	۶
۵۴	CITRULUS LANATUS	تربوڑ — البطیخ	۷
۵۹	HORDEUM VULGARE	جو — شعیر	۸
۷۵	LEPIDIUM SATIVUM	حب الرشاد — الثفا	۹
۸۳	LAWSONIA ALBA	حنا — حنا	۱۰
۹۶	ACORUS CALAMUS	باپھ — ذریہ	۱۱
۱۰۲	OLEA EUROPEA	زیتون — زیتون	۱۲
۱۲۳	VINEGAR	سرکہ — الخل	۱۳
۱۳۷	ANTIMONY	سرمہ — اشمہ	۱۴

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۲۵	CASSIA ANGUSTIFOLIA	۱۵ سناکی — سنا
۱۵۹	MEL	۱۶ شہد — عسل
۲۰۵	APIS MELFICA	۱۶ شہد کی مکھی النحل
۲۱۲	THYMUS SERPYLUM	۱۸ صعتر — صعتر
۲۲۰	SAUSSAUREA LAPPA	۱۹ قسط — قسط البحرى
۲۳۸	CICHORIUM INTYBUS	۲۰ کاسنی — ہندباء
۲۴۶	NEGELLA SATIVUM	۲۱ کلونجی — حبة السوداء
۲۵۵	PHOENIX DACTYLIFERA	۲۲ کھجور — تمر بلج - رطب
۲۹۰	AGARICUS CAMPESTRIS	۲۳ کھنسی — من
۳۰۱	BALSAMODENDRON MUKUL	۲۴ گوگل — کندر
۳۰۷	STYRAX BENZOIN	۲۵ لوبان — لیبان
۳۱۳	ALLIUM SATIVUM	۲۶ لہسن — ثوم
۳۳۳	BALSAMODENDRON MYRRIHA	۲۷ مرکی — مر
۳۴۱	ORIGANUM MAJORANA	۲۸ مرزنجوش — مرزنجوش - مروا
۳۴۶	VITIS VINIFERA	۲۹ منقہ — زبیب
۳۵۷	TRIGONELLA GRACECUE FOENUM	۳۰ میتھی — حلبہ
۳۶۲	FELEMINGIA GRAHAMIANA	۳۱ ورس — ورس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

طبِ نبویٰ دنیائے اسلام کا ایک مقدس موضوعِ فکر و مطالعہ ہے۔ اہل اسلام نے ہر دور میں طبِ نبویٰ سے استفادہ کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مختلف ادوارِ اسلامی میں میدانِ ہائے طب و سائنس میں جو پیش قدمیاں ہوئی ہیں اور مفکرین اور ماہرین سائنس نے جو اقدامات کیے ہیں وہ لازماً تعلیماتِ قرآن سے متاثر اور اس کے اُئیتہ وار رہے ہیں۔ نباتات کے میدان میں مسلمان علمائے طب نے مجیر العقول انکشافات اور انکشافات کیے ہیں اور ان کا ثبوت وہ سب کتبِ نباتات ہیں کہ جو دستِ بردِ زمانہ سے بچ رہی ہیں اور زیرِ مطالعہ آچکی ہیں جبکہ ہتوزلا تعداد کتبِ نباتات فقط کتبِ خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں یا غفلتوں کی بنا پر خوراک و دیک ان کا مقدر بنا ہے۔ علاجِ امراض کے لیے نباتات کے استعمال کو زیرِ دست اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس اہمیت کی وجہ یقیناً وہ نظامِ قدرت و فطرت ہے کہ جو اس سرزمین پر ہر سو کار فرما ہے۔ کون ہے کہ جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ جس خطہٴ زمین پر جو حالات ہوتے ہیں اور وہاں جو امراض وجود و ظہور میں آتے ہیں قدرتِ فیاض نے اور فطرتِ نباض نے ان کے علاج کے لیے اس خطہٴ ارض میں اس مناسبت سے نباتات کو وجود بخشا ہے۔ قدرت کا یہ نظام کل بھی برسرِ عمل تھا اور آج بھی ہے۔

میدانِ طب کے اکابر رجالِ حقیقت آشنا تھے اور رموزِ قدرت کے شناس تھے۔ شفا بخشی کے باب میں نباتات ہی ان کی توجیہ کا اہم مرکز رہے اور جب وہ تعلیمات

اسلامی سے پوری سرشاری کے بعد اور مبادیاتِ طب سے شناسائی کے بعد خدمتِ خلق میں مصروف ہوئے تو انھوں نے فکر و علاج بالنباتات کو ایسے خطوط پر مرتب و استوار کیا کہ جو اہمیت کے اعتبار سے آج بھی واجب التسلیم ہیں اور عصری سائنس بھی اکابرِ طب کے ان انکشافات اور انکشافات کی نفی نہیں کرتی۔

افسوس کہ تیرگی خورد نے اور نیرنگی عصرِ حاضر نے آج کی دنیائے اسلام کے زعمائے طب کو مرکزِ گریز بنا دیا اور وہ خود بھی آوازِ مغرب سے ایسے مرعوب ہوئے کہ اپنے ورثہ ہائے علمی کے ناقدین گئے پھر یہ تنقید تنقیص میں بدل گئی۔ یہاں ہمہ آج بھی سچتہ ایمان ماہرینِ طب اور راسخ العقیدہ مسلم علمائے سائنس نے طبِ نبوی پر اپنی توجہات کو بہ ہمہ جہت مرکوز رکھا ہے اور علاج بالنباتات کا سلسلہ غیر منقطع رہا حتیٰ کہ اب مغرب کو اپنی بے خبری کا احساس ہوا ہے اور انسان کو محض مصنفہ گوشت قرار دینے والے مغربین اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ طب کو آغوشِ فطرت سے باہر نہیں جانا چاہیے اور انسان کو روح و مادہ کا ایک اشرف وجود سمجھ کر اس کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ جسم انسانی کی قسم نے ان کو بالآخر اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ ثنائی مطلق ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ معالج کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ اپنے محدود علم و عقل کی بنا پر جسم انسانی کو برائے شفا جن دواؤں سے روشناس کرانا ہے۔ یسا اوقات خود اسے علم نہیں ہوتا کہ ان کی شفا بخشی کا راز کیا ہے۔ اس لیے ایک حقیقت پسند سائنس دان یہ سمجھتا ہے کہ شفا دہی اس کا مقام نہیں ہے!

طبِ نبوی پر مشرق و مغرب دونوں جگہ ماہرین نے علمی پیش رفت کی ہے اور عصری سائنس کو بھی رہنا بنا یا ہے۔ متعدد کتابیں عالم وجود میں آئی ہیں اور بیداریِ مسلم کے ساتھ ساتھ اس میدان میں سائنسی پیش رفتیں ہو رہی ہیں۔ جامعہ کراچی میں محترمی جناب ڈاکٹر عطا الرحمن صاحب کلونجی پر کام کر رہے ہیں جس کا طبِ نبوی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ کلونجی میں جو اقلائیڈ ملے ہیں وہ اپنی افادیت میں لاثانی ہیں۔

ڈاکٹر خالد غزنوی طبِ عصری کے حامل ہیں اور اس حیثیت سے وہ پاکستان میں پہلے معالج نہیں کہ جنہوں نے یہ سہمہ خلوص و فہم طبِ نبوی کو اپنا رہنما بنایا ہے اور اپنے معالجات کو طبِ نبوی کے دائرے سے باہر نہیں جانے دیا ہے۔ اب تک وہ تیس نباتاتِ طبِ نبوی پر عملی اور علمی اعتبارات سے کام کر چکے ہیں اور ان نباتات کے افعال و خواص پر سیر حاصل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس میدانِ تحقیق میں عصری کیمیا کو بھی رہنما بنایا ہے اور ان نباتات پر عصری تحقیقات کا مطالعہ کر کے نیا راستہ بنایا ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک اچھے انسان اور ایک درد مند معالج کی حیثیت سے تحقیق و تدقیق کے اس میدان میں اپنے مشاہدات و تجربات سائنسی اور طبی مسلمات کے ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کی یہ تحقیق کئی اعتبارات سے لائق تعریف و تبریک اور سزاوار تحسین ہے لیکن اس کی ایک نمایاں اہمیت یہ ہے کہ معالجین کے لیے اس سے رہنما اصول ملتے ہیں۔ اب ہسپتال میں ان نباتاتِ طبِ نبوی سے معالجات میں استفادہ ممکن ہو گیا ہے اور سائنس دانوں کو اب وہ میٹرل مل گیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر فارما کولوجی کے میدان میں کل کے لیے اقدامات مزید کریں۔

حکیم محمد سعید

۲۰ مئی ۱۹۸۷ء

طبع یازدہم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں سے جس نبی کی خدا سے استدعا کی تھی اس کی صلاحیت میں حکمت کا جاننا بھی تھا۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام علوم سکھا دیے گئے۔ خلق خدا کی بھلائی کے لیے وہ حکمت کی باتیں بتاتے رہے اور ان کے ارشادات گرامی کو جدید علوم کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت ۱۹۸۷ء میں طب نبوی کی پہلی جلد کی صورت میں ہمارے حصے میں آئی۔

اس سا سال کے عرصے میں اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی میسر آئی۔ اسے صدارتی انعام ملا اور آج اس کا گیارہواں ایڈیشن پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے شکر گزار ہیں۔

اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے طب نبوی کی دوسری جلد پیش ہوتی پھر پیٹ کی بیماریوں اور امراض جلد پر دو خصوصی مجموعے بھی حاضر ہو چکے ہیں۔ بیماریوں کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کے ساتھ دعا کو بھی اہمیت عطا فرمائی ہے۔ ادراپ سانس کی بیماریوں پر کتاب پیش ہے۔ مسنون دعاؤں کا مجموعہ "اللہ الطیب" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انسانی جسم کی تمام بیماریوں کا طب نبوی کے تحائف سے احاطہ کر کے صحت عامہ کے مسئلے کو آسان کریں۔ مہلتیں ہوں کہ ہماری کامیابی کے لیے دعا کریں اور اگر کوئی مشورہ آپ کے ذہن میں ہو تو بلا تکلف لکھیے۔

خالد غزنوی

دیسپاچ

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کر لیتا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے جس نے اپنے جسم اور دانتوں کو دن میں کم از کم پندرہ دفعہ دھونا ہو اور ہفتے میں ایک مرتبہ نہانا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا، مو صاف پانی استعمال کرنا ہو۔ رات کا کھانا جلد اور ضرور کھا کر چہل قدمی کرنے والا کسی شدید بیماری میں مبتلا ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان بسیار خود نہیں ہوتا اس لیے وہ چکنائی کی زیادتی اور پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ تو انائی کے یہ گرجنیں آج جدید سائنس اتنی اہمیت دے رہی ہے ہادی برحق نے چودہ سو سال پہلے بتائے۔ وہ پہلے طبیب تھے جنہوں نے دل کے دورہ کی تشخیص کی اور دق کو پلورسی کا باعث قرار دیا۔ مریض کو بھوکا رکھنے سے منع کیا اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے جسم کی اپنی قوت مدافعت کو اہمیت دی۔

نفسیات کے مغربی ماہرین کو اسلام میں حلال اور حرام کے مسئلہ پر سخت اعتراض ہے جب کوئی مسلمان جھٹکا یا سور کا گوشت کھانے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس عمل کو PSYCHOLOGICAL TABOO سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات علمی نقطہ نظر

نظر سے غلط ہے۔ قرآن مجید نے ”آیہ حرمت“ میں مردار، خون، سور کے گوشت۔ ان جانوروں کے گوشت سے منع کیا ہے جو بندی سے گرے ہوں، ٹکرائے ہوں، لالچی سے مجروح کیے گئے ہوں یا درندوں نے پھاڑا ہو۔ یہ تمام گوشت انسانی صحت کے لیے مضر ہیں

سور کو وہ تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں جو انسانوں کو ہوتی ہیں۔ اسے دل کے دورہ سے ہیضہ تک ہوتا ہے۔ اس لیے یہ دوسروں میں بیماریاں پھیلانے اور اپنے کھانے والوں کو بیمار کرنے کی استعداد دوسرے جانوروں سے زیادہ رکھتا ہے۔ اس کا گوشت کھانے والے ختم کی نالیوں اور جوڑوں کی بیماریوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے حلال جانوروں کے گوشت اور دودھ کو بھی حرام کیا ہے۔ یہ بھی خالص صحت کا مسئلہ ہے اور مسلمانوں کو اس رہبری پر بجا طور فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ بات حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ خسره۔ وق۔ چھچک۔ کال کھانسی مرضی کی سانس سے پھیلتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو محسوس فرمایا اور مرضی سے بات کرتے وقت ایک میٹر کا فاصلہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور مریضوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کھانتے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے کپڑا یا رومال رکھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جراثیم دوسروں تک نہ جاسکیں گے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہم نے نبی کو علم اور حکمت سکھادی ہے۔ کسی چیز کا علم اس کے بنانے والے سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے؟ پھر خدا تو ویسے بھی علیم اور حکیم ہے۔ جس نے اس سے براہ راست سیکھا اس کی قابلیت کا کوئی کنارہ نہ ہوگا۔

انہوں نے اپنے ارشادات میں انسانی صحت کے کسی بھی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔ وہ صحت مند زندگی گزارنے کے اسلوب سکھانے کے بعد جب وبائی امراض کی روک تھام پر آئے تو تاریخ طب میں قرظنیہ کو ایجاد کر گئے۔ انہوں نے بیماریوں سے بچاؤ کا مکمل اور قابل عمل نظام مرحمت فرمایا۔ جب وہ مرضی کی سمت آئے تو نگہداشت اور اس کی ہیجانی کیفیت سے غذا تک بتا گئے۔

طب کے بارے میں ارشادات نبویؐ کو علیحدہ کرتے کی کوششیں دوسری صدی ہجری سے جاری ہیں آئمہ اور محدثین نے اس باب میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر مشکل

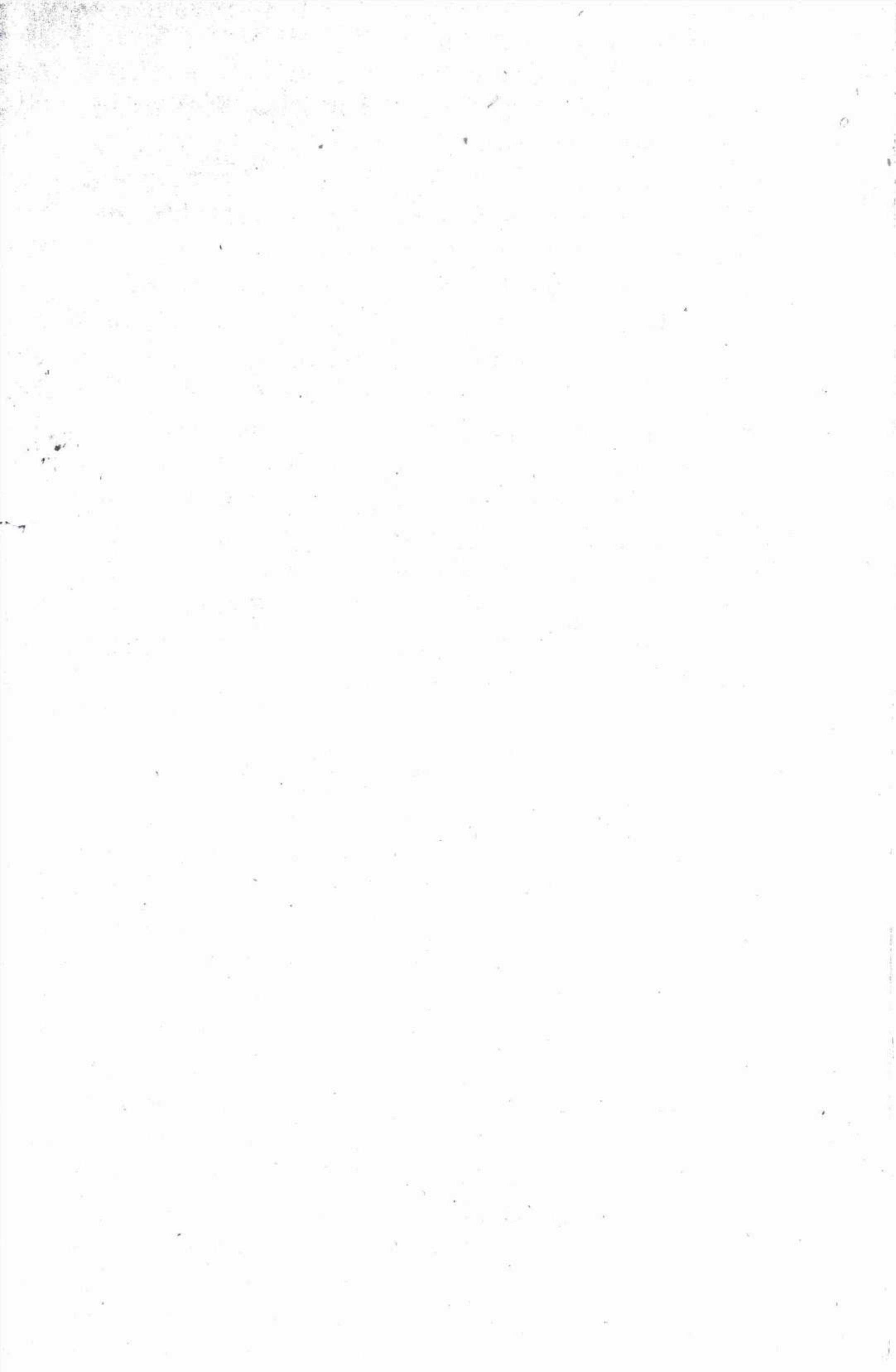
یہ رہی کہ ان حضرات کے پاس طب کا باقاعدہ علم نہ تھا۔ اس لیے یہ طب نبویؐ کو قابلِ عمل صورت میں پیش کرنے سے قاصر رہے۔ آج کا معالج جسم انسانی سے مکمل واقفیت پانے کے بعد علم الامراض اور علم الادویہ سیکھتا ہے اور اس کے بعد وہ علاج کرنے کے قابل ہوتا ہے یہ ادویہ نبویہ کے ناموں سے تو آگاہ تھے مگر ان کی ماہیت، کیمسٹری، اثرات اور فوائد سے آشنا نہ تھے۔ اس لیے ہمارا یہ اہم قومی ورثہ کتب خانوں کی زینت بنا رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوائی کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اثرات بیماری کی ماہیت کے مطابق ہوں۔ لوگ دوائی کے اثر اور طریقہ عمل سے واقف نہ تھے اب ڈاکٹر خالد غزنوی نے اس کمی کو پورا کر کے پوری مسلمان قوم پر احسان کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث کی دوسو سے زیادہ کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان تمام میں سے متعلقہ احکام کی تلاش۔ ان کی تدوین پھر ان کی سائنسی حیثیت کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر میں دیکھتا رہا کہ میرے دوست ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک ایک دوائی کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لیے ڈاکٹروں سے لے کر علماء تک اور سائنس دانوں سے غذائی ماہرین تک کئی کئی دن صرف کیے۔ انہوں نے جس محبت، محنت اور عشق رسالت سے اسے جمع کیا ہے میں اس پر ان کو مبارک دیتا ہوں اور میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب پوری دنیا کے لیے اسلامی علم طب کا عظیم شاہکار ہونے کے علاوہ ہمارے اپنے ملک کی سربلندی کا باعث ہوگی کہ یا کتنا میں کیسا کیسا جوہر قابل موجود ہے۔

میں ڈاکٹر غزنوی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کا دبیا چہ لکھنے کی عزت دے کر اس کا رخیہ نہیں شرکت کا موقع فراہم کیا۔

افتخار احمد

پرنسپل۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ لاہور



الْحَمْدُ لِلَّهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں بڑی اہمیت کی لازوال ہدایات فرمائی ہیں۔ محدثین نے "کتاب الطب" کے عنوان سے حدیث کی ہر کتاب میں علیحدہ ابواب مزین کیے ہیں۔ عبد الملک بن حبیب اندلسی نے امراض کے متعلق ارشادات نبویؐ کو "الطب النبوی" کے نام سے دوسری صدی ہجری میں علیحدہ مرتب کیا۔ ان کے بعد امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن ابوبکرؒ ابن السنی اور ان کے ہم عصر محدث ابونعیم اصفہانی ہیں جنہوں نے تیسری صدی کے اواخر میں طب نبویؐ کے ایسے مجموعے مرتب کیے جن کی اکثر روایات انہوں نے راویوں سے خود حاصل کیں۔ آئمہ اہل بیت میں علی بن موسیٰ رضا اور امام کاظم بن جعفر صادقؑ نے اسی موضوع پر رسائل لکھ کر شہرت دوام پائی۔ چوتھی صدی میں محمد بن عبد اللہ فتوح الحمیدی۔ عبدالحق الاشجیلی۔ حافظ السخاویؒ اور حبیب نیشاپوری نے طب نبویؐ کے مجموعے اپنی ذاتی کوششوں سے مرتب کیے مگر ناقدری علم سے یہ سارے مجموعے اب ناپید ہیں۔ البتہ ان کے حوالے اس زمانے کی دوسری کتابوں میں ملتے ہیں۔

ساتویں سے نویں صدی ہجری کے دوران ابی جعفر المستعقری۔ ضیاء الدین المقدسی۔ السید مصطفیٰ اللنیفاشی شمس الدین البعلی۔ کمال ابن طرخان۔ محمد بن احمد ذہبی۔ محمد بن ابوبکر ابن القیم۔ جلال الدین سیوطی اور عبد الرزاق بن مصطفیٰ الانطاکی نے ارشادات نبویؐ کے گلدستے بنائے۔ الحمد للہ کہ ان سب کی کاوشیں اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر موجودہ

دور میں موجود ہیں۔ البتہ ابن القیمؒ کا مجموعہ سب سے ضخیم ثقہ اور مقبول ہے۔ انہوں نے اپنے
عنوانات کا انتخاب بڑی محنت اور خلوص سے کیا ہے۔ جیسے کہ

”ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علاج المفتود“

محمد احمد ذہبیؒ کا مجموعہ بھی اچھا ہے۔ مگر وہ درجہ اول ایسی دواؤں کا تذکرہ کر گئے
جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب کرامؓ تک ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ انہوں نے کچھ
علاج اپنی جانب سے شامل کیے ہیں۔ جن کی افادیت محل نظر ہے۔ السیوطیؒ نے
طب روحانی کے معاملہ میں ذاتی مشاہدات کو زیادہ شامل کیا ہے اور ”الطب النبوی“
برائے نام ہے۔

حلب کی لائبریری میں عبدالرزاقؒ الانطاکی کا مخطوطہ ”النبوی فی منافع الماکولات“
ایک مفید اور قابل قدر تالیف ہے۔ جمال الدین بن داؤد کی طب نبویؐ کی صرف ایک
جلد استنبول کی لائبریری میں ہے۔ کتاب مختصر مگر مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگان کرام پر اپنی رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں ایمان اور
شفا کا راستہ دکھایا۔ مگر سائنسی علوم میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان میں روزانہ نئے مشاہدات
ہوتے ہیں۔ اگر ان پر نظر ثانی نہ ہو تو ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ علم الادویہ میں نئے
انکشافات۔ ادویہ کی کیمیاوی نوعیت کا اظہار ایسی چیزیں تھیں جن کا ادویہ نبویؐ میں اضافہ
ضروری تھا۔ دواؤں کے اثر کو جانچنے کے لیے اب کچھ آلات بھی موجود ہیں۔ بھارت
میں ان پر تحقیقی کام ہو رہا ہے جس میں بہت سی ادویہ نبویہ بھی آگئی ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفید طب کو جدید علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ زمانہ قدیم
میں طباعت موجود نہ تھی اس لیے طب نبویؐ کے کسی بھی مجموعہ میں مکمل احادیث موجود نہیں۔
اس امر کی ضرورت بھی تھی کہ ہر دوائی کے متعلق ارشادات باری اور ارشادات نبویؐ کو بھی
شامل کر دیا جائے۔ ارشادات گرامی کو کتب احادیث سے دوبارہ تلاش کیا گیا۔ کوئی مدرسہ

یالاٹبریری ایسی نہیں جہاں پر احادیث یا علم الادویہ کی تمام کتابیں موجود ہوں۔ اس لیے ان کو جگہ جگہ تلاش کرنا اور ان علوم کے ماہرین کی شفقت سے استفادہ کرنا ضروری ہو گیا۔ حدیث کی معدوم کتابوں از قسم عراقی۔ ابن السنی۔ ابوالنعیم۔ ابن عساکر کے تمام حوالے "کنز العمال" فی سنن والاقتوال سے لیے گئے ہیں۔

عذرتالیف کے بارے میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ محترم حکیم محمد سعید اور پرنسپل افتخار احمد صاحبان فرما گئے۔ میں ان حضرات کی مشاورت اور مساعادت کے لیے شکر گزار ہوں۔ علمائے کرام میں مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم، مولانا عبدالمنان عمر۔ حافظ عبدالرشید پروفیسر عبدالقیوم بٹ، مفتی محمد حسین نعیمی، حافظ سلیم تابانی صاحبان نے اپنا الطاف مسلسل جاری رکھا ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحبان نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے طب نبوی کا موضوع اپنے گرامی جریدہ سے شروع کروایا۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی امور لاہور کے ڈاکٹر سید فرخ شاہ اور ڈاکٹر حنیف چوہدری۔ خالد لطیف شیخ۔ ڈاکٹر صلاح الدین۔ ڈاکٹر سرور چوہدری اور ڈاکٹر بیگم سرور چوہدری نے ادویہ کی کمیٹری میں ساتھ دیا۔ جناب عطا الرحمن غنی نے کھجور کی ماہیت عطائی۔ گورنمنٹ پبلک اتالیٹ، محمد عبدالباری اور شہزادہ نصیر احمد نے بھارتی کتابیں مستعار دیں۔ پبلک اتالیٹ پیر عارف شاہ اور محمد اسحاق غوری اور ان کا سارا عملہ اشیاء خوردنی کے کمیٹری مہیا کرنے میں لگا رہا۔

ملک بشیر احمد نے چھانگنا ننگا سے تجزیہ کے لیے عمدہ شہد کے درجنوں نمونے دیئے۔ اطیاء کرام میں حکیم عبید الرحمن خان شریفی اور بیگم امتت الطیف طاہرہ نے ادویہ کی تحقیق میں رہبری کے ساتھ دامنے درمے بھی معاونت فرمائی۔

حکومت پاکستان کی کونسل برائے طب کے صدر میاں متیر نبی خان نے اپنے علم الادویہ

کے علم کو بڑی فیاضی کے ساتھ عطا کیا اور کتاب کی پذیرائی میں اپنے فاضل اراکین کو نسل کے معیت میں مہربانیاں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مجھ پر شفقت اور طبی نبوی سے محبت کی بدولت اپنے تمام ذرائع میری تحویل میں لگا دیئے اور ایسے کرم فرماؤں کے خلوص نے مجھے حوصلہ دیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ علاج کے ذریعہ جسم کی تمام بیماریوں پر اگلی کتاب مکمل کروں۔ انشاء اللہ یہ جلد آجائے گی۔

اس کتاب میں ہو میو پیچی کا حصہ جناب خالد مسعود قریشی اور ڈاکٹر حامد ایاس کی محبت کا مظاہرہ ہے۔

کتاب کی طباعت اور نظر ثانی جناب مولوی محمد اکرام اور فیصل صاحبان کی محبت ہے۔ فضل محمود مفتی نے بڑے خلوص سے نظر ثانی کی اور تمام انگریزی نام اپنے ہاتھ سے لکھے۔ مجھے طب نبوی کی صلاحیت مہیا کرنے میں میرے والدین کی اسلام سے محبت ہی اصل سبب تھا۔ انہوں نے مجھے سائنس پڑھانے کے ساتھ اس وقت کے جدید علماء کو آمادہ کیا کہ وہ مجھے علم دین سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔ شیخ الحدیث مولانا نیک محمد اور مولانا محمد حسین ہزاروی نے خود تکلیف اٹھا کر بھی احادیث کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ آمین

خالد غزنوی

حیدر روڈ۔ کرشن نگر

لاہور

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک طبیبتِ حاذق

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اس سے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مند رہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پردہت علاج کرتے تھے۔ نسا سزوں کے مطابق علاج کا علم برہما کو تھا اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے بھارو و اج اور اس کے بعد استی کمار کو ایک لاکھ اشلوک یاد کروادیئے تاکہ وہ لوگوں کا بھلا کر سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے۔ کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرض وجود میں آئی۔

قرآن مجید نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرة، ۲۶۹)

(ہم جسے حکمت سکھاتے ہیں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا ذریعہ عطا کر دیا گیا)

اور بھلائی کا یہ ذریعہ جب ایک برگزیدہ بندے لقمان کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا۔

ولقد اتينا لقمان الحكمة ان اشكر الله (لقمان: ۱۰)

ہم نے جب لقمان کو حکمت کا علم عطا کیا تو اس عطیہ پر اس کے لیے شکر واجب ہو گیا۔
لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلاتے
فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابل رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے پروردگار
سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتك ويعلمهم

الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم

ہمارے پالنے والے ان لوگوں میں انہی میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرما یہ

رسول ان کو تمہاری آیات سنائے۔ ان کو تمہاری کتاب کا علم سکھائے۔ حکمت سکھائے

اور پاکیزہ کرے۔ کیونکہ تو ہی سب سے بڑا اور حکمت والا ہے

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما حضرت

ابراہیمؑ کے تخلص۔ محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری کی پوری دعا

قبول فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبدالمطلب کے گھرانے میں عبد اللہ

کے بیٹے کو نبوت عطا ہوئی۔ ان کے ذریعہ خدا کی مبسوط کتاب نازل ہوئی۔ جسے انہوں نے

لوگوں کو سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات کے

ساتھ انہوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا ہے

اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی۔

وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن

تعلم وكان فضل الله عليك عظيماً۔ (النساء: ۱۱۳)

ہم نے تم پر اپنی کتاب اتاری۔ حکمت سکھائی اور ہر وہ علم سکھا دیا جو تمہیں پہلے نہ آتا تھا

اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے،
 اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ ابتدا میں اگر تعلیم یا فتنہ نہ تھے تو اب وہ جملہ علوم و فنون
 میں پوری طرح مستند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور
 اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ وہ کہ جو علیم۔ حکیم۔ شافی اور اعلیٰ
 ہے اگر کسی کو یہ علم خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 ان کی اس صلاحیت پر امام محمد بن ابوبکر ابن القیم لکھتے ہیں۔

”علم طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے۔ اور اس
 کے لیے فلاں دوائی مناسب ہوگی۔ وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے
 نہیں کہہ سکتا۔“

اس کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں
 کیونکہ ان کے علم کا دار و مدار وحی الہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔“

(زاد المعاد)

انہوں نے علم الشفا کے بارے میں سب سے پہلا اصول جو مرحمت فرمایا اسے
 حضرت ابی رمتہؓ ان کی زبانِ گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

انت الرفیق واللہ الطیب (مسند احمد)

(تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ طیب اللہ خود ہے)

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے۔

وإذا مرضت فهو يشفين (الشعراء)

اس کے بعد انہوں نے علم العلاج کا اہم ترین اصول عطا کیا جسے حضرت جابر بن

عبداللہؓ بیان کرتے ہیں۔

وإذا أصيب الدواء الداء برأ بأذن الله۔ (مسلم)

اجب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفا ہوتی ہے،

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت عمرو بن شعبہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تطیب ولم یعلم منه طب قبل ذلك فهو ضامن۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

جیکہ انہی سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں اس طرح سے ہے۔

من تطیب ولم یکن بالطب معروفا فاذا اصاب نفسا فما

دونہا فهو ضامن۔ (ابن السنی، ابونعیم)

(جس کسی نے مطیب کیا وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی

کو تکلیف ہوئی یا اس سے کم تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا)۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ

تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ

سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے پاس جانے سے روکنے پر بھی عطائی کو سزا ہو سکتی ہے

مسلمانوں کے لیے اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے کے اصول جاری

کئے گئے تو ان میں سے ہر ایک صحت مند زندگی گزارنے کی سمت ایک قدم تھا۔ ہاتھوں

پیروں اور منہ کو دن میں کم از کم پندرہ مرتبہ وضو کی صورت میں اچھی طرح صاف کرنے والا

منتعدی بیماریوں سے محفوظ رہنا ہے۔ جب کسی شخص کے پیٹ میں کیڑے ہوں یا تپ محرقہ

کا پراتا مرضی ہو تو بیت الخلاء سے واپسی پر اس کے ہاتھوں کو یہ کیڑے اور جراثیم چپک جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ اپنی یا لوگوں کی کھانے پینے کی چیزوں کو لگاتا ہے تو بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اسے علم طب میں CARRIER کہتے ہیں۔ حال ہی میں نیویارک میں پرانے تپ محرقہ کے ایک مریض کی دوکان سے آس کریم کھانے والے ۳۹ بچے اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے اس کا حل یوں کیا کہ مسلمانوں کو طہارت سکھائی۔ پھر فرمایا کہ استنجا میں دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ ہو اور کھانے میں دایاں استعمال میں نہ آئے۔ ناخن کاٹ کر رکھے جائیں۔ پانی کے ذخیروں کے قریب اور سایہ دار مقامات پر رفع حاجت نہ کی جائے۔ صبح کا ناشتہ جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور اور جلد کھانا اور اس کے بعد چیل قدمی۔

بسیار خوری کی ممانعت تندرستی کی بقا کے لیے ان کے اہم کمالات ہیں۔ جب وہ امراض کی براہ راست روک تھام کے مسئلے کو لیتے ہیں تو ہدایات واضح اور آسان دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلم المجدوم بينك وبينك قد رسا محراوس محين۔ (ابن السنی ابو نعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دفتیر کے برابر

فاصلہ رکھا کرو)

یہ ایک جدید سائنسی انکشاف ہے کہ مرضی جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلتے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں۔ تپ، دق، خسروہ، کالی کھانسی، سعال، چھپک، کن پیرے

اور کوڑھ اسی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو DROPLET INFECTION کہتے ہیں۔

کوڑھ والا بہ ارشاد نبویؐ اگر توجہ میں رہے تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

انہوں نے بیماریوں کے باعث متعین کیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت فرماتے ہیں۔

المعدة حوض البدن والعروق اليها واردة فاذا صحت
المعدة صدرت العروق بالصحة واذا فسدت المعدة
صدرت العروق بالسقم. (بيهقي)

(معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں۔
اگر معدہ تندرست ہو تو روگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو روگیں بیماری
لے کر جاتی ہیں)

ایک دوسری روایت میں فرمایا۔

ان المعدة بيت الداء

اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم
کی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جیکہ بسیار خوری
نالوں پر چربی کی تہوں بوٹا پا۔ دل کی بیماریوں۔ گنٹھیا۔ گردوں کی خرابیوں اور ذیابیطس
کا باعث بنتی ہے۔ حضرت ابی الدرداءؓ انس بن مالک حضرت علیؓ حضرت ابی رہیلؓ
روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل کل داء البرد۔ (دارقطنی، ابن عساکر، ابن السنی، عقیلی، ابو نعیم)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے)

گردوں کی بیماریاں ہمارے آج کل کے ڈاکٹروں کے لیے مصیبت کا باعث
بنی ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں ساری کوششیں اب تک بیکار جا چکی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها فداوها
بالماء المحرق والعسل. (ابوداؤد)

گردے کی جان اس کی PELVIS میں ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو یہ گردے والے کے لیے بڑی اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُبے پانی اور شہد سے کرو۔

بیسویں صدی کے وسط تک دل اور گروہ کی بیماریوں۔ نفخ رکھانسی اور زکام کے علاوہ نمونیا کی بہترین دوائی براڈی سمجھی جاتی رہی ہے۔ جب طارق بن سوید نے سرکارِ دو عالم سے انگوروں کی شراب سے علاج کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”یہ دوائی تو نہیں۔ بیماری ہے۔“

اب علم الامراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ براڈی جسم کے دفاعی نظام کو مفلوج کرتی ہے۔ اسے پینے کے بعد پھیپھڑوں میں حفاظتی اقدام مفلوج ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے خلیے مستقل طور پر ضائع ہو جاتے ہیں اور جگر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ احمد)

ذہی عن الداء الخبیث

انہوں نے مضر رساں ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا

انہوں نے ایک مرتبہ لوزتین کی سوزش میں مبتلا ایک بچے کو دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کا گلا دیا کر ملنے والی تھیں۔ وہ اس غیر سائنسی علاج سے کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

لا تعذب الصبیان بالغنم وعلیکم بالقسط (ابن ماجہ)

(بچوں کو ایسے طریقوں سے عذاب نہ دو۔ جبکہ تمہارے لیے قسط موجود ہے)

حضرت ام قیس بنت محسنؓ روایت فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے بچے کو پانی میں گھس کر قسط پلانی تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے قرار دیا کہ پیوری تپ و ق کی قسم ہے اور اس کا علاج کیا جائے۔ حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرنارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننداوی ذات الجنب

بالقسط البحری والزیت۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

دوسری روایات میں اسی غرض سے ورس بھی تجویز فرمائی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنہوں نے دل کے دورہ کی نہ صرف کہ تشخیص کی بلکہ علاج بھی کیا جبکہ ایسا مؤثر علاج آج بھی ممکن نہیں۔ انہوں نے آلات تناسل کے سرطان سے بچاؤ کے لیے نختہ جاری کیا۔ دل اور گردوں کی بیماری سے پیدا ہونے والی سارے جسم کی سوجن کا علاج کیا۔ یو ایسیر کا ادویہ سے علاج کیا۔ پیٹ سے پانی نکلنے کا آپریشن ایجاد کیا۔ دتیلے طب کو اٹھارے سے لے کر ورس تک بانوسے ایسی ادویہ مرحمت فرمائی جن کے ذیلی اثرات تھیں جس نے ان سے طب کا علم سیکھ لیا اس کو کسی بھی علاج میں کبھی ناکامی نہ ہوگی۔



انجیر — تین

FIGS

FICUS CARICA

انجیر بنیادی طور پر مشرق وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے۔ اگرچہ اب یہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ہند میں آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے یقین کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطباء یا ایشیائے کوچک سے آنے والے منگول اور منغل اسے یہاں لائے چھ سو سال گزر جانے کے باوجود ہند میں اس کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ مقامی ضروریات کو پورا کر سکے ایک تحقیق کے مطابق اس کا پورا سب سے پہلے سمتریا میں ہوتا تھا اور وہاں سے مختلف ممالک میں لایا گیا۔ اس کی پیدائش کے مشہور مراکز ترکی۔ اطالیہ۔ سپین۔ پرتگال۔ ایران۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان اور پاکستان میں چترال اور ہنزہ کے علاقے ہیں۔ چترال کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ ان کی انجیر بڑی اور سفید ہوتی ہے جبکہ دوسرے مقامات کا پھل نیلگوں ہوتا ہے۔

مفسرین کا خیال ہے کہ زمین پر انسان کی آمد کے بعد اس کی افادیت کے لیے سب سے پہلا درخت جو معرض وجود میں آیا وہ انجیر کا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام نے اپنی ستر پوشی کے لیے انجیر کے پتے استعمال کئے۔

پھلوں میں یہ سب سے نازک پھل ہے۔ کتنے کے بد پیر سے اپنے آپ گر جاتا ہے اور اسے اگلے دن تک محفوظ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لوگوں نے اس کو فریج

میں رکھ کر دیکھا مگر شام تک پھٹ کر ٹپکنے لگتا ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ انجیر کو خشک کرنے کے عمل کے دوران اسے جراثیم سے پاک کرنے کے لیے گندھک کی دھونی دیتے ہیں اور آخر میں نمک کے پانی میں ڈبو تے ہیں تاکہ سوکھنے کے باوجود نرم اور ملائم رہے۔ کیونکہ نمک بھی محفوظ کرتے والی ادویہ میں شامل ہے۔

انجیر کے درخت کی چھال۔ پتے اور دودھ ادویہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ عام لوگ اس کی علاجی اہمیت سے اتنے آگاہ نہیں جتنا کہ وہ اسے بطور پھل اور وہ بھی موسم سرما میں جانتے ہیں۔ علم نباتات کی رو سے انجیر کا جس تخلیقی خاندان سے تعلق ہے اسی کنبہ سے بڑے۔ پھل اور گولہ بھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معالجاتی دنیا میں اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اطباء قدیم کے یہاں انجیر کا استعمال عمد رسالت کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ اطباء یونان میں بقراط نے اس کا سرسری سا ذکر کیا ہے اور نوریت میں فصل کے طور پر مذکور ہے۔ اس کی دو اہم قسمیں دستیاب ہیں۔ وہ جسے لوگ باقاعدہ کاشت کرتے ہیں بستانی کہلاتی ہے۔ دوسری خود رو جنگلی کہلاتی ہے۔ جنگلی حجم میں چھوٹی اور ذائقہ میں اتنی لذیذ نہیں ہوتی۔ جبکہ بستانی میں کاشت کاروں نے مختلف تجربات سے لذیذ قسمیں پیدا کر لی ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد

انجیر کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک ہی جگہ ہے۔ مگر پھر پورے۔

والتین والزیتون وطور سینین وهذا البلد الامین

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (التین: ۴-۱)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینا کی اور اس دارالامن شہر کی کہ انسان کو

ایک بہترین ترتیب سے تخلیق کیا گیا۔

حضرت براء بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران کی نمازوں میں نبی صلی

اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں سورۃ التین ضرورتاً تلاوت فرماتے تھے۔

عن براء بن عازب ^{رضی} انہ قال صلیت مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فقرا فیہا بالتین
والزیتون۔ (موطأ امام مالک)

امام مالک کا خیال ہے کہ تلاوت میں اس کی پسندیدگی سورہ کے صوتی اثرات
کی وجہ سے تھی جبکہ اس کے معانی کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا مفسرین کے ایک
گروہ کا خیال ہے کہ یہ سورہ تاریخ کے مختلف ادوار کی نشان دہی کرتی ہے۔ انجیر سے
مراد وہ وقت ہے جب انسان زمین پر آباد ہوا اور اسے تن ڈھانپنے کے لیے انجیر
کے پتے استعمال کرنے پڑے۔ دوسرا اہم مرحلہ اس وقت آیا جب طوفان نوح میں
پوری آبادی سوائے مومنین کے غرق ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت کو لے کر
کشتی میں کئی دن سفر کرتے رہے انہوں نے ایک روز فاختہ کو ہدایت کی کہ وہ پانی کے
اوپر پرواز کرے سیلاب کی صورت حال کا جائزہ لے۔ فاختہ جب لوٹ کر آئی تو اس
کی چوہچ میں زیتون کی ڈالی تھی۔ اس سے نتیجہ نکالا گیا کہ پانی اتنا اتر گیا ہے کہ پودے ننگے
ہو گئے ہیں اور اسی روز سے ہی محاورہ میں فاختہ اور زیتون کی شاخ امن اور سلامتی کے
نشان قرار پائے۔

حافظ اسماعیل ابن کثیر نے تحقیق کی ہے کہ انجیر سے مراد دمشق اور اس کا پہاڑ ہے
جبکہ انہی نے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت بیان کی ہے کہ انجیر سے مراد حضرت نوح علیہ
السلام کی وہ مسجد ہے جو جو دی پہاڑ پر بنائی گئی۔ مجاہد بھی اسی مسجد کو انجیر سے استعارہ قرار
دیتے ہیں۔ جبکہ قتادہ زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ لیتے ہیں۔ مجاہد اور عکرمہ
اس سے خالص زیتون کا پھل مراد لیتے ہیں۔ جبکہ طور سینین سے دیگر اشارات کے علاوہ
کوہ طور پر وہ جھاڑیاں بھی مراد ہیں جن میں روشنی دیکھی گئی تھی۔ اور یہ جھاڑیاں سنا کی کھن
انہی جھاڑیوں کی بہتات کی وجہ سے پہاڑ کا نام سنا کی جھاڑیوں والا یعنی سینا پڑ گیا۔

تفسیری اشارات کے علی الرغم اگر سیدھی بات دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے انجیر کو اتنی
اہمیت عطا فرمائی کہ اس کی قسم کھائی جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس کے فوائد کا کوئی
شمار نہیں۔

ارشادات نبویؐ

حضرت ابوالدرداءؓ روایت فرماتے ہیں:

أهدى الى النبي صلى الله عليه وسلم طبق من تين،
فقال: كلوا. واكل منه وقال: لو قلت: ان فاكهة
نزلت من الجنة، قلت هذه لان فاكهة الجنة
بلا عجم. فكلوا منها فانها تقطع البواسير، وتنفع
من النقرس. (ابو بكر الجوزي)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھا آ یا۔ انہوں نے
ہمیں فرمایا کہ ”کھاؤ“! ہم نے اس میں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔ ”اگر کوئی کہے کہ
کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ ہے کیونکہ بلاشبہ
جنت کا میوہ ہے۔ اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور گنٹھیاں چڑروں
کے درد میں مفید ہے۔“

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے مگر
حدیث کا ماخذ بیان نہیں کیا جبکہ کثر العمال میں علاؤ الدین الہندیؒ نے یہی روایت معمولی
روویدل کے ساتھ اس صورت میں حضرت ابو ذرؓ سے بیان کی ہے۔

كلوا التين فلو قلت ان فاكهة نزلت من الجنة
قلت هذه لان فاكهة الجنة لا عجم
فيها. فكلوها فانها تقطع البواسير وتنفع

من النقرس . (الدیلمی . ابن السنی . ابو نعیم)

یہ حدیث حضرت ابو ذرؓ کے حوالہ سے کنز العمال میں مسند فردوس دہلی کے ذریعہ سے دوسری جگہ بیان کرتے ہوئے "تقطع البواسیر" کی جگہ "یذہب بالبواسیر" کی تبدیلی کی ہے۔ اگر یہ روایت صرف ایک ہی کتاب میں ایک ہی ذریعہ سے ملتی تو محدثین کرام کے اصول کے مطابق ثقاہت پر شبہ کیا جاسکتا تھا۔ مگر دو مختلف راوی اور کم از کم تین مجموعوں میں اسے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں روایات کا یہ نوا تر اس کا یقین دلانے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔

روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انجیروں سے بھرا ہوا تھال حنوری میں موجود ہے۔ انجیر مدینہ منورہ میں نہیں ہوتی اور نہ ہی مکہ میں اس کی زراعت ہوتی ہے شاید طائف میں ہوتی ہوگی۔ تھال ناگہاں ظاہر ہوتا ہے پھر ارشادِ گرامی اس کی اہمیت کے بارے میں صادر ہوتا ہے اور اگر جنت سے کوئی پھل زمین پر آسکتا ہے تو یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ جنت کا پھل ہے۔

انجیر کو بطور پھل اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنت سے آیا ہوا میوہ قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے۔ علمی لحاظ سے یہ ایک بڑا اعلان ہے جو عام طور پر علم طب میں فاضل اطباء بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔ مگر جوڑوں کے درد میں اس کو صرف مفید قرار دیا اس لیے یہ امور انجیر سے فوائد حاصل کرنے کے سلسلہ میں پوری توجہ اور اہمیت کے طلبکار ہیں۔

کتاب مقدسہ میں انجیر کی اہمیت

توریت اور انجیل میں انجیر کا ذکر مختلف مقامات پر ۲۹ مرتبہ آیا ہے۔

... تب درختوں نے انجیر کے درخت سے کہا کہ

تو آ اور ہم پر سلطنت کر۔ پر انجیر کے درخت نے کہا

کیا میں اپنی مٹھاس اور اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر درختوں
پر حکمرانی کرنے جاؤں؟

(فضاۃ - ۱۱ - ۱۰ - ۹)

اسی ضمن میں زیتون اور انجیر کا ذکر پھرتا ہے۔
انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے۔
اور تائیں پھوٹنے لگیں۔
ان کی مہک پھیل رہی ہے۔

(غزل الغزلات ۱۳: ۳)

یرمیاہ کو جب شاہ بابل اسیر کر کے لے گیا تو اسے خداوند کا جلال نظر آیا اور گفتگو
کی جو تفصیل اس نے بیان کی اس میں مثال کے لیے انجیر کا پھل استعمال ہوا۔ اچھے انجیر
کی مثال نیک لوگوں سے دی گئی اور ٹوکریوں میں خراب انجیروں سے مراد نافرمان لوگ
تھے جن سے سایہ ایزدی اٹھ جائے گا۔

..... تب ہر آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت
کے نیچے بیٹھے گا اور ان کو کوئی نہ ڈرائے گا۔

(میکاہ - ۴: ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں ان کے حواریوں میں سے مرقس اپنے
ایک سفر کی روئید اور بیان کرتا ہے۔

.... دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے
تھے دیکھ کر گیا شاید اس میں کچھ ہے مگر جب
اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ
انجیر کا موسم نہ تھا۔

(مرقس - ۱۳ - ۱۱)

محدثین کے مشاہدات : حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ انجیر ارض حجاز اور مدینہ میں نہیں ہوتی بلکہ اس علاقہ میں عام پھل صرف کھجور ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کتاب جلیل میں اس کی قسم کھائی ہے۔

اور یہ اس امر کی بلاشبہ دلالت کرتا ہے کہ اس سے حاصل ہونے والے افادات اور منافع بے شمار ہیں اس کی بہترین قسم سفید ہے۔ یہ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کر کے نکال دیتی ہے یہ بہترین غذا ہے اور زہروں کے اثرات سے بچاتی ہے۔ حلق کی سوزش، سینہ کے بوجھ، پھیپھڑوں کی سوجن میں مفید ہے۔ جگر اور تلی کو صاف کرتی ہے بلغم کو تپلا کر کے نکالتی ہے جسم کو بہترین غذا مہیا کرتی ہے۔

جالینوس نے کہا ہے کہ انجیر کے ساتھ جوز اور بادام ملا کر کھائیے جائیں تو یہ خطرناک زہروں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

اس کا گودا بخار کے دوران مرضی کے منہ کو خشک ہونے نہیں دیتا۔ نمکین بلغم کو تپلا کر کے نکالتی ہے۔ اس لحاظ سے چھاتی کی پرانی سوزشوں میں مفید ہے۔ جگر اور مرارہ میں اٹکے ہوئے پرانے سدوں کو نکالتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کی سوزشوں کے لیے مفید ہے۔

انجیر کو نہار منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آنٹوں کے بند کھولتی ہے۔ پیٹ سے ہوا کو نکالتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر بادام بھی کھائے جائیں تو پیٹ کی اکثر بیماریاں دور بھاگتی ہیں۔ فوائد کے لحاظ سے انجیر شہتوت سفید کے قریب ہے۔ بلکہ اس سے افضل ہے۔ کیونکہ توت معدے کو خراب کرتا ہے۔

امام محمد بن احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انجیر میں تمام دوسرے پھلوں کی نسبت بہتر غذائیت موجود ہے۔ یہ پیاس کو بھاتی اور آنٹوں کو نرم کرتی ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔ پرانی بلغمی کھانسی میں مفید ہے۔ پیشاب آور ہے۔ آنٹوں سے قویج اور سدوں کو دور

کرتی ہے۔ اسے نہار منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے آنتوں کی غلاظت نکل جاتی ہے اور ان کا فعل اعتدال پر آجاتا ہے۔ اگر ایسے میں اس کے ساتھ جوڑا اور بادام ہوں تو اور بہتر ہے۔

ان فوائد کا موازنہ کریں تو ہر جگہ یہ یکساں ہی شکل میں مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فائدے واقعی موجود ہیں۔

کیمیائی ساخت : انجیر کی کیمیائی ساخت موسم کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ فروری کے ابتدائی دنوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اس ماہ کے آخر میں رطوبت کم ہوتی ہے۔ اپریل کی فصل میں رطوبت اور زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ یہ کچی انجیر میں اور زیادہ ہوتی ہے۔ موازنہ کچھ یوں ہے۔

کل مٹھاس

تھی گل جانیا والی مٹھاس

REDUCING SUGAR

۳۱۶-۱-۶۰۶۱۸	۲۹-۵۴	۴۶۶۳ سے فیصدی % ۸۴۶۱۸	بازار کی عام انجیر اپریل میں
۵۹ ۶ ۲۵	۵۵ ۶ ۴۳	۴۶ ۶۰	درخت پر کچی ہوئی تیار انجیر۔
۸ ۶ ۴۶	۷ ۶ ۹۱	۸ ۶ ۶۸	کچی انجیر
۲۶ ۶ ۳۰	۲۴ ۶ ۰۷	۱۹ ۶ ۲۵	درآمدہ خشک انجیر

(ان کی عمدہ ترین قسم سمرنا سے آتی ہے)۔

انجیر کی اس عام حیثیت میں اہم بات یہ ہے کہ اس کی مٹھاس دو قسم کی ہے۔ ایک قسم وہ جو مٹھاس ہونے کے باوجود دوسری مٹھاسوں کو گلا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں جانے کے بعد وہاں پر موجود زائد مٹھاس کو حل کر کے اسے ازیت رسانی سے باز رکھ سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ جوں جوں انجیر درخت پر پکتی ہے اس میں مٹھاس کم ہونے لگتی ہے۔

اس میں موجود کیمیاوی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

لحمیات، نشاستہ، حدت کے حرارے، سوڈیم، پوٹاشیم، کیلیم، مگنیشیم،

۱۶۵، ۱۵۶، ۶۶، ۲۲۶۶، ۲۸۸، ۸۶۰۵، ۲۶۶۲

قولاو، تانبہ، فاسفورس، گندھک، کلورین

۱۸۱۸، ۶۰۶، ۲۶، ۲۲۶۹، ۷۱

ایک سوگرام خشک انجیر میں عام کیمیات کا یہ تناسب اسے ایک قابل اعتماد غذا

بنا دیتا ہے۔ اس میں کھجور کی طرح سوڈیم کی مقدار کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے۔ ایک سوگرام

کے جلنے سے حرارت کے ۶۶ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ حراروں کی یہ مقدار عام

خیال کی نفی کرتی ہے کہ کھجور یا انجیر تاثیر کے لحاظ سے گرم ہوتے ہیں۔ وٹامین ل۔ ج

کافی مقدار میں موجود ہیں۔ جبکہ ب اور معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔

خوراک کو ہضم کرنے والے جوہروں کی تینوں اقسام یعنی نشاستہ کو ہضم کرنے

والے لحمیات کو ہضم کرنے والے PROTEOSE اور چکنائی کو ہضم کرنے والے

LIPASE ایک عمدہ تناسب میں پائے جاتے ہیں ان کے اس میں ان اجزاء کی

موجودگی انجیر کو ہر طرح کی خوراک کو ہضم کرنے کے لیے بہترین مددگار بنا دیتی ہے۔ اہم

عناصر ترکیبی میں ایمونائی ترشے P-TYROSIN ALBUMIN جوہر CRAVIN شامل ہیں

اس میں گلوکوس، چکنائی، گوندہ اور معدنی نمک۔ جبکہ انجیر کا اپنا یا درخت کے دودھ میں

لحمیات کو ہضم کرنے والا جوہر PEPTONISING FERMENT پایا

جاتا ہے۔ حال ہی میں کیمیا دانوں نے اس میں ایک جوہر BROMELAIN دریافت کیا ہے

جو بلغم کو تپلا کر کے نکالتا اور انتہائی سوزشیں کم کرتا ہے۔ یہ جوہر اس کے علاوہ انتاس

اور پیتھ میں بھی ملتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات: بھارتی حکومت کے طبی شعبہ کی تحقیقات کے مطابق

یہ ملین ہے۔ مدرالبول ہے۔ اس لیے پرانی قبض۔ دمہ۔ کھانسی اور زنگ نکھارنے کے لیے مفید ہے۔ پرانی قبض کے لیے روزانہ پانچ دانے کھانے چاہئیں۔ جبکہ موٹاپا کم کرنے کے لیے تین دانے بھی کافی ہیں۔ اطباء نے چیچک کے علاج میں بھی انجیر کا ذکر کیا ہے۔ چیچک یا دوسری متعدی بیماریوں میں انجیر چونکہ جسم کی قوت مدافعت بڑھاتی ہے اور سوزشوں کے ورم کو کم کرتی ہے اس لیے سوزش خواہ کوئی بھی ہو انجیر کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

طب یونانی کے مشہور نسخہ سفوف برص کا جزو عامل انجیر ہے۔ پوست انجیر کو عرق گلاب میں کھل کر کے برص کے داغوں پر لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ادھر چھٹانک انجیر اس کے ساتھ کھانے کو بھی دی جاتی ہے۔

حکیم نجم الغنی خان نے اسے ملین۔ ریاح کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے۔ یہ جگر اور تلی کو قوت دیتا ہے۔ ورم کو دور کرتا ہے۔ سینہ کے درد کو نافع ہے۔ مرگی۔ فالج۔ خفقان اور دمہ میں مفید ہے۔ زیادہ مقدار میں دست آور ہے۔ سہلے دور کرتا ہے۔ بادام اور اخروٹ ملا کر کھانا زیادہ مفید ہے۔ بوا سیر کو مٹاتا ہے۔ گردوں کے دبے پن کو دور کرتی ہے۔

ابن زہر نے لکھا ہے کہ بادام اور سداب کے پتوں کے ساتھ انجیر کھانے والا زہروں کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن القیم نے یہی بیان جالینوس سے منسوب کیا ہے)۔ ایک دوسرے نسخے کے مطابق انجیر اور کلوجی بنا رمتہ کھانے سے اس دن زہروں کا اثر نہیں ہوتا۔ افسنتین۔ جو کا آٹا اور انجیر ملا کر دینے سے متعدد دماغی امراض میں فائدہ ہوتا ہے۔ میٹھی کے بیج۔ انجیر اور پانی کو لپکا کر خوب گاڑھا کر لیں۔ اس میں شہد ملانے سے کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے اور دمہ میں مفید ہے بلغمی پیاس میں مفید ہے۔

انجیر کھانے سے حیض کے خون میں اضافہ ہوتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا ہوتا ہے
وید کہتے ہیں کہ انجیر کھانے سے چہرے پر نکھار آتا ہے۔ یاؤ گولہ کو نافع ہے۔ اور جو اس ختمہ
کو قوت دیتی ہے۔ اس کے گودے کو شکر اور سرکہ کے ساتھ پیس کر بچوں کو چٹانے سے
نرخرے کا درم اتر جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے کمر کا درد جانا رہتا ہے۔

انجیر کے درخت کے دودھ میں روٹی بھگو کر دانت کے سوراخ میں رکھیں تو درد بند
ہو جاتا ہے۔ انجیر کے جوشاندہ سے کلی کرنے سے مسوڑھوں اور گلے کی سوزش کم ہوتی ہے
اس کے دودھ میں جو کا آٹا گوندھ کر برس پر لگانے سے اس کا بڑھنا رک جاتا ہے چہرے
کے داغوں پر بھی اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کے درخت کی چھال کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے
ماٹھے پر لگانے سے سرد جانا رہتا ہے۔ خشک انجیر کو پانی میں پیس کر اس کو پھوڑے یا
پٹھوں کی اکڑن والی جگہ پر لپیپ کریں تو پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح کالیپ
جوڑوں کے دردوں میں بھی مفید ہے۔

جدید مشاہدات: مذکار نے انجیر کے فوائد کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ
بھوک لگانے والی سلون آور۔ دافع سوزش اور ورم۔ بلین۔ جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی اور مخرج
بلغم ہے انجیر کے دودھ میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر PAPAINE کی مانند ہوتے ہیں۔
یہ غذا میں موجود نشاستہ نو فلوٹوں میں ہضم کر دیتے ہیں۔ ان فوائد کے ساتھ ساتھ ان میں
بڑی عمدہ غذائیت بھی موجود ہے۔

گردوں۔ مثانہ اور پتہ میں پتھری پیدا ہونے کے اسباب کا لمبا قصہ ہے بلکہ ماہرین
ابھی تک اس امر پر متفق نہیں کہ ان کا اسل سبب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ کی پتھری یا اس
میں سوزش عام طور پر ایسی خواتین کو ہوتی ہے جن کی عمر چالیس سال سے زائد۔ موٹی۔ بدھتی
میں ہمیشہ مبتلا اور بچوں والی ہوتی ہیں۔ جیسے انگریزی میں FAT FLATULENT

جس خاتون میں یہ پانچوں چیزیں ہوں اور

FERTILE FEMALE FORTY

وہ پیٹ درد اور بد ہضمی کی شکایت لے کر آئے ڈاکٹر اسے عام طور پر التاب مرارہ یا
 CHOLECYSTITIS تشخیص کرتے ہیں۔ اگرچہ پتہ کی سوزش ختم کرنے اور اس سے صفرا
 کے اخراج کو بڑھانے کے لیے متعدد ادویہ موجود ہیں مگر ایسا کوئی واقعہ دوستوں کے
 علم میں بھی نہیں جہاں کسی مریضہ کو مستقل فائدہ ہوا ہو۔ پتہ کی سوزش کا صرف ایک علاج ہے
 اور وہ یہ کہ اسے اپریشن کر کے نکال دیا جائے۔ اور اس کے بعد بد ہضمی ایک دوسری
 صورت میں عمر بھر کی رفیق بنتی ہے۔ گردوں میں پتھری یا جوڑوں کے درد کا اصل باعث
 جسم میں OXALATES & URATES کی زیادتی ہے یہ کیمیاوی نمک بد ہضمی کی وجہ سے
 پیدا ہوتے ہیں اور اخراج کے دوران گردوں میں رک کر وہاں پتھری بنا دیتے ہیں۔ اس غرض
 کے لیے پیسے لیتھیم سائٹریٹ LITHIUM CITRATE ایجاد ہوا۔ جسے لوگ گھول کر فروٹ
 سالٹ کی مانند پیتے تھے۔ اب انگلستان کی ویلیم کمپنی نے ZYLORIC گولیاں تیار کی ہیں
 جن کے کھانے سے یوریک اور آکسلیٹ خارج ہوتے ہیں۔ اس علاج کے دوران مریض
 کو گوشت۔ انڈا۔ کلیجی گردے۔ مغز۔ چاول ساگ اور ٹماٹر کھانے سے منع کر دیا جاتا ہے
 کیونکہ یہ نمکیات ان غذاؤں میں ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ نمکیات جب
 پیشاب کے راستہ خارج ہوتے ہیں تو ان کی سفیدی علیحدہ نظر آتی ہے۔ اس سفیدی کو
 ان پڑھ معالجوں اور اشتهاری حکیموں نے جریان کا نام دیا ہے۔ حالانکہ اس دہشت ناک
 تشخیص کی اصلیت مریض کا پیشاب ٹیسٹ کروا کر معلوم کی جاسکتی ہے۔

پتہ کی خرابیوں اور گردہ کی پتھری کے علاج میں یوریک نکالنے کے متعدد ذریعے
 اختیار کئے جاتے ہیں مگر ایک اہم بات رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عمل انہضام کو ایسا درست کیا
 جائے کہ آکسلیٹ اور یوریک پیدا ہی نہ ہوں۔ یہ مقصد کسی جدید دوائی سے پورا نہیں ہو سکتا
 اللہ تعالیٰ نے جب انجیر کی قسم کھائی تو پھر اس کے اثرات کے لیے شاندار ہونا ضروری
 ہو جاتا ہے۔ انجیر وہ منفرد دوائی ہے جو ہاتھ کو ٹھیک کر کے صحیح نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ انجیر

گردوں اور پتہ سے پتھری کو حل کر کے نکالتے کی صلاحیت رکھتی ہے۔
 ایک خاتون کو پتہ کی پرانی سوزش تھی ایکسری پر متعدد پتھریاں پائی گئیں
 بطور ڈاکٹر اسے اپریشن کا مشورہ دیا گیا۔ وہ درد سے مرنے کو تیار تھی مگر
 اپریشن کی دہشت کو برداشت کرتے کو تیار نہ تھی۔ اس مجبوری کے لیے کچھ
 کرنا ضروری ٹھہرا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کو ہر مرض کی شفا قرار
 دیا ہے۔ اس لیے کاسنی اور کلونجی کا مرکب کھاتے کو صبح نہار منہ چھ دانے
 خشک انجیر کھاتے کو کہا گیا۔ دو ماہ کے اندر نہ صرف کہ پتھریاں نکل گئیں بلکہ
 سوزش جاتی رہی۔ علامات کے ختم ہونے کے ایک ماہ بعد کے ایکسری سے
 پتہ مکمل طور پر صحت مند پایا گیا۔

یہ اتفاق نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ انجیر بلاشبہ خوراک کو مکمل ہضم کرنے کی صلاحیت
 رکھتی ہے۔ درد جہاں پر بھی ہوا سے دور کرتی ہے۔ جھلیوں کی جلن کو رفع کرتی ہے۔ اور
 پیٹ کو چھوٹا کرتی ہے۔ بھارتی ماہرین بھی متفق ہیں کہ انجیر پتھری کو حل کر سکتی ہے۔
 ندرکارنی تجویز کرتا ہے تازہ انجیروں کو رات شبنم میں رکھ کر کسی مٹھاس اور باداموں کے
 ساتھ اگر صبح نہار منہ کھایا جائے تو یہ منہ کے زخموں، زبان کی جلن اور جسم کی حدت کو بندرہ
 دن میں ٹھیک کر دیتی ہے۔ حالانکہ یہی نسخہ ہمارے محدثین کرام کچھلے تیرہ سو سال سے بیان
 کرتے آئے ہیں۔

انجیر اور بوا سیر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے فوائد میں دو اہم ارشادات فرمائے ہیں:
 یہ بوا سیر کو ختم کر دیتی ہے۔

جوڑوں کے درد میں مقید ہے۔

اسماعیل جرجانی اور ابن البیطار وہ طبیب ہیں جنہوں نے خون کی نالیوں پر انجیر
 کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ بوعلی سینا نے بھی اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر وہ اس

باب میں واضح بات نہیں کہتا۔ بواسیر کے تین اہم اسباب ہیں۔ پرانی قبض۔ تبخیر معدہ اور کرسی نشینی۔ ان چیزوں سے مقعد کے آس پاس کی اندرونی اور بیرونی وریڈوں میں خون کا ٹھراؤ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رگیں پھول کر مسوں کی صورت میں باہر نکل آتی ہیں یا اندر کی طرف رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کی بواسیر بیک وقت اندرونی اور بیرونی دونوں ہوتی ہے۔ فضلے کی نالی پر جب دباؤ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ خون کی نالیوں میں بھی دباؤ بڑھتا ہے۔ چونکہ یہ پہلے ہی پھولی ہوتی ہیں۔ اس لیے پھٹ جاتی ہیں اور ان سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ عمل عام طور پر بیت الحلاء میں اجابت کے دوران ہوتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام نے حوائج ضروریات سے فراغت کے بعد ہم کو پانی سے طہارت کی ہدایت کی ہے۔ اس طہارت کے نتیجے میں خون جلد بند ہو جاتا ہے اور عام طور پر اس زخم پر نہ تو سوزش ہوتی ہے اور نہ ہی پھوڑا بنتا ہے۔ کیونکہ زخم دن میں کئی بار دھل جاتا ہے اسلام پر عمل کرنا تندرست زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ان تمام مسائل کا ایک آسان حل انجیر ہے۔ انجیر پیٹ میں تبخیر ہونے ہی نہیں دیتی۔ انجیر قبض کو توڑ دیتی ہے انجیر خون کی نالیوں سے سڌ سے نکالتی ہے اور ان کی دیواروں کو صحت مند بناتی ہے ہم نے اسلامک کانفرنس برائے طب کے لیے اس مسئلہ پر طویل عرصہ تحقیقات کی۔ نتائج کے مطابق ایک لمبا عرصہ انجیر کھانے کے بعد بواسیر کے مسے خشک ہوتے ہیں عام طور پر یہ عرصہ چار ماہ سے دس ماہ تک محیط ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو تکلیف زیادہ ہو ان کو صبح نہار منہ شہد کے شربت کے ساتھ پانچ سے چھ دانے خشک انجیر بتائے گئے۔ جن کی تکلیف کم تھی اور بد مضمی زیادہ ان کو ہر کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے انجیر کھلائی گئی اور جن کو صرف پیٹ میں بوجھ ہوتا تھا۔ ان کو کھانے کے بعد انجیر کھانی تھی۔ حافظ ابن القیم نے حدیث شریف کی تشریح میں بڑی خوبصورت بات لکھی ہے:-

”انجیر کو نہار منہ کھانے کی تاثیر عجیب و غریب ہے۔“

انجیر پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس کے گودے میں پایا جانے والا دورھ ملین ہے۔ اور اس میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ کے حموضات میں پھول کر آنتوں میں حرکات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ پرانی قبض کے مریض اگر کچھ دن باقاعدہ انجیر کھائیں اور بیت الحمار جانے کا باقاعدہ وقت مقرر کریں تو یہ تکلیف ہمیشہ کے لیے رخصت ہو سکتی ہے۔

انجیر میں خوراک کو مضہم کرنے والے عناصر کی ترکیب نہایت عمدہ ہے۔ جن لوگوں کی آنتوں میں ہمیشہ سڑا ندر رہتی ہے ان کے لیے اس سے بہتر کوئی دوائی موجود نہیں۔ اس کی فعالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر اسے پیس کر یا گھوٹ کر کچے گوشت پر لپیپ کر دیا جائے تو یہ گوشت دو گھنٹوں میں اتنا گل جاتا ہے کہ اسے انگلیوں سے توڑا جاسکتا ہے۔

انجیر خون کی نالیوں میں جمی ہوئی غلاظتوں کو نکال سکتی ہے۔ اور اس کی افادیت کو صہور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوا سیر میں پھولی ہوئی وریدوں کی اصلاح کے لیے استعمال فرمایا۔ اکثر اوقات بلڈ پریشر میں زیادتی خون کی نالیوں میں موٹائی آجانے سے ہوتی ہے۔ انجیر اس مشکل کا بہترین حل ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے چربی کو گلا کر بھی نکال سکتی ہے۔ بڑھاپے میں جب خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں اور دماغ میں خون کی قلت مریض کو نیم بیہوش یا مغمبوط الحواس بنا دیتی ہے۔ اعضاء میں بھی فالج کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس بیماری میں انجیر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مریض ایک کثیر مقدار پانچ چھ مہینے مسلسل استعمال کرے۔

گردوں کے فیل ہو جانے کے متعدد اسباب ہیں۔ اس میں مرض کی اندرونی صورت یہ ہوتی ہے کہ خون کی نالیوں میں تنگی کی وجہ سے گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے۔ یہی کیفیت پیشاب میں کمی اور بلڈ پریشر میں زیادتی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان حالات میں

اگر زندگی کو اتنی مہلت مل سکے کہ کچھ مدت انجیر کھائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بیماری جس میں گردے اگر تبدیل نہ ہوں تو موت یقینی ہے شفا یابی پر متوجہ ہوتی ہے۔

خون کی تالیروں کی موٹائی کے علاوہ وہ حالات جب کسی وجہ سے شریانوں یا وریڈوں کے اندر خون جم جائے انجیر عجیب فوائد کی حامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت میں جب یہ دل میں ہو تو کھجور کی گٹھلی اور کھجوریں مرحمت فرمائی ہیں جس کی تفصیل کھجور کے عنوان میں موجود ہے۔ لیکن ایسے مریضوں کو کچھ مدت کھجور دینے کے بعد وقفہ دیا گیا۔ اس وقفہ میں انجیر دی گئی۔ نتیجہ بہت بہتر رہا۔ خیال یہ تھا کہ ایک ہی وقت میں کھجور اور انجیر ملا کر دیئے جائیں مگر ابن القیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت منسوب کی ہے جس کے مطابق انجیر اور کھجور کو جمع کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اس راہنمائی کی وجہ سے دونوں یکجا نہ کئے جاسکے البتہ نہار منہ کھجور کی گٹھلیاں دینے کے بعد عصر کے وقت بعض مریضوں کو انجیریں دی گئیں۔ فوائد کسی ایک کے استعمال سے بہتر رہے۔

خشک انجیر کو توڑے پر جلا کر دانتوں پر اس راکھ کا مہن کیا جائے تو دانتوں سے رنگ اور میل کے داغ اتر جاتے ہیں۔ مسوڑھوں کی سوزش کے لیے جتنے بھی مہن بنائے جاتے ہیں اگر ان میں انجیر کی راکھ شامل کرنی جائے تو فائدہ زیادہ جلد اور اچھا ہوتا ہے۔

انجیر کے تازہ پھل سے نچوڑ کر دودھ نکال کر اگر مسوں WARTZ پر لگایا جائے تو وہ گر جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر بھوڑوں کو پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔



بہی — سفرجل

QUINCE

AEGLE MARMELOS

یہ سیب کی شکل کا پھل ہے۔ جو جنگلوں میں خود رو بھی ہے اور کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے بیل۔ بیل۔ فارسی میں شل انگریزی میں QUINCE کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے نام کے معنی وسعت کی دیوی ہیں۔ ہندی دیو مالا کے مطابق یہ پھل زرخیزی۔ وسعت رزق اور فارغ البالی کی علامت ہے۔ اسے بھگوان شوکا پر تو قرار دے کر ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور مندروں میں پوجا کے دوران اس کی موجودگی باعث برکت خیال کی جاتی ہے۔

یہ پھل دُتیا کے اکثر ممالک کے پہاڑی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بھارت میں آسام جنوبی ہند۔ بنگال اس کے بڑے مسکن ہیں۔ جب کہ پاکستان میں آزاد کشمیر مری۔ سوات اور مردان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے مگر اب اس کے درخت ناپید ہوتے جا رہے کیونکہ لوگوں کو اس کا صحیح مصرف معلوم نہیں رہا۔ پھل کی منڈیوں میں عام طور پر ستمبر۔ اکتوبر کے دوران یہ پھل ملتا ہے۔ جب پک جائے تو لذیذ مگر جاپانی پھل کی طرح قابض ہوتا ہے۔ اس کا درخت چار میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے اور اس کے تمام حصے دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اطباء اسے بلیگری بھی کہتے ہیں۔

احادیث نبویؐ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ روایت فرماتے ہیں۔

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم، وبيده

سفر جلة ، فقال : دونكها يا طلحة ؛ فانها تجم

الفواد - (ابن ماجة)

اسی ارشادِ گرامی کو انسائی نے انہی کے الفاظ میں دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔
اتيت النبي صلى الله عليه وسلم . وهو في جماعة
من اصحابه ، وبعدة سفر جلة يقبلها ، فلما
جلست اليه : رحابها الي ، ثم قال : دونكها يا ذر ؟
فانها تشد القلب و يطيب النفس و تذهب
بطحاء الصدر -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت اپنے اصحاب کی مجلس
میں تھے۔ ان کے ہاتھ میں سفرجل تھا جس سے وہ کھیل رہے تھے۔ جب میں بیٹھ گیا
تو انہوں نے اسے میری طرف کر کے فرمایا۔ "اے ابا ذر! یہ دل کو طاقت دیتا ہے
سانس کو خوشبو دار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

كلوا السفرجل فانه يجلي عن الفؤاد و يذهب

بطحاء الصدر - (ابن السنی ، ابو نعیم)

(سفرجل کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کر کے سینہ سے بوجھ اتار دیتا ہے)۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اكل سفرجل يذهب بطحاء القلب

"القالی" فی اصابہ جوالہ کنز العمال

(سفرجل کھانے سے دل پر سے بوجھ اتر جاتا ہے)۔

انہی سے سفرجل کھانے کے صحیح وقت کی نشان دہی یوں ملتی ہے۔

كلوا السفرجل على الريق

(سفرجل کو نہ سار منہ کھانا چاہیے)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا السفرجل فانه يجلي عن القواد، وما بعث الله

نبيا من الانبياء الا اطعمه من سفرجل الجنة فزید

فی قوتہ قوتہ اربعین رجلا۔ (ابن ماجہ)

(سفرجل کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور

فرمایا جسے جنت کا سفرجل نہ کھلایا ہو۔ کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر

دیتا ہے)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اطعموا حبالا کم السفرجل یجمع الفواد، ویحسن

الولد۔ (ذہبی)

(اپنی حاملہ عورتوں کو سفرجل کھلایا کرو۔ کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور

لڑکے کو حسین بناتا ہے)۔

کنز العمال فی سنن والاقرال نے سفرجل کے بارے میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

عوف بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلوا السفرجل فانه یجمع الفواد ویشجع القلب۔ (مسند فردوس)

(سفرجل کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کو ٹھیک کرتا اور دل کو مضبوط کرتا ہے)۔

یہی ارشادات طبرانی اور مستدرک الحاکم اور بیہقی نے دیگر ذرائع سے بیان کئے ہیں۔

ان روایات میں ایک ہی پھل کی متواتر تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سفرجل کے طبی کمالات کے قائل تھے۔ انہوں نے اسے نہار منہ کھانے

کی ہدایت کی اور دل کی مختلف بیماریوں کے لیے اسے اکیسر قرار دیا۔

محمدین کے مشاہدات

احادیث میں فرائد کے سلسلہ میں دو اہم اشارات نظر آتے ہیں۔ ”تجم الفواد“ اور ”البطن“ اس کی تشریح میں محدث ابو عبید کہتے ہیں کہ جیسے آسمان پر ابر آتے ہیں اور پردہ پڑ جاتا ہے اسی طرح الطحار دل کی وہ کیفیت ہے جس میں دل کے پردے دھندلے ہو جاتے ہیں اور ان میں پانی پڑ جاتا ہے۔

عام طور پر فواد کے معنی دل کا دورہ ہے۔ جو کہ دل یا کے فرائد میں حضرت عائشہؓ کی روایات میں فواد کا لفظ اکثر جگہ استعمال ہوا جس کا عمومی مفہوم دل پر بوجھ یا دورہ ہی سمجھ میں آتا ہے۔

جب یہ لفظ ”تجم الفواد“ کی صورت میں سفر حل کے بارے میں مذکور ہوا تو حافظ ابن القیمؒ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ دل سے سڑوں کو نکالتا۔ اس کی نالیوں سے رکاوٹ کو دور کرنا اور انہیں وسیع کرتا ہے۔ اس سے دل کی وہ کیفیات بھی مراد ہیں جب وہاں پر پانی اکٹھا ہو کر اس کی کارگزاری کو متاثر کرے۔ محمد احمد ذہبیؒ بھی تجم الفواد کو خون کی نالیوں اور دل کے اپنے مشمولات کی تقویت اور توسیع قرار دیتا ہے۔

ان حضرات نے یہ مشاہدات اس وقت کئے جب لوگ اس امر سے بھی ٹھیک سے آگاہ نہ تھے کہ دل کو کونسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ تاریخ طب میں دل کے دورے کی پہلی تشخیص ابو داؤد کی روایت کے مطابق سعد بن ابی وقاص کی بیماری میں نہ صرف کی گئی بلکہ مرضی کا چند دنوں میں مکمل علاج بھی کیا گیا۔

ان احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے دورے کے علاوہ دوسری بیماریوں کے بارے میں اظہارِ حیا فرماتے ہوئے ان کیفیات اور علامات کا ذکر فرمایا۔

جن کے بارے میں علم الامراض کے ماہرین کو بیسویں صدی کے نصف کے قریب جا کر واقفیت ہوئی۔ ابن قیم نے جن علامات کا ذکر کیا ہے وہ CARDIAC INFARCTION کے علاوہ PERICARDITIS اور ENDOCARDITIS کا ایک مکمل بیان ہے۔ دل کے مریضوں کو جب کبھی دورہ پڑتا ہے تو اس کی ابتدا چھاتی میں بوجھ کی کیفیت سے ہوتی ہے اور اس غرض کے لیے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ANGISED یا ISORDIL کی گولی ہمہ وقت پاس رکھیں۔ جیسے ہی بوجھ محسوس ہو زبان کے نیچے گولی رکھ لیں مگر نبی اللہ علیہ وسلم اسی صورت حال کا بہتر علاج یہ فرماتے ہیں کہ گولیاں کھانے کی بجائے ہی جیسا لذیذ پھل کھا لیا جائے۔

میٹھا سفر حل ٹھنڈک پہنچاتا ہے جبکہ کھٹا قابض ہے۔ معدہ کے لیے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ قے کو روکتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ نفث الدم اور پیٹ کے السر میں مفید ہے۔ ہیضہ کا بہترین علاج ہے۔ جبکہ اس کی جرطوں کا جو شانہ یا پتوں کا عرق بھی اپنے فوائد میں تقریباً ایسے ہی ہیں۔ غذا کو ہضم کرتا ہے اور اگر کھانے کے بعد کھایا جائے تو پیٹ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔ محدثین کے بیان کے مطابق اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید ہے۔

تازہ سفر حل یا اس کا گودہ طبی ضروریات کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اس کو بھون کر یا بھوننے کے بعد شہد کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد اس کی قویج پیدا کرنے کی مضرت کو دور کر دیتا ہے۔

یہ سانس سے گھٹن کو دور کر کے اسے خوشبودار بناتا ہے۔ ذہنی کے مشورہ کے مطابق اگر اس کے ساتھ عنبر بھی شامل کر لیا جائے تو افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے کھانے سے پتہ کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ اسے کھانے سے جسم کے اکثر مقامات کے درم تحلیل ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر وہ کیفیات جن میں رطوبت بھی ہو۔ اس غرض کے لیے اسے

بھون کر گرم ریت کے ساتھ ملا کر مقامی طور پر لپیپ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بیج حلق کی سوزش کو رفع کرتے ہیں اور سانس کی گھٹن دور کرتے ہیں۔ اس کا شہد میں مرہ بہترین غذا اور دوا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

استادان فن نے اس کے جلد اثرات کو امراض بطن تک محدود رکھا ہے۔ ہر طبیب نے امراض ہضم میں اس کے اثرات کو مختلف اطراف سے دیکھ کر ان کی تعریف کی ہے۔ یہی خون پیدا کرتی ہے۔ قے کو دور کرتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے۔ دل اور جگر کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اس کو بھون کر کھانے سے جن کو بھوک نہ لگتی ہو لگتی ہے۔ جگر کے سُدے کھولتی ہے۔ جن عورتوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے اگر وہ یہی کھائیں تو مٹی کھانے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ بچی ہوئی یہی کھانے سے خوراک جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ زیادہ سی کھانے سے خیرام پیدا ہو جاتا ہے۔ ریبات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ خیرام ایک متعدی بیماری ہے جو خیرام کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے یہی یا کسی اور چیز کے کھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتی، زیادہ کھانے سے ہچکی آتی ہے۔ رعشہ۔ پیش اور قویج پیدا ہوتا ہے۔ ایسے میں پورا پھل کھانے کی بجائے اگر اس کا عرق نکال کر پی لیا جائے۔ قوت زیادہ دیتی ہے۔ مگر فیض پیدا پیدا کرتی ہے۔

اس کو بھون کر کھانے سے پرانے دست بند ہو جاتے ہیں۔ عام خوراک تین سے چھ ماہ ہے۔ اس کا پانی پینے سے حاملہ عورت کے پیٹ کے اندر جنین کو صحت حاصل ہوتی ہے۔ شہد کے ساتھ بھون کر کھانے سے دست بند ہوتے ہیں مگر فیض پیدا نہیں کرتی۔ اس کا پینا یا حقنہ پیشاب کی حلق کو دور کرتا ہے۔

یہی دانہ کالعب۔ نکر ملا کر دینے سے بھی پیشاب کی حلق جاتی رہتی ہے۔ یہی کامرہ

یا شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ رُمتہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
 ویدک طب میں اس کا پانی قے اور پیاس کو کم کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اور اس
 کا لیپ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔

گیلابنی تے اس کے درخت کے تمام حصوں کو قابض قرار دیا ہے۔ اس کی رائے
 میں ہی کے جتنے بھی مضر اثرات ہیں اس کے ساتھ شہد ملا کر ریت سے ختم ہو جاتے ہیں
 اس کے درخت کا گوند پانی میں گھول کر چھوٹیوں کے اور لپوؤں کے بلوں پر
 چھڑک دیں تو وہ تمام مر جاتے ہیں۔

اطباء نے ہی یا اس کے پھولوں کو روغن زیتون میں ڈال کر اکیس روز دھوپ میں رکھنے
 کے بعد اس کا روغن بھی تیار کیا ہے۔ اسے ابالنے کے بعد امراض بطن میں حملن زخموں اور سردیوں
 کھولنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہی کے رُب اور شربت کے اثرات بھی یہی کی مانند ہیں۔ اگرچہ یہ خوش ذائقہ ہوتے
 ہیں مگر ان کا فائدہ خالص پھل کی نسبت کم ہوتا ہے۔

بہی دائرہ کالعب کھانسی کی شدت کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے اگر
 کسی اور دوائی کی وجہ سے پیٹ میں حملن ہو یا اس کے استعمال کے بعد ایسا ہوتے کا
 اندیشہ ہو تو یہ لعاب اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سے متہ اور گلے کے چھالے مندمل
 ہو جاتے ہیں۔ ویدک طب میں جڑ کا جو شانہ دماغی امراض میں۔ سوزش والے مقامات پر
 بتوں کا لیپ پھل کا عرق بخار اور احتلاج قلب میں۔ بھارت کی قدیم ترین دوائی ہے۔

کیمیائی ماہیت: پھل کے اہم اجزاء کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ ٹینک ایسڈ
 پیٹین۔ اور لیسیدار مادے ہیں۔ اس پھل میں ایک جزو عامل MARMELOSIN نام کا پایا
 جاتا ہے۔ بیجوں کو پیس کر اگر ان کا جوہر ایچتر کے ساتھ نکالا جائے تو ان سے زرد رنگ
 کا ایک فرازی تیل برآمد ہوتا ہے جسے ایک ماشر کی مقدار میں اگر کسی کو خالص پلائیے تو

اسمال ہو جاتے ہیں۔ بعض ماہرین نے پھل میں ایک لیسیڈار مادہ کو بھی معلوم کیا ہے جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے BALSAM OF PERU سے ملتا جلتا ہے۔ اسی لیسیڈار چیز کو بعض لوگ روغن بلسان قرار دیتے ہیں۔

اس کے جزو و عامل مارسلو سین کی مقدار عام طور پر ۳.۵ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی سے متاثر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ بنگال اور آسام میں پیدا ہونے والے پھلوں میں یہ جوہر پنجاب سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر پھل کے وسطی میٹھے گودے میں ہوتا ہے۔ اس کی ۰.۵ گرام کی مقدار بھی پیشاب اور دست آور ہے۔ نیتد لاتا ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دل کی رفتار کو کم کرتا ہے۔

بہار اور اٹلیہ کے درختوں کی چھال سے کوکو کی شکل کا ایک جوہر FAGARINE

ماصل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چیٹرجی نے اس سے متعدد عناصر جیسے کہ COUMARIN SKIMMIANINE MARMINE الکلائیڈ حاصل کئے ہیں۔

پھل سے حاصل ہونے والے فرازی روغن کے اجزاء میں عام شحمی ترشوں کے علاوہ جو نیم کث صلایت پائی گئی اس کے بیجوں میں گلوبولین پائی جاتی ہے۔ اور اس کے پتوں اور شاخوں سے دوسری اقسام کے تیل حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی ساخت سنگترے کے تیل کی مانند ہے۔ اس لیے یہ تیل پیتے اور شاخیں جلا کر کیڑوں مکوڑوں کو بھگانے کا کام لیا جاسکتا ہے۔

اطباء جدید کے مشاہدات :

آریو ویدک کے ۱۰ بوٹیوں کے نسخہ "واسا" کا ایک جزو ہے۔ آج کل یورپ میں بی کی جوس بڑا مقبول ہے QUINCE JUICE اور SQUASH کے نام سے کہتے والی یہ مشروب مفرح۔ مصلح کبد اور پیاس کی شدت کو کم کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اس کا پھل خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ قابض اور پرانی پیمپش میں بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ بچوں کے دستوں میں خاص طور پر مفید ہے اس کے ساتھ کھانڈ اور کریم تھوڑی کی گئی ہے۔ یہ دونوں چیزیں اسہال کی شدت میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ کھانڈ کی وجہ سے جراثیم کو افزائش کے بہتر مواقع ملتے ہیں جبکہ کریم کی چکنائی وہاں پر سڑاؤ اور گیس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اسی نسخہ کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا گیا تو ہر قسم کی پیمپش پر مؤثر ہو گیا۔

پہلے نسخوں میں شہد کی آمیزش سے ان کا ذائقہ بھی درست ہو گیا اور تاثیر بہتر ہو گئی۔ جبکہ شربت میں کھانڈ کی جگہ شہد ملانے سے یہ فائدہ مند دوائی بن گئی۔

بھارتی حکومت کے طب یونانی کی ترویج کے ادارہ نے سبھی کو تین صورتوں میں استعمال کی سفارش کی ہے۔ غالباً یہ بھی کرنل چوپڑا سے متاثر ہیں۔

۱۔ مغربی کے گودا کو تازہ پانی میں اچھی طرح حل کر کے شکر ملائیں۔ اسہال و پیمپش کے لیے ایک اچھا شربت ہے۔

۲۔ کچا پھل لے کر اسے بھوبھل میں رکھیں جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا ۲۴ سے ۴۰ گرام (ماشاء اللہ) گودا صبح نہار منہ کھلائیں۔ مزمن اسہال میں مفید ہے۔

۳۔ خشک ہی کو جوش دے کر اس کا جو شانڈہ اسہال کے لیے پلائیں۔ سفر حل کے بائے میں مغربی ممالک میں جو تحقیق ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دل۔ دماغ اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ قابض ہے۔ جریان خون کو بند کرتا ہے۔ اسہال اور پیمپش میں مفید ہے اور مقوی باہ ہے۔

بقول ندکاری کے کچا سفر حل لے کر اسے راکھ میں دبا کر اوپر آگ جلا کر سرخ کریں پھر اس کا گودا نکال کر اس میں پانی میں ابالی ہوئی سولف کا جو شانڈہ ملائیں۔ انہیں اچھی طرح ملانے کے بعد چھان کر یہ شربت اسہال مزمن کے مریضوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ چھپچھپ کر دیا

جاتا ہے مگر اس کے ساتھ کھانا پینا منع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ دوائی خالی انتڑیوں پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے۔

کرنل جو پڑانے ہی کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہندوستان میں اگر مطب کرنے والے یورپی ڈاکٹروں کو یہی نے بڑا متاثر کیا۔ جب اسہال اور پچش بخار کے بغیر ہوں تو یہی دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی مسلسل تعریف کی وجہ سے ہی کو برٹش فارما کو پیامیں بطور مسلمہ دوائی کے شامل کر لیا گیا۔ اس زمانے میں ہی کو ان تین صورتوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔

۱۔ تازہ کچے پھل کو ابال کر اس کا جو شانہ دن میں کئی بار پلا یا جائے۔

۲۔ کچے پھل کو خشک کر کے اس کے جو شانہ کا ایک بڑا چمچہ دن میں کئی بار۔

۳۔ پھل کا گووانکال کر اس کو خشک کر کے ہوا سے محفوظ ڈبوں میں رکھا جائے۔ اس سفوف کا آدھا چھوٹا چمچہ دن میں دو سے تین مرتبہ۔

برطانوی ماہرین کے مشاہدہ کے مطابق ہی کا پچش کی ایمیبائی قسم پر کوئی اثر نہیں۔ بلکہ یہ شدید اسہال میں بھی اتنی مفید نہیں۔ مگر پرانی پچش اور اسہال قدیم میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے نزدیک یہ اثر اس لیسدار مادہ کی وجہ سے ہے جو یہی میں پایا جاتا ہے۔ یہی سے پچش اور اسہال کا علاج کرتے سے پاخانہ میں آنے والے لیسدار مادے آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں۔ بار بار کی حاجت میں کمی آنے لگتی ہے۔ اور شفا ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے آنتوں پر اس کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدات

کے مطابق ہی سے جراثیمی پچش BACILLARY DYSENTRY یقینی فائدہ ہوتا

ہے۔ ان کی صراحت کے مطابق ایسے مریضوں کو ساتھ میں قبض بھی ہوتا ہے۔ جو آنتوں کی

سوزش کو ختم نہیں ہوتے دیتا۔ ایسی صورت میں ہی کا ثربت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ثربت

بنانے کے لیے پکے ہوئے پھل کو ممل کے کپڑے میں مسل کر نچوڑتے ہیں۔ جس سے بیج

اور چھلکے چھن کر باہر ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں کھانڈ ملا کر دیتے ہیں۔ اس کو لڈی بتانے کے لیے وہی یا کریم بھی شامل کی جاسکتی ہے۔

ان تمام نسخوں میں دوائی کے ذائقہ پر توجیہ نہیں دی گئی۔ کھانڈ سے سینے ہوئے شربت کے تین چار چمچے دن میں چار مرتبہ دینے سے ہمیضہ اور اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ ہمیضہ اور اسہال سے صحت یابی کے بعد سفر جل کا گودا ناشتہ میں کھانا تندرستی کے لیے مفید اور ہمیضہ کی وبا کے دنوں میں بیماری سے حفاظت کرتا ہے۔ خشک چل کا گودا ایک ماشہ نہا ر منہ پچیش میں اکسیر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار دینے سے تھکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ بیماری اگر پرانی ہو تو خشک چل کا سفوف زیادہ مفید ہوتا ہے جبکہ تازہ بیماری میں شربت یا جوشاندہ مفید ہوتے ہیں۔ سفوف دینے سے ایبائی پچیش میں بندرتیج صحت ہو جاتی ہے۔

اسطوائی بیماریوں کے علاج میں عالمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر مینسن باہر نے سفر جل کو پچیش۔ اسہال اور آنتوں کے زخموں کی مختلف قسموں میں اکسیر قرار دیا ہے۔ بھارتی ماہرین اور ویدوں نے بلیگری کو اجوائن۔ کتھ۔ اورک۔ پوست انار۔ سپاری۔ آم کی گٹھلی کے مغز کے ساتھ مختلف صورتوں میں ملا کر متعدد نسخے ترتیب دیئے ہیں جن میں ہر ایک عمومی طور پر پچیش اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں ہے۔

سفر جل کے درخت کی چھال۔ جڑوں کی چھال اور پتوں کا جوشاندہ دماغی امراض خاص طور پر مایجولیا۔ مرق۔ اور مہڑیا میں مفید قرار دیا گیا ہے۔ اسی جوشاندہ کے استعمال سے احتلاج قلب کو بھی فائدہ بتایا جاتا ہے۔

بنگال میں سفر جل کی جڑوں کا جوشاندہ تیسرے اور چوتھے کے بخار۔ (میریا) کے لیے ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر مرہم سوزش والے حصوں پر لگانے سے فوری سکون میسر آتا ہے۔

بھی کا مرتبہ :

ابن القیمؒ نے سہی کی بہترین قسم اس کا مرتبہ قرار دیا ہے۔ یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ کیونکہ پھل سال میں صرف دو ماہ ملتا ہے۔ اس لیے اگر سہی کا مرتبہ بنا لیا جائے تو وہ سارا سال کام دے سکتا ہے۔ مرتبہ کی ایک شکل تو وہ ہے جو عام طور پر بازار میں ملتی ہے یہاں سہی کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر مرتبہ تیار کرتے ہیں۔ مگر اس عمل کے دوران پھل کو نرم کرنے کے لیے جس پانی میں پکایا جاتا ہے۔ وہ پانی پھینک دیتے ہیں۔

ابن القیمؒ کے مطابق سہی پھل کو دھو کر چھلکا اتارے بغیر اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنالی جائیں۔ ان قاشوں کو پانی میں ڈال کر اچھی طرح پکایا جائے۔ جب یہ نرم ہو جائیں تو اس پانی میں شہد ملا کر پھر پکائیں۔ جب اس کی مرہ کی مانند تار بندھ جائے تو اسے اتار کر کسی ایلے ہوئے برتن میں ڈال دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشادِ گرامی جو حضرت انسؓ کی وساطت سے پیش آیا کے مطابق اسے تھامتہ کھایا جائے۔ یہ مرہ دل کے مریضوں کے علاوہ آنتوں میں السرالتاب۔ پرانی کھانسی۔ دمر۔ دل کے پھیلاؤ اور پرانی پچھش کے مریضوں کو دیا گیا۔ اکثر اوقات مرتبہ کی چند قاشوں اور ثریت کے دو تین چمچوں کے علاوہ مریض کو کسی قسم کی کوئی اور دوا نہ دی گئی اور وہ فصل النبی کی بدولت اتنے میں ہی شفا یاب ہو گیا۔

محدثین نے سہی کے استعمال میں ”تخم القواد“ کے ترجمہ میں دل کی جھلیوں کے جس سوزش کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں سہی کا گودا سکھا کر سفوف کر کے چھوٹا چمچ صبح ناشام شہد کے ثریت کے ساتھ کھانا زیادہ مفید ہے۔

بھارتی حکومت کے محکمہ طب نے سہی کو CYADONIA OBLONGA کا نام دیا ہے۔ جب کہ وہ بیلگری یا بیل پھل کو مختلف پھل قرار دے کر اس کا نام

AEGLE MARMELOS بیان کرتے ہیں۔ پارغ جناح لاہور میں بھی کا درخت موجود ہے
 اور مقامی ماہرین اسے AEGLE MARMELOS بتاتے ہیں۔ اطباء بیلگری کو اگر
 دوسری چیز مانیں تو پھر اسے CYADONIA OBLONGA کہا جاسکتا ہے۔

تربوڑ — البطیخ

WATER MELON

CITRULUS LANATUS

عربی میں بطیخ تربوڑ کو کہتے آئے ہیں۔ محدثین نے بطیخ کو تربوڑ قرار دیا ہے۔ مگر آج کل کی عربی میں یہ گڑ بڑ ہو گیا ہے۔ عرب میں بطیخ خرپوزہ کو کہا جاتا ہے اور تربوڑ کو حب حب کہتے ہیں۔ حجازیوں نے ان دونوں عربی کے اور الفاظ میں بھی مشکل پیدا کر دی ہے جیسے کہ لبن۔ پرانی عربی میں لبن دودھ کو کہتے آئے ہیں۔ آج کل وہی کو لبن اور دودھ کو حلیب کہا جاتا ہے البتہ بعض لوگ صراحت کے مد نظر وہی کو "لبن حامض" کہتے ہیں۔

تربوڑ دنیا کے اکثر گرم ملکوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی عام ملتا ہے۔ امریکی ریاست کیلی فورنیا کا تربوڑ اپنی سمرتی اور حلاوت میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ریتیلے علاقوں کا تربوڑ زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ نجد۔ حجاز کے بعض علاقوں کا تربوڑ واقعی بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ مگر حجاز میں خلیجی علاقوں سے درآمد ہوئے تربوڑ اتنے عمدہ نہیں ہوتے۔ دنیا میں اس وقت پاکستان کے ضلع سکھر کے علاقہ گڑھی بسین کے تربوڑ ذائقہ اور حجم میں بہترین مانے جاتے ہیں۔

تربوڑ کی عمدگی اس کے گودے کی سمرتی اور میٹھا س پر قرار دی جاتی ہے ملاوٹ کے اس دور میں دیکھا گیا ہے کہ پھل فروش سُرخ رنگ میں سکرین ملا کر تربوڑوں میں انجکشن لگا کر ان کو مصنوعی طور پر سُرخ اور میٹھا کر لیتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ افریقہ کا پھل ہے جو سیاحوں کی بدولت دنیا بھر میں مقبول ہو گیا۔ آج کل پاکستان میں چین کے درآمدی بیج سے چھوٹے حجم کے ایسے تربوڑ کثرت سے پیدا

ہو رہے جو لذیذ بھی ہیں پھل وزنی ہونے کی وجہ سے اس کا پودا زمین پر ریگنے والا ہے۔
 بیج بونے سے چار ماہ میں پھل پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ پکے ہوئے پھل کی سچان میں کما جاتا
 ہے کہ اگر اس پر ہلکا ہاتھ ماریں تو جواب میں مدھم آواز عمدگی کی علامت ہے۔
 ماہرین زراعت نے اس کے حجم اور چھلکے کے بیرونی رنگ کی مناسبت سے اس کی
 کئی قسمیں بیان کی ہیں جن کے نام مختلف علاقوں پر ہیں۔ اس کا اوپر کا چھلکا تقریباً دو سینٹی میٹر
 موٹا ہوتا ہے۔ اندر نرم گودا جس میں کافی تعداد میں سخت چھلکے والے بیج پائے جاتے ہیں
 پھل جلد خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے ٹھنڈے اور خشک کمرے میں رکھا جائے تو شکل اور ذائقہ
 ۲۰-۱۵ دن تک قائم رہتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ:

حدیثین کی اکثریت تریبوز کے بارے میں صرف ایک حدیث کو ثقہ قرار دیتی ہے جسے حضرت
 سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل الرطب بالبطيخ
 (ابن ماجه، ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تریبوز کھایا کرتے تھے)
 اس حدیث کے الفاظ میں سنن ابوداؤد میں یہ اضافہ ملتا ہے۔

ويقول يكشر حراً هذا ببرد هذا وبرد هذا بجر
 هذا۔

(اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کو گرمی کو اس کی ٹھنڈک مار دیتی ہے اور اس کی
 ٹھنڈک کو اس کو گرمی مار دیتی ہے)۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

البطيخ طعام و شراب و ريحان : يغسل المشانة
ينظف البطن، و يكشر ماء الظهر و يعين على الجماع،
وينقى البثرة و يقطع الابدانة.

(مسند فردوس، الرافعي، كتاب البطيخ، ابو عمر)

تربوڑ کھانا بھی ہے اور مشروب بھی، ریحان کے ساتھ یہ مشانہ کو دھو کر صاف کر دیتا
ہے۔ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ کمر سے پانی نکال دیتا ہے۔ باہ میں اضافہ کرتا
ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے اور جسم سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے۔

ذہبی نے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔ جبکہ کنز العمال نے حدیث کی ابتداء
فی البطيخ عشر خصال۔

سے شروع کی ہے۔ باقی عبارت وہی ہے۔ البتہ تربوڑ کے ساتھ ریحان کا تذکرہ نہیں۔
عمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

البطيخ قبل الطعام يغسل البطن غسلا و يذهب
بالداء اصلا۔ (ابن عساکر)

رکھنے سے پہلے تربوڑ کھانے سے پیٹ دھل کر صاف ہو جاتا ہے اور یہ بیماریوں
کو نکال دیتا ہے۔

ابن عساکر اس حدیث کے سلسلہ کو یقینی قرار نہیں دیتا اور ابن القیم اس عبارت کو اطباء
کا قول بیان کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات:

اکثر محدثین نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھلوں میں انگور اور تربوڑ بہت
پسند تھے اور وہ انہیں شوق سے کھایا کرتے تھے۔

تربوڑ کا ہر حصہ مدرالبول ہے جلد ہضم ہوتا ہے۔ گروہ اور متانہ سے پھری کو نکالتا ہے۔ معدہ سے غلاظت کو نکال کر پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ بخار کے مریضوں کو اسے سرکہ کی سکنجبین کے ساتھ دینا مفید رہتا ہے۔ اور سوہ ہضم میں اورک یا سوٹھ ملا کر دینے سے اور مفید ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے سے چہرے کے ورم اتر جاتے ہیں اور رنگت صاف ہو جاتی ہے۔ ابو مسر الغسانی کی عادت تھی کہ وہ جب بھی تربوڑ کھانے لگتے تو کاٹنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر لیتے اور تربوڑ ہمیشہ میٹھا نکلتا۔

کچھ لوگوں نے اسے کھیرے اور لکڑی سے زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ اگر کسی کو جسم میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہو تو وہ اسے اورک کے ساتھ کھائے۔ یہاں پر ٹھنڈک سے مراد جسم کی قوت مدافعت میں کمی ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کھانے سے جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیمیائی ماہیت :

تربوڑ کے پکنے کی اہم علامت یہ ہے کہ بیل کے کھانا ساتھ جوڑنے والی شاخ ڈنڈی سے خشک ہو کر سوکھ جاتی ہے اس کے کیمیائی اجزاء میں زیادہ تر پٹرولین۔ اور ایک جوہر سٹرولین بیان کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں سے ایک تیل بھی نکالا ہے۔ اس تیل کے علاوہ تربوڑ میں تمام وٹامن معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تندرست شخص کو روزانہ تین ملی گرام وٹامن بی کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ایک سو گرام میں یہ وٹامن تیس ملی گرام ہوتی ہیں۔ اسی طرح وٹامن بی مرکب کے دوسرے تمام اجزاء اور وٹامن لا اور ج بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں فولاد کی قابل ہضم شکل ملتی ہے۔ آنتوں کی جلن کو رفع کرنے والے جوہروں کے علاوہ اس میں اسمال کو روکنے والے عناصر بھی ملتے ہیں۔ اس میں پائی جانے والی مٹھاس پکنے سے بڑھتی ہے اور اس کا استعمال ذیابیطس کے مریضوں کے لیے

نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اس کے جوہر بھوک لگاتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

بنیادی طور پر تریبوز مفرح۔ پشیاپ اور پیٹ سے جلن اور سوزش کو رفع کرنے والا
 غذائیات سے بھرپور ہے۔ اس کے بیج پیٹ سے کیڑے نکالتے ہیں۔ اس کا جو کس
 پیاس کو بچھاتا ہے۔ اس کے جو کس میں کھانڈ اور زیرہ ملا کر گروہ مثانہ اور پشیاپ کی نالی کی
 سوزشوں میں دنیا مفید ہے۔ یہ نسخہ جگر کی سوزش اور یرقان میں بھی مفید ہے۔ تریبوز کھانے سے
 معدہ اور آنتوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس میں سی کی طرح PECTIN کی موجودگی
 اسے اسہال اور پچش میں بھی مفید بنا دیتی ہے۔ سندھ میں پایا جانے والا جنگلی تریبوز
 ”کربت“ کرٹوا ہوتا ہے مگر وہ بھوک بڑھاتا اور قبض میں مفید ہے۔

حکیم صنفی الدین نے اسے مسکن حرارت۔ مدرالیول قرار دیا ہے۔ کثرت صفرا اور پیاس
 کی زیادتی۔ سوزش معدہ۔ پشیاپ کی نالیوں کی سوزش۔ خشونت حلق۔ گروہ اور مثانہ کی پتھری
 اور تپ محرقہ میں مفید بیان کیا ہے۔ اس میں غذائی عناصر کی مقدار اسے جسم کے لیے مقوی
 بلکہ وزن کو بڑھانے والا بنا دیتی ہے۔ اس غرض کے لیے آب تریبوز کے علاوہ اس کے
 تخم کا شیرہ بھی کارآمد ہے۔ تریبوز سے ایک مشہور یونانی دوائی ”لعوق آب تریبوز والا“ تیار
 کی جاتی ہے۔ اس کے بیجوں سے ایک روغن بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

جو شعیر

BARLEY

HORDEUM VULGARE

خوردنی اجناس میں جو ایک عام سی جنس ہیں۔ یہ گندم کے کھیتوں میں پائے جاتے ہیں اور گندم سے پہلے پک جاتے ہیں۔ عربی اور فارسی میں انہیں شعیر سنسکرت میں "باوا" اور انگریزی میں BARLEY کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ کاشت کئے جاتے ہیں مگر اس کی خورد و قسم بھی پائی جاتی ہے۔

جو کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت پسند تھے۔ ان کی ذات گرامی کے ساتھ ان کا واسطہ بطور روٹی۔ بطور دلیہ اور بطور ستوا حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

جو کی روٹی:

عہد رسالت میں عام طور پر لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے یا گندم اور جو ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی۔ خاص گیسوں کی روٹی تقریبات تک محدود تھی۔

مسجد نبوی کے دروازے پر ایک خاتون چھندر کی جڑیں اور ثابت جو ملا کر ان کی شب دیگ پکا کر نماز جمعہ کے بعد بیچنے آیا کرتی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کو یہ بچوان ایسا پسند تھا کہ لوگ جمعہ والے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

حضرت ام المنذرؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے

ہمراہ تشریف لائے ہمارے یہاں کھجور کے لٹکے ہوئے خوشے موجود تھے وہ ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ اس میں سے دونوں نے تناول فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے اور کمزور ہو، مزید مت کھاؤ۔ اس کے بعد

قالت فجعلت لہم سلقا وشعیرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی من ہذا فأصب فانہ اوفق لك۔

(ابن ماجہ مسند احمد ترمذی)

(اس خاتون نے ان کے لیے جو اور چقندر تیار کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو

کہا کہ تم اس میں سے کھاؤ کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے)۔

اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہما سے اٹھے تھے اور ان کی کمزوری کو دور کرنا ضروری تھا جس کے لیے جو کی روٹی اور چقندر کو بہترین غذا قرار دیا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس نے جو کی روٹی کے ساتھ کدو گوشت پکایا۔ حضور بڑی محبت کے ساتھ سالن سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے رہے۔ (بخاری - مسلم)

عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام قال رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ کسرة من خبز الشعیر فوضع علیها تمرۃ فقال ہذہ ادام ہذہ واکل۔

(ابوداؤد)

(یوسف بن عبد اللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن

ہے۔ اور کھا لیا)۔

جو کا دلیا (تلبینہ):

جو کوٹ کر انہیں دودھ میں پکانے کے بعد مٹھاس کے لیے۔ اس میں شہد ڈالا جاتا تھا۔ اسے تلبینہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ احد من اهل الوعاء امر بالحقس من الشحير فضع، ثم امرهم فحسوا منه، ثم يقول انه يرتواد الحزين ويسر وفواد السقيم كما تسرو احد اكن الوسخ بالماء عن وجهها۔ (ابن ماجة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا کہ اس کے لیے جو کا دلیا تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے تھے کہ بیمار کے دل سے غم کو اتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں اتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاطت اتار دیتا ہے۔

اسی مسئلے پر حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں اسی واقعہ میں اضافہ یہ ہوا کہ جب بیمار کے لیے دلیا پکایا جاتا تھا تو دلیا کہ ہنڈیا اس وقت تک چولھے پر چڑھی رہتی تھی جب تک کہ وہ یا تو تندرست ہو جائے یا فوت ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گرم گرم دلیا مرضی کو مسلسل اور بار بار دینا اس کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور اس کے جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کی استعداد پیدا کرتا ہے۔

عن عائشة انها كانت تأمر بالتلبينہ وتقول هو

البغيض النافع۔ (ابن ماجة)

حضرت عائشہ بیمار کے لیے تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ

اگرچہ بیمار اس کو ناپسند کرتا ہے لیکن وہ اس کے لیے از حد مفید ہے۔
پریشانی اور تھکن کے لیے بھی تلبینہ کا ارشاد ملتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی
روایت فرماتی ہیں۔

انہا كانت اذا مات الميت من اهلها
فاجتمع لذالك النساء ثم يفرقن الاهلها
وخاصتها امرت ببرمة من تلبينه فطبخت
ثم وضع ثريد فصب التلبينه عليها ثم
قالت كلن منها فاني سمعت النبي صلى الله
عليه وسلم يقول التلبينة مجمة لفواد
المريض قد ذهب ببعض الحزن .

(بخاری، مسلم ترمذی النسائی، احمد)

جب حضرت عائشہؓ کے گھرانے میں کوئی وفات ہوتی تو دن بھر افسوس کرنے والی
عورتیں آتی رہتیں۔ جب باہر کے لوگ چلے جاتے اور گھر کے افراد اور خاص خاص
لوگ رہ جاتے تو وہ تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتیں۔ پھر خرید تیار کیا جاتا۔ تلبینہ کی
ہنڈیا کو خرید کے اوپر ڈال دیتیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سنا ہے کہ یہ مریض کے دل کے جلد عوارض کا علاج ہے اور دل سے غم کو اتار
دیتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ اسے تلبینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اس
خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ہنڈیا سے پیٹیوں سے غلاطت کو اس طرح
اتار دیتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کر لیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید کھانا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مریضی کے لیے انہیں اس کے بعد تلبینہ سے بہتر کوئی چیز پسند نہ تھی۔ اس میں جو کے فوائد کے ساتھ ساتھ شہد کی افادیت بھی شامل ہو جاتی تھی۔ مگر وہ اسے گرم گرم کھانے۔ بار بار کھانے اور خالی پیٹ کھانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

ستو:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستو بہت پسند تھے۔ یوں تو عرب میں ستو گندم سے بھی بنائے جاتے تھے مگر ان کو جو سے بنے ہوئے ستو پسند تھے۔ غزواتِ نبویؐ میں ایک جنگ "غزوة السویق" کے نام سے مشہور ہے۔ جنگِ احد کے فوراً بعد اہل سفیان ۲۰۰ آدمی لے کر اس غرض کے لیے مدینہ آیا کہ وہ مقامی یہودیوں کی امداد سے مسلمانوں پر شیبِ خون مارے گا۔ یہودی ابھی تذبذب میں تھے کہ دشمن کی آمد کے اطلاع بارگاہِ نبویؐ میں ہوئی۔ حضور اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ان کے مقابلہ کو نکلے تو دشمن مقابلہ کے بغیر بھاگ گیا۔ مارے دہشت کے وہ اپنا سامان حتیٰ کہ راستے کا کھانا بھی چھوڑ گئے۔ یہ کھانا ستوؤں کے تھیلوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ ستوؤں کی ایک مقدار آئی اور یہ جنگ اسی مناسبت سے "جنگِ سویق" کہلائی۔ فتحِ خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اگلے روز حضرت انس بن مالک کو ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں کو صفیہ کے ولیمہ کی دعوت پر بلا لائیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے مطابق ولیمہ میں کھجوریں اور ستو تھے۔ بخاری کی روایت کے مطابق ستو۔ کھجور اور مکھن سے حلوہ بنا کر مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ النسائی اور مسند احمد بن حنبل کی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے میں اکثر ستو کا شربت نوش فرمایا۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں نیند کے مقابلے میں کسی نے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو طعنہ دیا کہ ان کے چپیرے بھائی لوگوں کو شہرہ ستتر اور دودھ پلاتے ہیں۔

عن ابی بردة قال قدمت المدينة فلقى عبد الله
بن سلام فقال لي انطلق الى المتزل فاسقيك
في قدح شربه فيه رسول الله صلى الله
عليه وسلم واصلني في مسجد صلى فيه
النبي صلى الله عليه وسلم فانطلقت
معه فاسقاني سويقا واطعمني تمرا و
صليت في مسجده . (بخاری)

ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن
سلامؓ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس اترنے کی دعوت دے کر فرمایا
کہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور
اس مسجد میں نماز پڑھاؤں گا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پس میں
ان کے پاس اتر گیا اور انہوں نے مجھے ستتر اور کھجور کھلائے۔ اور میں نے ان کی
مسجد میں نماز پڑھی۔

اسی حدیث کو مختصر صورت میں بھی بخاری ہی نے سعید بن بردہ سے بیان کیا ہے
جنہوں نے اسے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے۔

اتيت المدينة فلقى عبد الله بن سلام فقال
الاتجى فاطعمك سويقا و تمرا۔

ستتر پینے کے بارے میں النسائی۔ ابوداؤد۔ بخاری۔ ابن ماجہ۔ ترمذی اور احمد بن حنبل
نے اکیس احادیث بیان کی ہیں جیکہ ستتر ان کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی مذکور ہیں۔

جنگ کے دوران مجاہدین کا راشن سٹوار کھجور پر مشتمل رہا ہے۔ اور اس غذا سے ان کو اتنی تقویت حاصل ہوتی تھی کہ وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے کے علاوہ دشمن سے مقابلہ میں جسمانی طور پر بھی برتر ثابت ہوئے تھے۔ دن بھر کے روزہ کی کمزوری کو رفع کرنے کے لیے افطاری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سٹولہ پند فرمائے۔

محدثین کے مشاہدات:

جو کھانے سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ شاید ہی مشاہدہ تھا جسے علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

ہے جہاں میں نانِ شعیب پر

مدارِ قوتِ حیدری

جو جسمانی کمزوری کے علاوہ کھانسی اور حلق کی سوزش کے لیے مفید ہیں۔ معدہ کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ جسم سے غلاظتوں کا اخراج کرتے ہیں۔ پیشاب آور ہیں۔ پیاس کو تسکین دیتے ہیں۔ ابن القیمؒ نے جو کے پانی کو پکاتے کا جو نسخہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق جو لے کر ان سے پانچ گنا پانی ان میں ڈالا جائے پھر انہیں اتنا پکایا جائے کہ پانی دو دھیا ہو جائے اور اس کی مقدار میں کم از کم ایک چوتھائی کی کمی آجائے۔۔۔۔۔ (اس غرض کے لیے اگر ثابت جو استعمال کرنے کی بجائے جو کا ولیہ استعمال کیا جائے تو جو سے حاصل ہونے والے فوائد اور زیادہ ہو جائیں گے)۔

یہ امر مزید ہے کہ پکنے کے بعد جو کا پانی فوری اثر کر کے طبیعت کو نشانش بنا ہے۔ جسم کو کمزوری کا مقابلہ کرنے کے لیے غذا مہیا کرتا ہے۔ اگر اسے گرم گرم پیا جائے تو اس کا اثر فوری شروع ہو کر جسم میں حرارت پیدا کرتا، مریض کے چہرے پر شگفتگی لاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے فوائد میں دو اہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

۱۔ مریض کے دل سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔

۲۔ غم اور فکر سے نجات دیتا ہے۔

کیمیائی ساخت:

برطانوی محقق چرچ تے جو کا ان الفاظ میں کیمیائی تجزیہ بیان کیا ہے۔

ALBUMINOIDS	۱۱۶۵
STARCH	۷۰
FAT	۱۶۳
FIBRE	۲۶۶
ASH	۲۶۱
WATER	۱۲۶۵

LEUCOSIN ——— GLUTEN

اس میں چکنائی تیل کی مرکب میں لحمیات

SILICIC — PALMATIC ALBUMIN کی شکل میں۔ نائٹروجن کے کیاؤنڈ

PHOSPHRIC LAURIC ACID HYPOXANTHINES

بھی ملتے ہیں۔ نشاستہ خوردنی اجناس کا لازمی حصہ ہے۔ نشاستہ کے وہ دانے جو گندم میں پائے جاتے ہیں جو سے بڑے ہوتے ہیں۔

برٹش فارما کو بیاتے جو سے MALT EXTRACT تیار کرنے کا مشورہ دیا

ہے۔ جس میں لحمیات کی مقدار چار فیصدی۔ نشاستہ اور شکر کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامن پائے جاتے ہیں۔ عام حالات میں مالٹ ایکسٹریکٹ بد مزہ دوائیوں خاص طور پر مچھلی کے تیل کے ذائقہ کی اصلاح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مگر برٹش فارما کو بیات کی تعریف کے مطابق یہ بذاتِ خود بھی توانائی کا ذریعہ ہے۔

بعض کیمیا دانوں نے جو میں سنکھیا کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ ندرکارنی نے حکومت اتر پردیش کے حوالہ سے جو میں سنکھیا کی مقدار ایک ہزار گرام میں پچاس ملی گرام بیان کی ہے۔ جبکہ برطانوی معیار سے دس لاکھ میں اس کا زیادہ سے زیادہ ایک حصہ ہو سکتا ہے۔

کُتب مقدسہ میں جو کا ذکر:

توریت: زیور اور انجیل میں جو کا ذکر اکیس مرتبہ آیا۔ جن سے ان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

..... اگر کوئی شخص اپنے موروثی کھیت کا کوئی حصہ خداوند کے لیے مقدس قرار دے تو قیمت کا اندازہ کرتے وقت یہ دیکھنا کہ اس میں کتنا بیج بویا جائے گا جتنی زمین میں ایک ٹومر کے وزن کے برابر جو بوسکیں اس کی قیمت چاندی کی پچاس

منقال ہو۔ (احبار ۱۷-۱۶ : ۲۷)

وحی میں مذکور اچھی چیزوں کا ایک تذکرہ توریت میں ان کے فوائد کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

..... وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور حو اور انگور اور انجیر کے درخت اور اتار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دارزیتون اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تھو کو باقراط ملے گی۔ اور تھو کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی کیونکہ اس ملک کے پتھر بھی لوہا ہیں۔ (استثناء ۹-۸ : ۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں میں عام خوراک جو کی روٹی اور مچھلی تھی۔ ان کے اجتماعی کھانے کی روٹیاں اور انجیل مقدس میں یوں مذکور ہے۔

..... یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر

یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟

..... چنانچہ انہوں نے حج کیا اور جو کی پانچ روٹیوں کے ٹکڑوں سے جو کھانے

والوں سے بچ رہے تھے بارہ ٹوکریاں بھریں۔ (یوحنا - ۱۳/۹ : ۶)

اسی حزقی ایل میں بھی جو کی روٹیوں اور ان کو پکاتے کے ساتھ مختلف دالوں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر اہم تذکرہ پہلی روایت کا ہے جس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جن کا قرآن مجید اور بارگاہ نبوت سے بطور اچھی چیزوں کے ذکر ہوا۔ اس کے بعد ان کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اس ملک میں جہاں یہ چیزیں ہیں پتھر بھی فولاد کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ انسان جو ان چیزوں کو کھائے گا کیسے کمزور رہ سکتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

جو کے بارے میں حکماء قدیم نے بڑے اہم تجربے کئے ہیں۔ بوعلی سینا نے لکھا کہ جو کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ معتدل۔ صالح اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔ فردوس الحکمت میں لکھا ہے کہ جو کو اس کے وزن سے پندرہ گنا پانی میں اتنی دیر ہلکی آگ پر پکایا جائے کہ تیسرا حصہ اڑ جائے۔ یہ پانی جسم کی تقریباً ایک سو بیماریوں میں مفید ہے۔ شمس الدین ثمرقندی اسے فوائد کے لحاظ سے گندم سے کم تر درجہ دیتا ہے۔ مگر وہ گندم سے فضیلت دیتا ہے کہ جسم کی گرمی اور تپش کو کم کرتا ہے۔

ویدک طب میں اسے بھاری پن کو کم کرنے والا چہرے کو نکھارنے والا پیٹ کو کم کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ بدن کو مضبوط کرتا ہے۔ چونکہ یہ جلد مضہم ہو جاتا ہے، اس لیے کمزوری اور بد ہضمی کے مریضوں کے لیے غذا اور دوا ہے۔ وید سے بھوک بڑھانے کا باعث مانتے ہیں۔ پیٹ سے ہوا نکالتا اور ملتین ہے۔ اس کا گرم پانی پینے سے گلے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔

اس کا حریرہ قابض دواؤں کے ساتھ دست روکتا ہے۔ جو کا آٹا گوندھ کر اس

میں چھا چھ ملا کر پینے سے صفراوی تھے۔ پیاس کی شدت اور معدہ کی سوزش میں فائدہ ہوتا ہے۔
 اطباء نے اعصابی دردوں۔ اورام۔ سوزشوں اور خارش کی مختلف اقسام میں جو کے
 استعمال کو مفید بتایا ہے۔ جو کا آٹا سرکہ میں گوندھ کر ہر قسم کی خارش میں لگانا مفید ہے۔ سرکہ
 پھپھوندی کو دور کرتا ہے۔ جو کے آٹے کو شہد کے پانی میں گوندھ کر لپیٹ کر پی تو بلغمی اورام
 تحلیل ہوتے ہیں۔ سفر جیل (ہی) کا چھلکا اُتار کر اسے جو اور سرکہ کے ساتھ پیس کر جوڑوں
 کے درد اور اعصابی دردوں پر لگانا نفع آور ہے۔ جو کے ساتھ تخم خیارین پیس کر پلورسی۔
 پستان کے درد میں لگانا مفید ہے۔

جو اور گیہوں کی بھوسی کو پانی میں ابال کر اس پانی سے کلیاں کریں تو دانت کا درد جاتا
 رہتا ہے۔

جدید تحقیقات:

اپنے افعال اور اثر کے لحاظ سے جو مقوی غذا۔ مقامی طور پر قابض اور نیش کو مقامی
 طور پر تسکین دینے والے ہیں۔

انگریزی جو کے چار بڑے چمچے (۲ ۱/۲ اونس) چار سیر پانی میں اتنی دیر پکائے جائیں
 کہ پانی نصف رہ جائے۔ یہ پانی بخاروں کی پیش۔ پیشاب کی جلن۔ مقعد کے تاسور کی جلن
 اور آنتوں کی سوزش میں مفید ہونے کے علاوہ غذائی کمی میں بھی مددگار ہے۔ اس پانی میں
 دودھ اور کھانڈ ملائے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگ اس میں لیموں پھوڑ لیتے ہیں۔ اگر لیموں
 ڈالا جائے تو پھر دودھ شامل نہ کیا جائے۔ اس نسخے کا موازنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نسخے سے کریں تو اس کی افادیت میں اضافہ کی اچھی راہ نکل آتی ہے۔ حضور کے نسخے میں جو کا
 دلیا دودھ اور شہد میں پکایا جاتا ہے۔ اسی ترتیب سے جو ابال کر ان میں شہد ملا کر دیا
 جائے تو اس میں غذائیت بھی بڑھے گی اور مقامی طور پر زیادہ سکون آور ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل۔

(ابوداؤد۔ مستدرک الحاکم الحارث، ابو نعیم)

اگر دے کا مرکز اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو جس کا گردہ ہے
اسے بڑی اذیت ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُبے ہوئے پانی میں شہد ملا کر کیا جائے،
پانی کو ابالتے وقت اگر اس میں جو بھی شامل کر لیں تو فوائد سہ گنا ہو جائیں گے۔ یہ
لذیذ شربت گردوں کی ہمد اقسام کی سوزشوں۔ مثلاً نہ کی سوزش اور معدہ کے السر میں کسی
بھی دوائی سے زیادہ مفید اور فوری طور پر موثر پایا گیا۔

بھارتی ماہرین نے زچہ کے دستوں میں جو کے ساتھ مسور کی دال کو ابا ل کر یا نخنی میں
جو ڈال کر دینا کمزوری کے لیے بھی مفید بیان کیا ہے۔ انہوں نے معدہ۔ آنتوں اور گلے
کی سوزش کے لیے یہ نسخہ بڑا مجرب بیان کیا۔

انجیر خشک (تور کر)	۲ ۱/۲ اونس
منقہ	۲ ۱/۲ اونس
سفوف ملٹی	۲ چمچے پائے والے
جو کا پانی	۲ اسیر
سارہ پانی	۱ اسیر

جب یہ پانی پکنے پر آدھا رہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ آدھ پیالی جائے والی
گرم گرم دی جائے۔ یہ نسخہ ایک تاریخی نسخے سے حاصل کیا معلوم ہوتا ہے۔ مگر منظر میں
جب حضرت سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے تو ان کے لیے حکیم حارث بن کلدہ نے
ایک فریقہ تجویز کیا۔ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے بعد اس طرح تیار کیا گیا تھا۔

انجیر خشک - مٹھی - مینٹھے - شہد - پانی

یہ فریقہ مرضی کو ہمارے گرم گرم پلایا جاتا ہے۔ بھارتی ماہرین کے نسخہ میں جو کی آمیزش ہے جبکہ اس نسخہ میں مینٹھے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر اور منقہ کو بیک وقت دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارتی نسخہ میں اکثر مریضوں کو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

ماہر کا دودھ پینے والے بچوں کو اگر دودھ میں جو کا پانی ملا کر دیا جائے تو ان کی آنتیں زیادہ تنومند رہتی ہیں۔ گردہ - مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش میں بھارتی ماہرین جو کے پانی میں صمغ عربی دیکر کی گوند کا سفوف بھی شامل کرتے ہیں جس سے جلن کو جلد آرام آ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ کے مطابق اگر جو کے پانی میں شہد ملا کر دیا جائے تو اس کے فوائد زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ اسی نسخہ میں ہم نے تو ارشاد نبویؐ کی تعمیل میں منقہ شامل کیا۔ فائدہ خوب رہا۔ اگر اس کے ساتھ کیکر کی گوند بھی شامل کریں تو فائدہ زیادہ بہتر ہو جائیگا۔

بہٹی کے ماہر غذا ڈاکٹر پیرا کی تحقیقات کے مطابق یورپ سے آنے والے PEARL BARELY کی نسبت دیسی جو تازہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ جو کے دانہ اور چھلکے کے درمیان ڈامین ب کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر جو کو دھو کر چھلکا اتارا جائے اور اس کے بعد اسے چھلانے کے لیے چمڑے کے رولروں سے پالش کیا جائے تو اس عمل سے ڈامین ب ضائع ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی صوبے کے جو غذائیت کے اعتبار سے دلائتی جو سے زیادہ صحت مند اور مفید ہوتے ہیں۔

ندکاری نے جسمانی کمزوری اور خاص طور پر بچاروں کے بعد جو کا ایک مرکب پڈنگ کی صورت تیار کرتے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ جو کے باریک اٹے کے چار بڑے چھچھوں میں ابلایا ہو دودھ آہستہ آہستہ ملا کر لٹی سی بنالیں۔ اس کے اوپر ایلے ہوئے گرم دودھ کے چائے والے چار پیالے والے کر پلاٹے جائیں۔ پھر اس میں غصڑا سا مکھن ملائیے۔

ایک بڑا چمچ کھانڈ ملائیں۔ پھر اس میں سنگترے یا لیموں کے چھلکے باریک کاٹ کر خوشبو کے لیے ملائیں۔ دوسرے برتن میں دو انڈے توڑ کر انہیں بلوئی یا چمچہ سے اتنا ہلائیں کہ جھاگ جھاگ ہو جائیں۔ ان انڈوں کو دو دھوا اور جو والے برتن میں ملا کر یہ سارا مرکب کیک بنانے والی جھٹی یا OVEN میں رکھ کر ڈیڑھ گھنٹہ ہلکی آئینج پر پکائیں۔ بعض لوگ اس کے ذائقہ کو سنوارنے کے لیے تھوڑا سا سنگترے کا جوس بھی ملا لیتے ہیں۔ یہ پڈنگ بڑی مفید بتائی جاتی ہے۔ اس طویل نسخہ کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبینہ کا نسخہ دیکھئے کہ کٹے ہوئے جو میں پانی ڈال کر اسے ابال کر نرم کر لیں۔ حسب ضرورت دو دھوا اور شہد ملا لیں۔ تلبینہ یا پڈنگ تیار ہے۔

قدیم یونان میں جب اولمپک کھیلیں شروع ہوئیں تو کھلاڑیوں میں توانائی پیدا کرنے کے لیے جو خاص خوراکیں تجویز کی گئیں ان میں جو کی روٹی زیادہ اہم تھی۔ برٹش فارما کو پیانے جو کو بھگو کر پھر اس سے کوئیلین نکال کر زیادہ چھوٹے ہوئے جو سے ایک مرکب MALT EXTRACT تیار کرنے کا نسخہ بنایا۔ یہ مالت ایکسٹریکٹ کمزوری میں مفید ہے۔ اس میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامین پائے جاتے ہیں۔ برٹش فارما کو پیانے اس مالت ایکسٹریکٹ کو بید مزہ اور یہ خاص طور پر مچھلی کے تیل میں ملا کر اس کے ذائقہ کی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ حال ہی میں ایک پاکستانی ادارہ نے اسی مالت ایکسٹریکٹ سے سر کر تیار کیا ہے۔ اس میں سر کر کے جملہ فوائد کے ساتھ ساتھ جو کی غذائیت اور مالت ایکسٹریکٹ کے ہاضم اثرات شامل ہیں۔

حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت نے جو کے آٹے سے گولے بنا کر ان کو پکانے کے بعد اصنافی خوراک کے طور پر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور اسی محکمہ نے فرار دیا ہے کہ گھوڑوں اور مویشیوں کے لیے جو کا بھوسہ ایک اچھی خوراک ہے مگر اس کی افادیت گندم سے کم ہے۔ اس کے برعکس پنجاب میں گھوڑوں کی خوراک میں مٹی اور جوی کو

تجربات سے زیادہ افضل پایا گیا ہے۔

شراب اور جو:

جو کے پانی میں خمیر اٹھا کر اس میں ہاپس کے پھول ڈال کر بیئر شراب تیار کی جاتی ہے جس میں الکحل کی مقدار ۸-۳ فیصدی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ مشروب انگلستان جرمنی اور سکنڈے نیویا میں موسم سرما کے دوران بھی بڑی رغبت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ انہی ممالک میں بعض ناخواندہ علماء کی رائے میں جو کا وہ پانی جس میں معمولی خمیر اٹھا ہوا استعمال کرنا حرام نہیں۔ کیونکہ اس کی معمولی مقدار سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس مشروب کو جب یا قاعدہ کشید کیا جائے تو اس سے وہی تیار ہوتی ہے جو کہ تیز ترین اور نشتی شرابوں میں سرفہرست ہے۔

الکحل والے تمام مشروبات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی اصول

یہ ہے کہ

(ان کی مقدار خواہ مخوڑی ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے)

الکحل اور منشیات میں کسی بیماری سے کوئی شفا نہیں۔ ان کی معمولی مقدار حکر۔ و ماغ

اور گردوں کو خراب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لیے ان کو کسی بھی صورت میں دوا قرار دینا طبی نقطہ نظر سے درست نہیں۔

جدید مشاہدات: احادیث میں جو کے فوائد کی روشتی میں معدہ اور آنتوں کے السر کے مریضوں کو صبح کے ناشتہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نسخہ کے مطابق تلبیثہ دیا گیا۔ السر کا ہر مریض دو سے تین ماہ میں تندرست ہو گیا۔ ایک خاتون کو علامات کے ختم ہونے پر یقین نہ آیا تو وہ مزید معائشوں کے لیے امریکہ گئیں۔ وہاں پر انہیں بتایا گیا کہ معدہ اور آنتیں مکمل طور پر ٹھیک ہو چکے ہیں۔ جیکہ بہترین علاج کے مطابق یہ مقام دو سال سے

کم عرصہ میں نہیں آتا۔

پیشاب میں خون اور پیپ کے مریضوں میں وجہ جو کوئی بھی ہو مناسب علاج کے ساتھ
جو کا پاتی اگر شہد ڈال کر پلایا جائے تو یہ تکلیف پندرہ روز میں ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات
یہی طریقہ پتھری نکلنے کا باعث بھی ہوا۔

پرانی قبض کے لیے جو کے دلیا سے بہتر اور محفوظ کوئی دوائی دیکھی نہ گئی۔
ہمارا طویل ذاتی مشاہدہ ہے کہ خون کی کو لیسٹرول کو کم کرنے میں جو کے دلیا سے
کوئی دوائی زیادہ مفید نہیں۔

حب الرشاد — الثفا

WATER CRESS

LEPIDIDIUM SATIVUM

حب الرشاد ایک قدیم دوائی ہے جس کا ذکر پرانی کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے۔ محدثین نے اسے حرف کا نام دیا ہے۔ جبکہ احادیث میں اسے الثفا رک نام میسر ہے یہ ادھ میٹر سے کم بلندی کی جھاڑیاں ہیں جو سارے ایشیا میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس کے پتوں کو کھانے میں سلاو کے طور پر شوق سے کھایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس پودے کا اصل وطن حبشہ ہے۔ جہاں سے لوگ اسے فوائد کی بنا پر ایشیائی ملکوں میں لے آئے۔ اس کے پتوں کا جو ستاندہ بڑے شوق سے پیا جاتا ہے۔ عرب میں ان سوکھے ہوئے پتوں کو "الشیخ" کہتے ہیں۔ افغانستان کی الشیح زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ مزار شریف کے علاقہ میں پائے جانے والی یہ گھاس قمرہ میں استعمال ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان کے بازاروں میں افغان قمرہ کے نام سے بڑی مقبول ہو رہی ہے۔ جس کی زیادہ وجہ اس کی الپچی کی مانند خوشبودار ہے۔ یورپ میں اسے کہتے ہیں۔

ان جھاڑیوں کو پھلیاں لگتی ہیں۔ جن میں گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کو حب الرشاد یا ہالیوں یا حرف کہتے ہیں۔ بعض اطباء نے اسے جر جیر بھی قرار دیا ہے۔ ماہرین نباتات نے جر جیر اور الثفا کو دو مختلف چیزیں قرار دیا ہے۔ جر جیر اصل میں ERUCA STAIVA ہے اسے سفید سرسوں بھی کہتے ہیں اور یہ اسی کی اقسام میں سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محمد احمد ذہبی نے ایک روایت

نسوب کی ہے۔

الجر جیر بقلۃ خبیثۃ ، کافی اراھا. تنبیت فی
النار. (الطب النبوی)

جر جیر ایک اذیت دینے والی نباتات ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے۔ جیسے کہ
یہ آگ سے پیدا ہوتی ہے۔

احادیث میں حب الرشاد کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ جر جیر کی شدید مذمت
کی گئی ہے۔ ان دو روایات سے بھی دونوں کا علیحدہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

ارشادات نبوی

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت ابان بن صالح بن انسؓ روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیخ والمر والصبتر (بیہقی)

اپنے گھروں میں حب الرشاد۔ مر اور صبتر سے دھونی دیتے رہا کرو۔

اسی مؤلف نے عبد اللہ بن جعفر سے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ بیان
کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبن والشیخ (بیہقی)

اپنے گھروں میں لبن اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالشفاء ، فان اللہ جعل فیہ شفاء من

کل داء۔

(تمہارے پاس الشفاء موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری سے شفا رکھی ہے۔)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا ذَا فِي الْأَمْرَيْنِ مِنَ الشَّفَاءِ؟ الشَّفَاءُ وَالصَّبْرُ (ابوداؤد)

دیکھا تم نہیں جانتے کہ کن دو کاموں میں شفا ہے۔ اشفا اور صبر میں۔

یہی روایت حضرت قیس بن رافع القیسی سے بھی مذکور ہے

محدث ابو عبیدہؓ کہتے ہیں کہ اشفا سے مراد حرف ہے۔ محمد احمد ذہبی اسی تحقیق کو ابو عبداللہ سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ و نیوری اشفا کی تشریح میں بیان کرتے ہیں۔

”هَذَا هُوَ : الْحَبُّ الَّذِي يَتَدَاوَى بِهِ ، وَهُوَ

الشَّفَاءُ ، الَّذِي جَاءَ فِيهِ الْخَبْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَنَبَاتُهُ يُقَالُ لَهُ : الْحَرْفُ ، وَ

تَسْمِيَةُ الْعَامَّةِ : حَبُّ الرِّشَادِ“

ایہ وہ بیج ہیں جن سے لوگ علاج کرتے ہیں۔ اسے اشفا کہتے ہیں۔ یہ وہی

ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ وہ نباتات ہیں

جسے حرف کہتے ہیں۔ اور عوام الناس میں حب الرشاد کے نام سے مشہور ہے۔

اطباء قدیم میں سے سب ہی نے اشفا کو حرف اور حب الرشاد قرار دیا ہے۔

طب نبویؐ کے متقدمین میں محمد بن ابوبکر ابن القیم اور محمد احمد ذہبیؒ نے بھی اسے حرف کے

عنوان سے بیان کیا ہے۔ محققین جدید میں ندکارنی نے حرف کو حب الرشاد قرار دیا

ہے۔ البتہ کرنل چو پڑا نے حرف کا تذکرہ نہیں کیا۔

صبر سے مراد مصبر ہے۔ جس کی تائید میں ابوداؤد نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ

روایت بیان کی۔

دخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِينَ تَوَفَّى أَبُو سَلْمَةَ قَدْ جَعَلَتْ إِلَى صَبْرٍ فَقَالَ :

ماذا یا امر سلمة ؟ فقلت انما هو
صبر یا رسول اللہ ، لیس فیہ طیب . قال
انه یشب الوجه ؟ فلا تجعلیه الا باللیل
ونہی عن النہار .

ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئی تو انہوں نے صبر میرے سامنے رکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے ؟ میں نے عرض کی
کہ یہ صبر ہے اور اس میں خوشبو نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ چہرے کو نکھارتا ہے۔
لیکن اسے رات کے علاوہ نہ لگانا۔ انہوں نے اسے دن کو لگانے سے منع کیا ہے۔

محدثین کے مشاہدات:

اس کی دھونی کیڑوں مکوڑوں کو ہلاک کر دیتی ہے اسے شہد میں ملا کر اگر پیٹ پر
لیپ کیا جائے تو طحال کے ورم کو دور کرتی ہے۔ اس کا جو شانہ سر میں ڈالنے سے
گرتے بال رک جاتے ہیں۔ اسے جو کے آٹے میں ملا کر سر کے میں حل کر کے کسی چوڑے یا ورم
پر لیپ کیا جائے تو سچھوں کی اکڑن اور عرق النساء کو دور کرتی ہے۔ اسے پانی میں گھول
کر چھنسیوں پر لگایا جائے تو وہ پیٹھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ کمر اور چوڑوں کے درد میں بھی
مفید ہے۔ اگر اسے جلا کر برص پر لگایا بلکہ ساتھ پلایا بھی جائے تو اسے دور کرتا ہے۔
پھلبہری کے علاوہ اس کا لگانا چھپ میں بھی مفید ہے۔

جالینوس کے حوالہ سے ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ یہ رائی کی مانند ہے ان کے فوائد بھی
تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ طبیعت کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے۔ اور پیٹ سے چھوٹے
بڑے تمام کیڑے نکال دیتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کے ساتھ تلی کی ورم کو کم کرتی
ہے۔

اسے مندی کے بتوں کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو سینتھ کے اندر جی ہوئی بلغم کو اکھاڑ کر نکال دیتی ہے۔ اسی جو شاندرہ کو پینے سے کیڑوں کے کاٹے کی زہر اتر جاتی ہے۔ اس کا کھانا بھوک بڑھاتا ہے۔ دمہ کے دورہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کی تالیوں کو کھولتا ہے۔ پھیپھڑوں کو صاف کرتا اور سچوں کی اکڑن کو دور کرتا ہے۔ اس کے پینے کے بعد بلغم تیلی ہو کر نکل آتی ہے۔ اگر حیفن کا خون کم آ رہا ہو تو اس کو بڑھا دیتی ہے۔

حب الرشاد کا جو شاندرہ گرم گرم پینے سے قبض دور ہوتی ہے۔ پیٹ سے ریاہ نکل جاتے ہیں اور قولنج کی دردوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کے گرم پانی سے کلیاں کرنے سے مسڑھوں کی سو جن جاتی رہتی ہے اور یہ پانی اگر سر میں ڈالا جائے تو سر سے پھیپھڑی اور بقہ نکل جاتے ہیں۔

کیماوی ماہیت:

حب الرشاد کے بیجوں میں ایک گاڑھا تباتاتی تیل ہوتا ہے اور دوسرا فرازی یعنی VOLATILE OIL ہوتا ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی میں کو بالٹ ایوڈین فاسفورس۔ پوٹاشیم اور گندھک کے علاوہ کئی ایک معدنی نمک اور وٹامن ب پائے جاتے ہیں۔ اس میں لیسیدار ماڑے اور کڑوے عناصر بھی شامل ہیں۔ اس میں لمبیات کا سراغ بھی ملا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

بھارت کے صوبہ اتر پردیش اور پنجاب میں اسے ہالیوں کہتے ہیں۔ اس کے سونولہ بیجوں سے، ۵ تولہ تیل نکل سکتا ہے۔ اگرچہ یہ خورد رو بھی ہوتی ہے لیکن ویدک طب کی بھوت چکتا، اور تالیف شریف میں مرزوعہ قسم کو فوائد کے لحاظ سے بہتر قرار

دیا گیا ہے۔

اس کا لپ پھرے سے داغ دھتے اتار دیتا ہے۔ بلبوں کی بو کو رفع کرتا ہے اور داد اور چھپ میں مقید ہے۔

ان بچوں کو انڈے کی زردی کے ساتھ کھانے سے جسم فریہ ہو جاتا ہے۔ یہ بیج منقوی باہ ہیں۔ بچے والی عورتوں کے دودھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض اطباء نے اس کے بچوں کو دودھ میں ابال کر پلانے سے عورتوں کے دودھ میں اضافہ کی نشان دہی کی ہے۔ ویدوں نے ان کو مصفی خون قرار دیا ہے۔

اس کے بیج پیس کر کھانے یا ان کا جو شانہ پینے سے سینہ میں رکی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ سردی کی وجہ سے جو بھی عارضہ ہو دور ہو جاتا ہے۔ معدہ کا درد رفع ہو جاتی ہے۔ معدہ میں قوت آ جاتی ہے۔ حاملہ عورت کو یہ جو شانہ دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جو شانہ سے زکام رفع ہو جاتا ہے۔ یہ ہلکی اور ملین ہے مگر چکنائی کے دستوں کو روکتی ہے۔ اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کا پینا سوزش اور کھجلی کے اثرات کو دور کرتا ہے۔ اندام نہانی اور بلبوں سے آتے والی بدبو کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

اس کی ٹہنیوں کا جو شانہ پینے سے سوکھی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے شربت سے بوا سیر میں بہنے والا خون رک جاتا ہے۔

حب الرشاد کا جو شانہ بنانے کی ثقہ ترکیب یہ ہے کہ اس کے دو تولہ بیج نیم کو ب کر کے اس کے ساتھ نیم کو ب پونے چار ماشہ ملٹی شامل کر لی جائے۔ پھر ساڑھے بارہ چھٹانک پانی میں ڈال کر برتن کو پوری طرح گل حکمت کر دیا جائے۔ اس طرح دس منٹ پکانے کے بعد اتار کر چھان لیں۔

جدید مشاہدات بھارتی حکومت کے محکمہ طب کی سرکاری کتاب میں اسے منفعت

یلغم - مثنی - مدربول و مدر حین اور محرک باہ قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے سعال -
دمہ - ضعف ہضم - ضعف اشتہا - ضعف باہ - احتباس بول - پیشاب کی کمی اور حین کی کمی
میں مفید قرار دیا گیا ہے -

اسے چھپ اور بریں پر لگانا مفید ہے - اس کے پتے پیشاب اور دودھ لاتے

ہیں -

بھاڑ پر کاشت کے نسخہ کے مطابق اس کے بیجوں کو پانی کی اٹھ گنا مقدار میں ادھ گھنٹہ
ابال کر اس پانی کے دو بڑے چمچے اس وقت تک دیتے رہیں جب تک کہ ہچکی دور
نہ ہو جائے - بیج پیس کر ان میں کھانڈ ملا کر اسہال اور بد صحتی میں مفید ہے - بھارت میں
عام کمزوری کے لیے اسے کھانڈ ملا کر گھی میں بھون کر سردی کے موسم میں بطور مقوی استعمال
کرتے ہیں جب الرشاد کو دودھ میں پکا کر اس کی فرنی سی بنالی جاتی ہے - اس کو کھانے
سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے جسمانی دردی ٹھیک ہو جاتی ہے - سیلان الرحم میں فائدہ ہوتا
ہے - اطباء کے نزدیک یہ فرنی مادہ متوریہ کو کاڑھا کرتی ہے - جب کہ ایک برطانوی
محقق BELLEW نے مشاہدہ کیا ہے کہ دودھ میں جب الرشاد ملا کر پکا کر دینے
سے حاملہ عورت کو استقظا ہو سکتا ہے - اس لیے یہ دوانی حاملہ عورتوں کو نہ دی جائے -
"تازہ پتوں میں جیاتین" ج "کافی مقدار میں ہوتی ہے - اتر پردیش کے لوگ اس
کے ساتھ گندم - جائفل - جلیوتری - الاچی خورد اور زعفران دودھ میں پکا کر برنی کی طرح کی
ڈلیاں بنا لیتے ہیں جن کو سردی کے موسم میں ضعف باہ اور رحم کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھنے
کے لیے استعمال کرتے ہیں -

بیرونی استعمال میں لیموں کے عرق کے ساتھ جب الرشاد کا سفوف، اورام کو دور

کرنے میں مفید ہے - جرمنی کے ڈاکٹر HONIG BERGER نے اسے دمہ

میں مفید پایا -

سعودی عرب میں ایشیخ کا قہوہ دوا کے طور پر بڑا مقبول ہے۔ اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو۔ یہ درد خواہ کسی وجہ سے بھی ہو اسے ایشیخ کا قہوہ پلایا جاتا ہے۔ عجیب بات یہ کہ درد منٹوں میں جاتا رہتا ہے۔

حب الرشاد کو مر اور صحت کے ساتھ کوٹلوں پر ڈال کر کمروں میں جب دھونی دی گئی تو ہر قسم کے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو گئے۔ بازار میں ملنے والی تمام کرم کش ادویہ سے یہ نسخہ زیادہ مفید اور محفوظ ہے۔

ہمارے ذاتی تجربات نہ صرف کہ ان بیانات کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ ہم نے اس کے پتوں کے قہوہ کو وزن کم کرنے میں بڑا مفید پایا۔

حِنَا

HENNA

LAWSONIA ALBA

مندی کا پودا دو میٹر کے قریب یلندا اور ہندو پاکستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔
اسے عام طور پر گھروں اور کھیتوں کے ارد گرد باڑ لگانے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ رات
کو خوشبو دیتا ہے۔ بھارت میں فرید آباد اور پاکستان میں بھیرہ اور حیدر آباد کی مندی
زیادہ مقبول ہے۔ اس پودے کے پتے، شاخیں اور پھول دوا اور زیبائش کے
یہ استعمال ہوتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ:

آم المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں۔

كَانَ لَا يَصِيبُ رَسُولَ اللَّهِ قَرْحَةٌ وَلَا شَوْكَةٌ إِلَّا وَضَعَهُ
عَلَيْهَا الْحِنَا۔
(ترمذی - مسند احمد)

سلمہ نام کی مناسبت سے یہ بات مختلف کتابوں میں سلمہؓ جو کہ ام رافع اور نبی اللہ
بلکہ وسلم کی خادمہ تھیں، سے بھی مروی بتایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں نہ تو ایسا کوئی زخم ہوا اور نہ ہی کانٹا
چبھا جس پر مندی نہ لگائی گئی ہو۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَكَأ إِلَيْهِ أَحَدٌ وَجَعًا
فِي رَأْسِهِ، إِلَّا قَالَ: احْتَجِرْ، وَلَا تَشْكَا إِلَيْهِ وَجَعًا فِي

س جلیہ ؛ الا قال له : اختضب بالحناء۔

(بخاری، ابرداؤد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی سردرد کی شکایت لے کر آیا تو آپ نے اسے کچھنے لگوانے کی ہدایت فرمائی۔ اور جس نے پیروں میں درد کی شکایت کی اسے مہندی لگانے کا مشورہ کیا)۔

ایک دوسری روایت میں سردرد کے لیے بھی مہندی تجویز فرمائی گئی۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اليهود والنصارى

لا يصبغون فخالفوا هذا۔ (مسلم، بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی خضاب نہیں کرتے۔ تم

ان کی مخالفت کرو)

دوسرے راویوں کے ذریعہ بھی ارشاد نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔

عثمان بن عبداللہ ابن مویہ بیان کرتے ہیں۔

امرسلني اهلي الى امرسلة بنقذاح من ماء وقبض

اسرائيل ثلاث اصابع من قصة فيه شعر من شعر

النبي صلى الله عليه وسلم وكان اذا اصاب الانسان

عين او شيء بعث اليها مخضبة فاطلعت في

الحجل فرأيت شعرات حمراء۔ (بخاری)

میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین سلمہؓ کے پاس بھیجا۔

(اس پر حدیث کے راوی اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے کہا کہ یہ پیالہ

چاندی کا تھا) اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے چند بال تھے۔ اگر

کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو وہ پیالہ میں پانی ام سلمہ کو رز کرنا
 (جس میں وہ پیالی ڈالتی تھیں) میں نے جھیلے میں جھانک کر دیکھا کہ وہ بال سرخ تھے۔
 یہ حدیث دوسرے موطا سے بخاری اور دوسرے محدثین نے تو اتر سے نقل کی ہے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عبدالرحمان بن الاسود بن نعیوث ان کا ہم جلس
 تھا۔ اس کے سر اور دماغی کے بال سفید تھے۔ ایک روز صبح آیا تو بالوں پر سرخ خضاب
 (مندی) لگی تھی۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی تو بتایا کہ میری ماں عائشہ زوجۃ النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی نوٹھی خیلہ کے ہاتھ قسم دے کر حکم دیا کہ میں اپنے بال رنگوں۔ اور
 فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

بخاری اور ترمذی میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبیؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے کم تھی۔ اس گنتی میں ترمذی
 کے پاس جابرؓ کی اضافی شہادت بھی موجود ہے۔
 عبداللہ بن عمرؓ بھی ان کے ہم سوا ہیں۔

سئل ابوہریرۃ اهل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قال نعم۔ (ترمذی)

(ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا
 کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں)۔

بشیر بن خصاصیہ کی بیگم جہذمہؓ روایت کرتی ہیں۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینخرج من
 بیتہ ینعص من اسہ وقد اغتسل وبراہ من ادغ او
 قال مدغ من حناء۔ (ترمذی)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ غسل کر کے

تشریف لارہے تھے اس لیے اپنے سر کو جھاڑ رہے تھے۔ آپ کے سر پر مہندی کا رنگ نظر آ رہا تھا،

عبداللہ بن عبدالرحمن، عمرو بن عاصم اور حماد بن سلمہ نے امام عیسیٰ ترمذی کی روایت کے مطابق انسؓ مالک کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دیکھے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

وَأَنَّهُ رُوِيَ كَرْتِي هِيَ كَرْنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْمَ فَرَمَايَا:
عَلَيْكُمْ بِالْحَنَاءِ فَإِنَّهُ يَنْوَسُ رُؤُوسَكُمْ وَيَطْهَرُ قُلُوبَكُمْ وَيَزِيدُ
فِي الْجَمَاعَةِ وَهُوَ شَاهِدٌ فِي الْقَبْرِ۔ (ابن عساکر)
ہماری پاس مہندی موجود ہے۔ یہ ہمارے سروں کو پر نور بناتی ہے تمہارے
دلوں کو پاک کرتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے اور قبر میں تمہاری
گواہ ہوگی،۔

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم إذا صب عليه ماء
من أسنانه ثم قال: عليكم بسيد الخضاب الحناء يطيب
البشرة ويزيد في الجماعة۔ (ابن نعيم)
میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا۔ حضور اکرمؐ نے اپنا ہاتھ سر پر پھیرتے ہوئے
فرمایا ہمارے لیے تمام خضابوں کی سردار مہندی ہے۔ جو کہ چہرے کو نکھارتی
ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے)
حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں۔

اخضبوا بالحناء فإنه يزين في شبابكم وجمالكم
نكاحكم۔ (ابن نعيم)

(مہندی کا خضاب لگاؤ کہ یہ جوانی کو بڑھاتی حسن میں اضافہ کرتی اور باہ کو

بڑھاتی ہے)۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان احسن ما غیر تحر بہ الشیب الحناء و الکتھم و یکرہ
السواد۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابونعیم، ابن ماجہ)
(بڑھاپے کو بد لنے کی بہترین ترکیب مہندی اور وسملہ ہیں۔ مگر انہوں نے سیاہ
رنگ سے نفرت فرمائی)

کتھم کے پتے زیتون کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ مہندی اور کتھم کا
خضاب لگایا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم) کی روایت کے مطابق جب حضرت ابو بکرؓ
کے والد محترم فتح مکہ والے دن دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی سفید ڈاڑھی دیکھ کر
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو مہندی اور وسملہ لگایا جائے۔ مگر اس سے
وہ وسملہ مراد نہیں جو ہمارے یہاں عام طور پر ملتا ہے۔ جس سے بالوں کا رنگ بالکل
سیاہ ہو جاتا ہے۔ کتھم کا ایک حصہ تین گنا مہندی میں ملا کر خضاب لگایا جائے تو
مہندی کی سُرخی گہرے یا دای رنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

مہندی کے بارے میں ایک غلط فہمی

کریمہ بنت ہمامؓ روایت فرماتی ہیں۔

ان امراتہ سألت عائشۃ عن خضاب الحناء فقالت لا بأس
ولکنی اکرہ۔ کان حیدبی یکرہ ریحہ۔ (ابوداؤد، النسائی)
(ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے مہندی کا خضاب لگانے کے بارے
میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے اس لیے پسند نہیں
کرتی کہ میرے محبوب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی بو ناپسند تھی)۔

علامہ شبلی نعمانی نے اس حدیث کو سند بنا کر مہندی لگانے کو نا پسندیدہ قرار دیا۔
جیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہندی لگانا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ
ہی سے روایت ہے۔

قالت اودم امرأة من وراء ستر بیدھا کتاب الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری ایدارجل اودم امرأة
قالت بل امرأة قال لو کنت امرأة تغیرت اظفارک
یعنی بالحناء۔ (ابوداؤد، النساء)

(ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کے پیچھے سے خطا دینے لگی انہوں
نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا۔ اس
نے کہا کہ عورت کا۔ فرمایا کہ اگر تو عورت ہے تو پھر کم از کم اپنے ناخن ہی مہندی
سے رنگ لیتی)۔

انہی دو کتابوں سے یہ حدیث اس امر کا ثبوت ہے کہ کریمہ بنت حاتمؓ والی حدیث

مشتبہ ہے۔

کتاب مقدس:

مہندی زمانہ قبل از تاریخ سے مستعمل ہے۔ مصر قدیم میں اسے مقبولیت حاصل
تھی۔ مصری عورتیں چوتنا ملا کر اسے ہاتھوں اور بالوں پر لگاتی تھیں۔ معبدوں میں لوبان
اور دوسرے اجزاء کے ساتھ مہندی ملا کر خوشبو کے لیے جلائی جاتی تھی۔ اہریمہ ربات
کا خیال ہے کہ آرائش جمال کے اوہ مہندی کا استعمال برکت حاصل کرنے کے لیے
بھی کیا جاتا تھا۔ فرعون مصر مہندی کو پسند کرتے تھے۔ وہ خود مہندی لگاتے تھے

مہندی میں رنگے کپڑے استعمال کرتے تھے۔ اپنی خواتین کے جسم سے مہندی کی خوشبو پسند کرتے تھے اور مرنے کے بعد اپنے مقابر میں مہندی کے پتے خوشبو اور کپڑوں مکڑوں کو دوڑ رکھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جب قدیم مقبروں کو اب کھولا گیا تو اکثر بادشاہوں کے کفن مہندی سے رنگے ہوئے ملے اور یہ رنگائی ان پتوں سے علاوہ مٹی جوتا پوتوں میں رکھے گئے تھے۔

یہودی علماء کو مہندی کا رنگ اور خوشبو نا پسند تھے۔ اس لیے جب بنی اسرائیل دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو ان علماء نے خواتین کو مہندی لگانے سے روک دیا۔ یہی کیفیت عیسائی علماء کی رہی ہے۔ ان کی مہندی سے نفرت انہیں بڑھاپے میں حضاب لگانے سے مانع رہی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلیسائی تصویروں میں ان کی زلفوں اور وارٹھی پر مہندی کا رنگ غالب معلوم ہوتا ہے۔ اسی پس منظر کے پیش نظر پیغمبر اسلام آتے فرمایا مہندی لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

یونانی حکماء مہندی سے واقف تھے۔ بقراط نے کروانا نام کی جس نباتات کا ذکر کیا ہے اظہار نے اسے مہندی قرار دیا ہے۔ کنگ جیمس نے جب توریت اور انجیل کا ترجمہ کیا تو مہندی کے لیے کیمفائر کا لفظ استعمال کیا جبکہ یونانی زبان میں اسے کپرس کہا جاتا ہے۔

۴۶ مہندی کو ہندو مذہب میں مت اور بدھ مت میں اہمیت رہی ہے۔ مندروں میں جلائے جاتی والی خوشبوؤں میں مہندی ملائی جاتی رہی ہے۔ ولہن کے ہاتھوں کو مہندی اور بعض خواتین سہاگ کی مانگ بھرتے میں سیندور کے ساتھ مہندی بھی ملاتی رہی ہے۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں مہندی کا ذکر اتنی اہمیت کے ساتھ ملتا ہے کہ ولہن کے سر پر سونے کے ساتھ مہندی کے پتوں کا حاشیہ لگا کر امر اپنی بیٹیوں کو تاج

پہناتے تھے۔

توریت مقدس میں مہندی کا ذکر متعدد مقامات پر آتا ہے۔

میرا محبوب میرے لیے عین جدی کے انگورستان سے مہندی کے پھولوں کا

گچھا ہے۔ (غزل القزلات ۱-۱۵-۱۴)

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہوا۔

تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دار انا رہیں۔ مہندی اور سنبل بھی ہیں۔

(ب-۲-۱۳۰)

کیمیائی ساخت

اس کے پتوں میں ۱۵-۱۲ فیصدی رنگ ہوتا ہے۔ جو کیمیائی صنعت میں HENNA DYE کے نام سے مستعمل ہے۔ اس میں پیلے رنگ کی ایک گوند پائی جاتی ہے جو کہ الکحل اور ایٹھر میں حل پذیر ہے۔ مقامی طور پر قابض ٹینک ایڈ کی قسم

HANNO TANNIC ACID پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک GLUCOSIDE

بھی موجود ہے۔

اس کی کیمیائی ساخت کی روشنی میں درخت کے اجزاء کے عمل کو کیمیائی دانوں نے یوں تخصیص کیا ہے۔ درخت کی جھال مقامی طور پر قابض مسکن اور مفرح ہے۔ جبکہ اس کے پتے دافع تعفن۔ پیدو کو مارنے والے محرک ہیں۔ مہندی کے پھول ٹھنڈک پیدا کرتے اور خواب آور ہیں۔ اس کی جڑیں جھال کی مانند ہیں۔ جبکہ اس کے بیج دافع تعفن ہیں۔

محدثین کے مشاہدات :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہندی کی بار بار تعریف اور امام بخاریؒ

کی جانب سے کتاب التاریخ کی اس روایت

ما من شجرة احب الى الله من الحناء

(اللہ کے نزدیک درختوں میں سب سے پیارا مہندی کا پودا ہے۔)

کے بعد محدثین نے پوری توجہ اور اہمیت دی۔ اصحابہؓ اور تابعین میں ابو بکرؓ، عمرؓ،

ابو عبیدہؓ، محمد بن الحنفیہؓ، محمد بن سیرینؓ۔ اپنے بال مہندی سے رنگتے تھے۔

حدث عبد اللطيف بغدادی کہتے ہیں کہ اس کا آتش رنگ دل پسند ہوتا ہے۔ اس

کا رنگ اور خوشبو محرک اعصاب ہیں۔ اس کے لگانے سے اعصاب کو تحریک ہوتی

ہے۔ عبد اللطیف کا یہ مشاہدہ محض خیال آرائی نہیں بلکہ جدید نفسیات میں مختلف رنگوں

اور خوشبوؤں کے بصری اور ذہنی اثرات کے بارے میں خاصی تحقیق ہوئی ہے۔ اور

اب یہ بات ثابت ہے کہ خوشبو اور رنگ اعصاب اور باہ کو تحریک دینے کی اہلیت

رکھتے ہیں۔ اس کے لگانے سے ناختموں کا پھٹنا ٹھیک ہو جاتا ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی زخم کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ

اس میں موجود رطوبت نکل جائے مزید پیدا نہ ہو اور اس میں تندرست گوشت پیدا ہو کر

شکاف کو بھر دے۔ مہندی کے اثرات میں یہ تینوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ مہندی

کے پتے رات پانی میں بھگو کر صبح پچوڑ کر ان کا رس شکر ملا کر اگر چالیس دن لگاتار پیا جائے

تو یہ نہ صرف کہ جذام کا علاج ہے بلکہ زخموں کو مندل کر دے گا۔

حافظ ابن القیم اپنے تجربات میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ سے جلے ہوئے کا

بہترین علاج ہے۔ اس کو پانی میں ملا کر اگر غرارے سے کٹے جائیں تو گلے، منہ اور زبان کے

تمام زخموں اور منہ پک جانے میں از حد مفید ہے۔ اس کا لیپ گرم بھپوڑوں اور سوزشوں

کو کم کرتا اور اگر بھپوڑے میں پیپ نہ پڑ گئی ہو تو اسے مندل کر دیتا ہے۔ اگر اس میں

گرم کرے موم اور گلاب کا تیل ملا کر سینے کے اطراف اور گردن والے مقام پر لیپ

کریں تو درد جانا رہتا ہے۔

یہ حقیقت مجرب اور آزمودہ ہے کہ چیچک کے مریض کے پیروں کے تلوؤں پر اگر مہندی صبح شام لگائی جائے تو اس کی آنکھیں بیماری سے محفوظ رہتی ہیں اور چیچک کے آبلے جلد خشک ہو جاتے ہیں۔

اگر اس کے پتے گرم کپڑوں میں رکھے جائیں تو ان کو کیرا نہیں کھاتا۔ اس کی ایک عجیب صفت یہ ہے کہ اس کا خساندہ شکر ملا کر اگر چالیس دن پیا جائے تو ابتدائی جذام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس جو شاندر کے ساتھ مریض کو مرغی کا گوشت کھانا چاہیے۔

مہندی کو اگر ناخنوں پر باقاعدہ لگایا جائے تو ان کو چمکدار اور خوبصورت بناتی ہے۔ پیروں پر لگانے سے ان کی جلد نرم ہوتی اور ٹانگوں کی پھنسیاں مندمل ہو جاتی ہیں۔ وہ ناخن جو چوٹ لگنے سے سیاہ پڑ جائے یا پھینچو مہندی لگ جانے سے متورم ہو جائے اس پر مہندی لگانے سے نیا ناخن صاف اور خوبصورت نکلتا ہے۔ اس غرض کے لیے ہمارے تجربہ کے مطابق اگر محلول میں تھوڑا سا سرکہ ملا لیں تو فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

چینی طریقہ علاج میں مہندی کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ کیا سنگ KIATSUNG کی مرتبہ کتاب الادویہ میں بطور مقوی ملتا ہے۔ اطباء یونان اس کے قدر دان تھے جالینوس نے مہندی کا لبیب لگا کر چیچک کے مریضوں کی آنکھیں بچانے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ مصر۔ بھارت۔ مشرق وسطیٰ اور اندلس میں اسے اہمیت حاصل تھی۔ یورپ میں اس کا پہلا تذکرہ برٹش فارماکوپیا کی پہلی اشاعت میں ملتا ہے۔ جن کے مطابق اس کے تازہ پتے کو ٹکر معدہ کے سر اور پیچش کے لیے مفید بتائے گئے۔

ان زہر کتاب سے کہ ناخن اگر ٹیڑھا ہو جائے تو مہندی کے پتے پیس کر مکھن میں ملا کر

لگانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آگ سے جلے ہوئے پر اس کو پیس کر لگانا مفید ہے۔
 ہندی کو روغن زیتون میں ملا کر لگانے سے سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔
 حکیم کبیر الدین نے ہندی کو مصفٰی خون قرار دیا ہے۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان نے
 کثرتِ حیض کی ایک ایسی مرضیہ کو جس کا خون پورا مہینہ جاری رہتا تھا کو ہندی اور بچھاں
 پیس کر دی۔ یہ مرکب پانی میں حل کر کے اس کی ہتھیلیوں پر لپیپ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جریان
 خون دس منٹ میں بند ہو گیا۔ پھوڑے پھنسیوں کے لیے خاندان شریفی کے اطباء نے
 ہندی کا جو شانہ پینے میں اور اس کا لپیپ لگانے میں تجویز کر کے اچھے نتائج حاصل
 کئے ہیں۔

ہندی کا پھول سونگھنے سے گرمی سے ہونٹے والا سرد رہتا ہے۔ ہندی
 کے پھولوں کو کسی تیل یا روغن زیتون میں ملا کر دھوپ میں رکھ کر ہلکی آبخ پر پکا کر ہندی کا تیل
 تیار کیا جاتا ہے جس کی مالش سے پھولوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔
 ہندی کے پتوں کو پانی میں رات بھر بھگو کر صبح اس کا پانی شکر ملا کر یرقان کے مرضی
 کو دینا مفید ہے۔ اسی پانی کے پینے سے بڑھی ہوئی تلی بھی کم ہو جاتی ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء قدیم اور محدثین نے ہندی کے مقامی استعمال سے جن فوائد کا ذکر کیا ہے۔
 جدید تحقیق سے ان میں سے ہر بات ثابت ہو گئی ہے۔
 ہندی میں رنگ کی موجودگی سے لوگوں نے خضاب کا کام لینے کی کوشش اس
 لیے بھی زیادہ کی ہے کہ دورِ حاضر میں ملنے والے خضابوں میں پایا جانے والا رنگ اکثر
 استعمال سے جلد کا سرطان پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق ہندی کو
 پتوں کو صابون کے پانی میں حل کر کے سر پر لگائیں تو بال سیاہی مائل ہو جاتے ہیں۔ قدیم

مشاہدات میں مہندی کے ساتھ سنار کی کے پتے پس کر سر پر لگانا بہترین خضاب ہے۔
 بھارتی ماہرین نے حال ہی میں خضاب کے لیے مہندی میں چائے کی پتی اور
 کاتی ملا کر اسے کھانڈ ڈال کر ابالا اور اس میں تیزابیت پیدا کرنے کے لیے لیموں کا عرق
 یا سرکہ ملا کر استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔ یہ نسخہ بلاشبہ مفید۔ ارزاں اور محفوظ ہے۔ اس
 نسخہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مہندی اور سرکہ گرتے بالوں کا علاج بھی ہیں اور
 ان کے لگانے سے سر سے سیکری (بفہ) بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ہم نے مہندی کے ساتھ حب الرشاد۔ جلد۔ اور سنار کی ملا کر اسے سرکہ میں جوش دے
 کر سر کی پھینسیوں اور لفہ میں نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ آزما یا ہے۔ یہ نسخہ جسم میں کسی جگہ
 بھی پھپھوندی کے لیے مفید ہے۔ خاص طور پر ناحتوں کی FUNGUS INFECTION جہاں
 کسی بھی دوائی کا آسانی سے مؤثر ہونا ثابت نہیں۔ یہ لوشن بہترین پایا گیا۔ ۱۹۵۹ء میں ایک
 بھارتی سائنسدان لطیف نے NEPHTHA QUINONE کے تخاندان کا ایک مرکب اس میں
 سے علیحدہ کیا ہے۔ کرنل چوہڑا بیان کرتے ہیں مہندی بہترین مہسنی خون ہے۔ اس کے مسلسل
 استعمال سے بڑھی ہوئی تلی کم ہو جاتی ہے۔

برطانوی سائنسدان جوئرن نے مہندی کے پتوں کے جوشاندہ کو پیٹ کے سر میں
 مفید پایا۔ اس امر کی تصدیق امریکی محقق ہتھری سے بھی میسر ہے۔

مہندی کا جوشاندہ جریان میں مفید پایا گیا۔ اس کے علاوہ مٹانہ میں گرمی اور جلن کو بھی
 فائدہ ہوا۔ دورِ حاضر کے اطباء جریان کو پرانی تعریف کے مطابق بیماری نہیں مانتے۔ ان کی
 تحقیقات کے مطابق پیشاب میں آنے والی سفید رطوبت عام طور پر ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے
 آنے والے معدنی نمک ہوتے ہیں۔ مہندی کے جوشاندہ سے ان میں فائدہ کا مطلب یہ ہوا
 کہ مہندی نے آنتوں میں بھی اپنی قوت شفا کا مظاہرہ کیا۔

مریض کے تکیہ میں اگر مہندی کے پتے بھر دیئے جائیں تو اسے جلد اور اچھی تیند

آتی ہے۔ ہندی کے پھولوں اور پتوں سے نکالا ہوا تیل یا ان کا جو شانہ کوڑھ کی ابتدائی صورت میں مفید پایا گیا ہے۔ اسی قسم کا تیل یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جلایا جاتا تھا اور اب وہ اپنے مُردوں کو سڑاند سے بچانے کے لیے جسم پر اس تیل کی مالش کرتے ہیں۔

مسیح الملک حکیم جمیل والا تجربہ بھارتی سائنسدانوں نے بھی کیا ہے۔ وہ کثرتِ حیض کے علاوہ اندامِ انہانی کی سوزش اور لیکوریا میں بھی ہندی کا سفوف مقامی طور پر استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا جو شانہ پلاتے ہیں۔

باچھ — ذریرہ

SWEETFLAG

ACORUS CALAMUS

یہ ایک نیم آبی پودہ ہے جو بنیادی طور پر یورپ اور امریکہ میں ہوتا تھا۔ مگر اب ہندوستان میں بھی دریاؤں، ندی نالوں اور ایسے آبی ذخیروں کے کنارے ہوتا ہے جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ کاغان اور ہنزہ کے علاقہ میں ملتا ہے جبکہ ترکی میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اسے طیب یونانی میں وح ترکی، کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے ترکی نام کا یگاڑ ہی لاطینی میں اکورس بن گیا۔

یہ ایک خوشبودار پودا ہے جس کی جڑیں زیادہ خوشبودار ہوتی ہیں۔ قد اس کا ایک فٹ سے کم۔ فالقہ میں تلخ اور رنگت میں سفیدی مائل ہوتا ہے۔ "فارسی میں اسے "اگر ترکی" عربی میں ذریرہ سنسکرت میں اگر گرنختی اور انگریزی میں SWEET FLAG کہتے ہیں۔ ہندی اور اردو نام باچھ کو لگاڑ کر۔ بچھ یا وچھ ہیں۔

اطباء یونان اس سے آشنا تھے اور قدیم عربی کتب میں اسے قصب الزیرہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ عربی سے اردو میں نزعہ کے دوران نام کا مغالطہ دوسری صورت اختیار کر گیا اور قصب الزیرہ مذکور تھا لوگوں نے چرائٹہ شیریں ڈال کر نسخہ میں افادیت کو کم کر دیا۔ حالانکہ یہاں ذریرہ ہونا چاہیے تھا۔

ارشادات نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور عام طور پر اس غرض کے لیے

کستوری زیادہ مقبول تھی۔ ان کے ذاتی استعمال کے سر میں بھی کستوری شامل ہوتی تھی اس لیے وہ "امدالمروح" کہلاتا تھا۔ مگر حجۃ الوداع کے اہم موقع پر انہوں نے ایک درآمدی خوشبو استعمال فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی بذریعۃ

فی حجۃ الوداع، للحل والحرام۔ (بخاری، مسند)

(میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام اور واطھی پر ذریعہ کی خوشبو لگائی)۔

دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو پا ہوا ذریعہ جسم اور احرام پر جب نکایا گیا تو اس کے سفیدی مائل ذروں کی چمک سر کی مانگ میں نظر آرہی تھی۔

اس وقت تک لوگوں میں خوشبو کا تصور دھونی دینے کی حد تک تھا۔ یورپ میں

خوشبو کو جو مقبولیت میسر آئی وہ بنیادی طور پر عیسائی راہبوں کی وجہ سے تھی۔ چونکہ وہ

بیموں نہاتے نہ تھے۔ اس لیے ان کے جسم سے بدبو آتی تھی۔ اس بدبو کو روکنے کے لیے ان

کے یہاں خوشبو کا رواج ہوا جس کی اب تک کی تمام اقسام یوڈی کولون، پرنی ہیں۔ کیمسٹری

کے اصول پر جب بھی کوئی تڑتہ کسی الکحل سے ملا یا جاتا ہے تو ایک خوشبودار مرکب بن

جاتا ہے۔ جدید ترین خوشبوئی بھی اسی اصول پر بنتی ہیں۔ جن میں ایک نئی اضافت خوشبو کا

سفر ہے۔ بعلوں اور راتوں کے درمیان مسلسل پینہ۔ زیادہ گرم کپڑوں کے استعمال

اور غلاظت کی وجہ سے آنے والی بدبو کو کم کرنے کے لیے خوشبو کی ایک جاہد قسم

SOLID EAUDE COLOGNE کے نام سے اب مروجہ ہوئی ہے۔ مگر نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان تمام دریافتوں سے پہلے ذریعہ کے سفوف کو خشک خوشبو کی صورت

میں استعمال کر کے اس مضمون میں ایک نئے راستہ کا سراغ بتایا۔ بلکہ وہ کثیر الفوائد بھی

ہوتی ہے۔

وہ جب بھی کسی چیز کو استعمال فرماتے تھے وہ صرف ایک ہی مقصد کے لیے نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ ہمہ صفت ہوتی تھی۔ جیسے کہ زیتون کا تیل۔ کلونجی۔ قسط۔ شہد اور اب ذریرہ۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں سے ایک محترم نے روایت فرمائی ہے۔

دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد خرج في اصبغى بثره، فقال: عندك ذريرة؟ قلت: نعم قال ضعيفا عليها. وقال: قولي: اللهم مصغر الكبير، ومكبر الصغير: صغر ما بيء (ابن السنن مستدرک الحاکم) میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میری انگلی پر بھنسی نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس ذریرہ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ اس بھنسی پر ذریرہ لگاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

”اے اللہ تو بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور چھوٹوں کو بڑا۔ میرے جو نکلا ہے تو اس کو چھوٹا کر دے۔“

محدثین کے مشاہدات:

انہوں نے بتایا ہے کہ ذریرہ ایک ہندوستانی دوا ہے جو تاثیر میں گرم اور مقامی طور پر قابض ہے۔ سوزش کی وجہ سے پیدا ہونے والی سوجن میں مفید ہے۔ معدہ۔ جگر اور آنتوں کی سوزش کو دور کرتی ہے۔ جگر کی اصلاح کر کے پیٹ میں بھرے ہوئے پانی کو نکالتی ہے۔ مدر ایبول ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی خوشبودل میں خوشی لاتی اور طبیعت سے تندر کو دور کرتی ہے۔

کیمیاءوی تجزیہ: بنیادی طور پر اس میں ایک تیل۔ نشاستہ۔ گلو کو سائیڈ اور کیلا میں

پائے جاتے ہیں۔ کیلا میں آنتوں کو سکون دیتا ہے اور سوزش کو رفع کر کے اسہال میں کمی لاتا اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ بخوڑا سالعاب بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں روغن فرازی کی مقدار ایک فیصدی کے قریب ہوتی ہے۔ مگر جڑوں اور ان کی گانٹھوں میں اس تیل کی مقدار تین فیصدی سے زائد ہوتی ہے۔

اس کا روغن فرازی ایک پیچیدہ مرکب ہے جس میں گاڑھے تیلوں والے اجزاء کے

ساتھ لوٹنگ کے تیل کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزو عامل ACROPETIN بھی پایا جاتا ہے۔ جو زائقہ میں تلخ لیکن جراثیم کش ہے۔

اطیبا قدیم کے مشاہدات:

یہ اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ برص اور سبق میں اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کا پانی ابال کر کلیاں کی جابتی تو مسوڑھوں کی سوجن کی وجہ سے ہونے والا دانت درد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی جڑوں کو چبانے سے دانت درد کو فائدہ کے علاوہ پیٹ کا درد اور نفع جانتے رہتے ہیں۔ اس کو ادنیٰ کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیرا نہیں لگتا۔ اس کو سرسوں کے ساتھ پیس کر دکتے جوڑوں پر لپیپ کرنے سے ان کا درد اور ورم جالتے رہتے ہیں۔ بچوں کے پیٹ پر باچھ کا لپیپ کرنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔ ایک دوسرے ویدک نسخہ کے مطابق باچھ کو جلا کر اس کی راکھ کو ناریل کے تیل میں ملا کر بچے کے پیٹ پر ملنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔

باچھ کا جو شاندرہ شہد بلا کر پیسے سے پیٹ کی تمام نکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ اس

کا تازہ عصارہ آنکھوں میں ڈالنے سے نزول الما میں فائدہ ہوتا ہے۔

باچھ کا جو شاندرہ دستوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اگر ابالتے وقت نٹھوری سی ملٹھی شامل

کر لی جائے تو خشک کھانسی میں مفید ہے۔ شہد کے ساتھ اس کا سفوف بچوں کو چٹانے سے

وہ جلد باتیں کرتے لگتے ہیں۔ اس کے پینے سے حافظہ کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور تشنج میں مفید ہے۔

مدر البول اور مدر حیض والی کی وجہ سے حیض کی قلت کو دور کرتا ہے اور گردوں میں سوزش کی وجہ سے اگر پیشاب میں کمی آگئی ہو تو اسے دور کرتا ہے۔ اس کا یہی اثر استسقا کو کم کرتا ہے۔ اس کا مرہ فاج اور مرگی میں مفید ہے۔

دمہ کا دورہ ختم کرنے کے لیے پہلی خوراک ایک ماشرہ دینے کے بعد ہر تین گھنٹہ کے بعد پانچ رتی دینے سے سانس کی گھٹن ختم ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے باجھ کی جرط کو اس کا مفید ترین حصہ قرار دیا ہے اور اس کی رائے کو اب کیمیاوی تجزیہ سے تائید ملتی ہے۔ کیونکہ باقی پودے کی نسبت جرطوں میں روغن فرازی کی مقدار تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مشاہدات کے مطابق یہ بھوک بڑھاتی اور عقل و فہم میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کو بھنی ہوئی ہینگ کے ساتھ دینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

باجھ کا سفوف شہد میں ملا کر چٹانے سے مرگی جاتی رہتی ہے۔ یہی نسخہ بچوں کے گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ باجھ کو زیادہ مقدار میں قے لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اکثر زہروں اور خاص طور پر جمال گوٹہ کا تریاق ہے۔

جدید مشاہدات

حکومت ہند کے شعبہ طب یونانی کی تحقیقات کے مطابق یہ ہاضمہ کا سر الریاح۔ مدر بول قاتل کرم شکم ہے۔ مقوی ہونے کی وجہ سے اعصابی امراض۔ فالج۔ نسیان۔ لقرہ۔ تشنج۔ مرگی اور ہسٹریا میں مفید ہے۔ رازی کی مشہور دوا معجون ملیت کے اجزاء میں باجھ بھی شامل تھی جسے وہ لقرہ اور فالج کے لیے بڑے اعتماد سے دیا کرتا تھا۔

ندکارنی اور چوڑا کرنے سے محرک اعصاب محرش معدہ اور قے اور قرار دیا ہے۔
 باجھ کا تیس گرین سفوف کھانے سے قے ہوتے لگتی ہے۔ یہ قوی لہج کو رفع کرتی۔ سدوں کو
 کھولتی۔ مخرج بلغم مقوی معدہ اور دافع عفونت ہے۔ اعصاب پر مسکن اثر کی وجہ سے
 مقوی ہے۔ ویدک تحقیقات میں اسے جنون میں بھی دیا جاتا ہے۔

ایک حصہ سفوف کو دس گنا پانی میں ابال کر جو شانہ بنانے ہیں۔ اگر اگرین سفوف لیا
 جائے تو اس کے جو شانہ کے دو بڑے چمچے دن میں تین سے چار مرتبہ دیئے جاتے ہیں
 اعصابی دردوں کے علاوہ اسی مقدار سے تیسرے دن چڑھنے والے بلیر یا بخار میں بھی فائدہ
 دیا ہے۔ جو شانہ میں مٹھی کی چٹکی ملا دینے سے سانس کی تالیوں کو کھولتی اور بلغم کا اخراج
 کرتی ہے۔ اس کی جرطی بخوڑی مقدار میں چبانے سے منہ میں گرمی محسوس ہوتی ہے اور
 کھوک نکلتی ہے۔ اس کا استعمال زہروں اور خاص طور پر سانپ کی زہر کا تزیاق ہے۔
 دباؤں کے دوران اسے کھانے سے شخصی بچاؤ ہو سکتا ہے۔

اس کا لیب جوڑوں کے دردوں میں مفید ہے۔ اس کی راکھ ناریل کے تیل یا کسٹریل
 میں ملا کر بیٹا پر ملنے سے قوی لہج دور ہوتا ہے۔ چھاتی پر لیب کرنے سے پھول کا درد
 اور اینٹھن جاتے رہتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کو جرطوں کی راکھ کے تین گرین پر اسے اسہال میں مفید ہیں۔ اجوائن اور
 باجھ کا سفوف مفلوج حصوں پر مالش کے لیے مفید ہے۔

یہ فالج کی بہترین دوائی ہے۔ لیکن بہت کم مقدار میں دی جاتے۔
 کھانے کے ساتھ ہی دی جاتے۔ ورنہ قے لاتی ہے۔

زیتون — زیتون

OLIVE OIL

OLEA EUROPEA

زیتون کا درخت تین میٹر کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ چمکدار پتوں کے علاوہ اس میں بیر کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جس کا رنگ اودا اور جامنی ذائقہ بظاہر کھیلا اور چمکدار ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ درخت ایشیائے کوچک، فلسطین، بحیرہ روم کے خطہ۔ یونان۔ پرتگال۔ سپین۔ ترکی۔ اٹلی۔ شمالی افریقہ۔ الجزائر۔ ٹیونس۔ امریکہ میں کیلی فورنیا۔ میکسیکو۔ پیرو اور آسٹریلیا کے جنوبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل بطور صنعت اور برآمد کے فرانس، اٹلی، سپین، ترکی، الجزائر، تیونس اور یونان سے آتا ہے۔ حال ہی میں بلوچستان سے بھی زیتون کا تیل ڈبوں میں برآمد کیا گیا ہے۔

مفسرین کی تحقیقات کے مطابق زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ یونان نوح کے اختتام پر پانی اترنے کے بعد زمین پر جو سب سے پہلی چیز نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔ اس پس منظر کی بدولت، زیتون کا درخت سیاست میں امن اور سلامتی کا نشان بن گیا ہے۔ فلسطینی رہنما محمد عبدالروف یا سر عرفات نے جب اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کیا تو سب سے پہلی بات یہ کہی۔

”میں آپ کے پاس زیتون کی ڈال لے کر آیا ہوں“

اس سے مفہوم یہ لیا گیا کہ وہ اقوام متحدہ میں امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ مصر قدیم میں بھی زیتون کا تیل کھانے، پکانے، بلکہ اشیا کو محفوظ کرنے جسم پر لگانے اور علاج میں استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابلے سے برآمد ہونے والی اشیا میں زیتون کے تیل

سے بھرے ہوئے برتن بھی شامل تھے۔ تو ریت میں تیل ملنے کا ذکر ملتا ہے۔
 زیتون کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے۔ مگر اپنے ذائقہ کی وجہ سے پھل کی صورت
 میں زیادہ مقبول نہیں۔ اس کے باوجود مشرق وسطیٰ۔ اٹلی یونان اور ترکی میں بہت لوگ یہ
 پھل خالص صورت میں اور یورپ میں اس کا اچار بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یونان سے
 زیتون کا اچار سرکہ میں آتا ہے اور مغربی ممالک میں بڑی مقبولیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب
 کے پہلے فرمانروا جلالتہ الملک عبدالعزیز ابن سعود مغفور کا ناشتہ کھجور۔ اونٹنی کا پنیر۔ تازہ
 زیتون اور اونٹنی کے دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی لیے وہ جب تک زندہ رہے اپنی توانائی
 میں ضرب المثل تھے۔ اس کی زیادہ تر شہرت پھل سے برآمد ہونے والے تیل سے ہے
 ڈبوں میں فروخت ہونے والی ساڑھین اور دوسری مچھلیاں محفوظ رکھنے کے لیے زیتون
 کے تیل میں رکھ کر پیک ہوتی ہیں۔ اس تیل کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ توڑل خواہ کھلی بھی رہے
 اس پر چیرنٹیاں نہیں آتیں اور جب اسے دیے میں جلایا جائے تو یہ دوسرے تیلوں کی
 طرح دھواں نہیں دیتا۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا بار بار ذکر کر کے شہرتِ دوام عطا کر دی ہے
 والنخل والزرع مختلفاً اكله والزيتون والرمضان
 متشابها وغير متشابها۔ كلوا من ثمره اذا اشهر۔
 (۱۹۱۔ م الانعام ۶)

..... اور کھجور اور مزروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور
 زیتون اور انار جن کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور وہ جن کی شکلیں نہیں ملتیں
 تم اس کے پھلوں کو اس وقت خوب کھاؤ جب وہ پک جائیں۔ مگر ضائع نہ کرو۔
 وجنات من اعناب والزيتون والرمضان مشتبها
 وغير متشابها: انظروا الى ثمره اذا اشهر وينعه

ان فی ذلک الاٰیة لقوم یؤمنون . (الانعام : ۶۰)
 (اس نے آسمان سے جو پانی برسا یا اس کا کرشمہ تمہارے باغات ہیں جن میں انگور ،
 زیتون ، انار اور دوسرے پھل اگتے ہیں ۔ ان پھلوں میں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ
 ظاہری ہیئت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے بھی ہیں اور نہیں بھی رکھتے ۔
 پھر پھلوں کی طرف دیکھو کہ وہ (جب پھول کی کونپل سے پھل بننے تک) کس طرح
 پک جاتے ہیں ۔ عالم نباتات کے ان اعمال میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے
 جو اس کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ بڑی اہمیت والی نشانیاں رکھ دی ہیں) ۔
 هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنہ
 شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون
 والنخیل والاعناب ومن الثمرات ان فی ذلک لآیة
 لقوم یتفکرون . (ا۱۱ - ک النحل : ۱۶)

(یہ وہی خدا ہے کہ جو آسمان سے پانی برساتا ہے ۔ اس پانی کو انسان پیتے ہیں
 اور اسی پانی سے درخت اُگتے ہیں جن پر تم اپنے جانور چراتے ہو ۔ اسی پانی سے
 وہ تمہارے کھیتوں کو اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور دوسرے پھل لگتے ہیں ۔
 — وہ لوگ جو فکر و دانش رکھتے ہیں ان کے لیے اس عمل میں بہت سی مفید
 نشانیاں پنہاں کر دی گئی ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ اس عمل پر غور کرنے والوں کو
 یوقد من شجرة مبارکة نہایتونہ لا شرقیة ولا غربیة
 یکاد نہایتها یضئ و لولم تمسسه ناس . (النور : ۳۵)
 (اللہ تعالیٰ اپنے نور کی مثال میں ایک ایسے چراغ کو بیان کرتے ہیں جس کے اوپر
 قندیل چڑھی ہو ۔ چراغ کی روشنی سے یہ قندیل ستاروں کی مانند چمکتی ہے ۔ اس
 چراغ کو روشنی کے لیے تو انائی زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے حاصل

ہوتی ہے۔ زیتون کے تیل والا یہ درخت نہ تو مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں قریب ہے کہ یہ تیل اپنے آپ ہی روشنی دینے لگے اور اس عمل کے لیے خواہ اسے شعلہ نہ بھی لگایا گیا ہو۔

اس سے مراد درخت ایسی صورت میں استادہ ہے کہ سورج کی روشنی طلوع سے غروب تک اس پر کھل کر پڑتی ہے اور پھر ایک ایسا تیل پیدا کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور چمک دار ہوتا ہے۔

فانشاناً بكم به جنت من نخيل واعناب لكم فيها
فاكهة كثيرة ومنها تاكلون وشجرة تخرج من طور
سيناء تنبت بالدهن وصبغ للاكلين۔

(المؤمنون)

اور پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور۔ اور انگور کے علاوہ دوسرے پھل ہوں گے۔ اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو۔ اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے۔
”والتين والزيتون۔ وطور سينين وهذا البلد
الامين“ (الك۔ التين، ۹۵)

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس
امن والے شہر کی)

(اس آیت کی تفسیر انجیر کے عنوان کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے)

ان آیات میں غور طلب نکات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو ایک مبارک یعنی برکت والا درخت قرار دیا۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی۔ پھر لوگوں کو متوجہ کیا کہ زیتون۔ کھجور۔ انار۔ اور انگور میں فوائد کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ بشرطیکہ

تم ان کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرو۔ سورۃ الانعام کی دونوں آیات غور و فکر کے لئے تازیانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بات اس سے شروع ہوئی کہ آسمان سے پانی برستا ہے جس میں پیسے کے ساتھ ساتھ جانوروں اور زراعت کے لئے اہمیت ہے اور اہمیت کے اسی تسلسل میں زیتون کا ذکر آیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے پھل بھی مذکور ہوئے۔ کھجور۔ انجور اور انار لڈ میوے ہیں۔ اگر کوئی ان کی جانب متوجہ نہ بھی کروائے تو بھی لوگ ان کو خوشی خوشی کھاتے ہیں۔ مگر زیتون کا ذائقہ ایسا نہیں کہ کوئی اس سے رغبت محسوس کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی جات بار بار متوجہ کروانے کی ضرورت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پھل ذائقہ کے لئے نہیں فوائد کے لئے ہے۔ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جگہ اس کی نشان دہی کر کے فرمایا کہ یہ ستر بیماری کی دوا ہے۔ اب اس میں دلچسپی لے کر فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

کتاب مقدسہ

قرآن مجید نے مطلع کیا ہے کہ زیتون کا پھل ایک مبارک درخت سے ہے۔ اس کے بابرکت ہونے کی وجہ سے ابتدائے آفرینش میں خداوند کی بارگاہ میں جو قربانیاں پیش کی جاتی تھیں ان پر زیتون کا تیل لگانا ضروری تھی۔

طوفان نوح کا سلسلہ ختم ہونے کی اطلاع بھی زیتون کی ڈالی سے میسر آئی۔۔۔۔۔
 اور وہ کیوتزی شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی۔ اور دیکھا تو زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چوہنچ میں تھی۔ نبی نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین سے کم ہو گیا۔

(پیدائش - (۱۲ - ۱۱ : ۸)

یہاں پر ترجمہ کی غلطی سے کیوتزی مذکور ہے جبکہ اصل کے مفہوم سے اڑنے

والا پرندہ فائدہ تھی۔

..... اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔

(خروج ۱۱: ۲۳)

یہاں پر مختلف فصلوں کی زراعت اور اس سے فوائد کا تذکرہ ہے جن میں خصوصی ذکر زیتون اور انگور کا کیا گیا۔

..... وہ ایسا ملک ہے جہاں گندم اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن وازریتون اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تجھ کو یا فراط ملے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ یہ ایک مثالی ملک کی نوید ہے جو بنی اسرائیل کو نیک و پاک رہنے کی صورت میں دیا جانے والا تھا۔ بشرطیکہ وہ وہاں جا کر غرور سے اترانے نہ لگیں۔ دوسرے الفاظ میں انہیں زمین پر حنت کا ٹیل مہیا کیا جا رہا تھا کیونکہ قرآن مجید نے حنت کی صفات میں بھی یہی چیزیں گنوائی ہیں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کو پاتے کے بعد اپنی ناشکری کا سلسلہ ترک نہ کیا تھا تو پھر ان کی اہم فصلوں کے نقصان کی صورت یہ بتائی گئی۔

تیری سب حدود میں زیتون کے درخت لگے ہوں گے۔ پر تو ان کا تیل نہیں لگاتے پائے گا۔ کیونکہ تیرے زیتون کے درختوں کا پھل چھڑ جائے گا۔

(استثنا۔ ۴۱۔ ۴۰: ۲۸)

لیکن میں تو خداوند کے گھر میں زیتون کے ہر سے درخت کی مانند ہوں۔ میرا توکل ایدالاباد خدا کی شفقت پر ہے۔ (زلزور۔ ۸: ۵۲)

خداوند نے خوش میوہ ہزار زیتون تیرا نام رکھا ہے۔ (یسعیاہ ۱۹۵: ۴۱)

انجیل مقدس میں یعقوب کا عام خط زیتون ہی کی مثال لیے ہوئے ہے۔ اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو

سکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چپٹہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔ (یعقوب ۱۲: ۲۳)

ارشادات نبویؐ

قرآن مجید نے زیتون کا بار بار ذکر فرمایا۔ جہاں کسی اچھلی فصل کا تذکرہ ہو، زیتون ضرور شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور کو مثال دے کر واضح کیا تو مثال زیتون کا تیل۔ اس کی روشنی اور اس کی خوشنمائی پر منتج ہوئی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو اتنی اہمیت عطا فرمائی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہمیت کے اسباب پر بھی یقیناً روشنی ڈالی ہے۔

حضرت اسید الانصاریؒ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
كلوا الزيت وادهنوا به۔ فانه من شجرة مباركة۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے)۔

یہی روایت حضرت ابوسعید الخدریؓ سے اور مستدرک الحاکم میں ابوسہریرہؓ سے بھی

منقول ہے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بزيت الزيتون، كلوه وادهنوا به، فانه تنفع

من البواسير۔ (ابن الجوزی)

(تمہارے لیے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ کیونکہ

یہ بواسیر میں قائدہ دیتا ہے)۔

عليكم بهذه الشجرة المباركة زيت الزيتون فتداوا

به فانه مصححة من الباسوس - (ابن السنی ابو نعیم)

(تمہارے پاس اس مبارک درخت سے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اس سے علاج کرو کہ یہ باسور کو ٹھیک کر دیتا ہے)

یہ روایت عقیقہ بن عامر سے مروی ہے جبکہ ذہبی نے یالائی روایت ان کے برادر مکرم علقمہ سے بیان کی اور اس میں لفظ لبوا سیر ہے جبکہ یہاں باسور مذکور ہے۔ باسور سے مراد متعقد کا رخم ہے۔

کنز العمال نے مسند عمر اور ابراہیم بن ابی ثابت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی اور ابن ماجہ نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔

ایتد موا بالزیت وادھنوا به فانه من شجرة مبارکت۔

(زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیونکہ یہ ایک مبارک

درخت سے ہے)

(خالد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابیجر کے ہمراہ مدینہ آیا۔ راستے میں غالب بیمار ہو گئے۔ ان کی عیادت کو ابن ابی عینیق آئے اور بتایا کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی میں شفا بتائی ہے۔ اس لیے کلونجی کے چند دانے کوٹ کر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کی دونوں اطراف میں ٹپکا یا جائے۔ ہم نے ایسا کیا تو غالب بن ابیجر شفا پا کر ہو گئے) (ابن ماجہ - بخاری)

حضرت ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزیت وادھنوا به فان فیہ شفاء من سبعین داء

منھا الجذام - (ابو نعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں

سے ایک کوڑھ بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
كواالزيت وادهنوا به فانه طيب مباركة. (ابن ماجہ، المحاکم)
(زیتون کا تیل کھاؤ۔ اسے لگاؤ۔ کیونکہ یہ پاک صاف اور مبارک ہے)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى
ذات الجنب بالقسط البحرى والزيت.

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذلت الجنب (پلورسی) کا علاج
قسط البحرى (قسط شیریں) اور زیتون کے تیل سے کریں،

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينعت الزيت والورس
من ذات الجنب. (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے
تیل کی افادیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے،

ذات الجنب کو پرانے اطباء نے نمونہ قرار دیا ہے۔ جبکہ نوعیت کے لحاظ سے

یہ پلورسی ہے۔ اس کی تشریح میں امام عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں۔ قال اصحاب العلم ان

الذات الجنب السئل۔ یعنی اصحاب علم بیان کرتے ہیں کہ ذات الجنب وراصل

تپ ووق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ

ورس کا عمومی سبب تپ ووق ہوتا ہے یا اسے وق کی ایک قسم قرار دے سکتے ہیں۔

محل احمد زبیریؒ نے سند روایت کے بغیر ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ادھن بزیت لم یقر یہ شیطان
(جس نے زیتون کے تیل کی مالش کی شیطان اس کے قریب نہ جائے گا)

کیمیائی حیثیت:

زیتون کے تیل کو امریکہ کے سرکاری فارما کو پیہا۔ U.S. PHARMACOPEA میں

سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ برطانیہ کے B.P.C. PHARMACOPEA CODEX کے مطابق یہ علاج کے لیے ایک مسلمہ دوائی ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مقرر کردہ سرکاری معیار کے مطابق یہ تازہ زیتون سے نکالا ہوا تیل ہے جس کا رنگ مرتباً یا سبزی مائل پیلا ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی خاص خوشبو نہ ہو اور عام حالات میں سیال ہو۔ ۲۰°C کے درجہ حرارت پر ایک ملی لیٹر کا وزن ۹۱۳ گرام کے قریب ہو (یعنی کہ پانی سے ہلکا) ۴۰°C کے درجہ حرارت پر یہ جمنے لگتا ہے۔ ہیٹ کی یہ تبدیلی اس کی فعالیت پر اثر انداز نہیں ہوتی

اس کے کیمیائی اجزاء میں OLEIC ACID PALMATIC ACID ARACHIS OIL

LINOLEIC ACID STEARIC ACID MYRISTIC ACID GLYCERIDES

شامل ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں حل نہیں ہوتا۔ مگر اکمل۔ ایچتر۔ کلوروفارم اور لیکو پیڈ پیرامین کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ برطانوی تحقیقات کے مطابق اس میں ملاوٹ کے لیے چائے کے بیجوں کا تیل اور ARACHIS OIL استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر حال ہی کی معلومات کے مطابق مراکش کے ایک شخص نے اس میں مشین گن آئیل اور امریکی تحقیقات کے مطابق اسپین میں صاف کئے ہوئے موہل آئیل کی ملاوٹ پائی گئی ہے۔

زیتون کا تیل پکے ہوئے پھل سے نکالا جاتا ہے۔ کچے یا گلے ہوئے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے بیجوں میں بھی تیل پایا جاتا ہے مگر ان کا معیار

عمدہ نہیں ہوتا۔ تیل نکالنے سے پہلے پھل کو صاف کر کے اس کا چھلکا اتار لینا ضروری ہے۔ پھل کو براہ راست مشین کے کولھوں میں ڈال کر تیل کی جو قسم برآمد ہوتی ہے۔ اسے سب سے عمدہ تیل قرار دیا جاتا ہے اور اسے VIRGIN OIL کہتے ہیں۔ جبکہ پہلی کھیپ وصول کرنے کے بعد چھوک پر گرم پانی ڈال کر دو بارہ۔ سہ بارہ کولھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ بعد میں پانی کو تیل سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اٹلی میں اس عمل کے دوران TANNIC OIL بھی شامل کیا جاتا ہے دوسری اور تیسری کھیپ کو TABLE OIL کہتے ہیں۔ پہلی کھیپ کے تیل کا رنگ سنہری اور اس میں ہلکی سی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ تیل مدتوں خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے کھلا رہنے دیا جائے یا اس میں پانی پڑ جائے تو اس صورت میں اس کے اندر کھچھوندی پیدا ہو جاتی ہیں دوسری۔ تیسری کھیپ کے تیلوں کا رنگ سبزی مائل اور پہلی گھانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔ زیتون کی ایسی اقسام بھی ہیں جن سے وزن کے حساب سے ستر فیصدی تک تیل حاصل ہو سکتا ہے۔ کیلی فورنیا میں پیدا ہونے والے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اب تک یقین کیا جاتا تھا کہ اس میں PHYTOSTEROL نہیں ہوتا مگر اب بعض قسموں سے CHOLESTROL برآمد ہوتی ہے جو اسی خاندان سے ہے۔ اور نقصان سے میرا ہے۔

محدثین کے مشاہدات :

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک مہمان آیا۔ انہوں نے رات کے کھانے میں اسے اونٹ کی سری اور زیتون کا تیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ تمہیں اس لیے کھلا رہا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مبارک درخت سے قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے اس تیل کو جو اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی اس کے بعد لوگوں نے اسے متبرک تو قرار دیا مگر یہ کوشش نہیں کی کہ انہوں نے جن ستر

فوائد کا تذکرہ فرمایا وہ کیا ہیں۔ انہوں نے خود ان میں سے پانچ کا ذکر فرما دیا۔ بواسیر۔ باسور۔ جلدی امراض۔ پلوری اور کوڑھ۔ مگر اس کے بعد کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ ابن القیم کہتے ہیں کہ سرخ زیتون کا تیل سیاہی مائل سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ طبیعت کو بحال کرتا ہے چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ زہروں کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پیٹ سے کیڑے نکالتا ہے۔ بالوں کو چمکاتا اور بڑھاپے کی تکالیف اور اثرات کو کم کرتا ہے۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر اگر مسوڑھوں پر ملا جائے تو یہ ان کو تقویت دیتا ہے۔ یہی نمکین مرکب آگ سے جلے ہوئے کے لیے مفید ہے۔ تیل یا زیتون کے پتوں کا پانی لگانے سے سرخ بھنسیوں۔ پتی۔ خارش میں فائدہ ہوتا ہے۔ وہ پھوڑے جن سے بدبو آتی ہو یا پرانی سوزش کی وجہ سے ٹھیک ہونے میں نہ آتے ہوں زیتون کے تیل سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ذہبی کی تحقیقات کے مطابق بالوں اور جسم کو مضبوط کر کے بڑھاپے کے آثار کم کرتا ہے۔ کسی بھی چکنائی اور تیل کے پینے سے پیٹ خراب ہوتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ تیل ہونے کے باوجود پیٹ کی بہت سی بیماریوں کے لیے مصلح ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ زیتون کا تیل غربا کے لیے بہترین ٹانک ہے۔ مگر زیتون کا وہ تیل جو سبز اور سنہری ہو وہی مفید بھی ہے۔ سیاہی مائل رنگ کا تیل بے کار اور مضر صحت ہے۔ صحیح تیل منقوی باہ۔ منقوی معدہ۔ اور سینے کی بیماریوں سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ زیتون کا نمکین تیل آگ سے ہونے والے زخموں کے لیے اکسیر ہے۔

زیتون کے درخت کے پتوں کا رس نکال کر یا خشک ملیں تو ان کو پانی میں ابال کر ان سے کلیاں کرنا منہ اور زبان کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ زیتون کے پتوں کا عرق لگانے سے حساسیت سے پیدا ہونے والے جلدی امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ان مشاہدات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طیب نبویؐ پر کام کرنے والے دو عظیم محققوں

نے اپنی اپنی کوشش سے زیتون کے جو فوائد معلوم کئے ہیں وہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں متفق ہیں کہ تیل مقوی۔ امراض جلد میں شفا اور مقامی طور پر آگ سے جلے کے علاوہ پیٹ کی بیماریوں کا مکمل علاج ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

زیتون کا پھل : زیتون کے پھل اور پتوں کا رس نچوڑ کر اسے اتنی دیر پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ اسے کیڑے والے دانت پر لگائیں تو کیڑا اکھڑ جاتا ہے۔ اگر اس سے کلیاں کریں تو منہ کے اندر کے زخم اور سفید داغ (فلاع سفید) ٹھیک ہو جاتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس میں سرکہ یا سپرٹ ملا کر سر پر لپیپ کریں تو گنج اور داء الثعلب میں مفید ہے۔ اس لیپ میں شہد ملا کر زخموں پر لگانے سے ان کی سرنجی جلن اور تعفن دور ہوتے ہیں۔ اگر زخم پر چھلکا آیا ہو تو اس کے لگانے سے وہ اتر جاتا ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ اس کے مسلسل لیپ سے پھنسیوں اور چھچک کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی گٹھلی کو پیس کر اور چربی میں حل کر کے لگانے سے ناخنوں کا مرض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

زیتون کا اچار بھوک بڑھاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں قبض کُشتا ہے۔

زیتون کے پتوں کو گھونٹ کر لگانے سے پسینہ کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ ان پتوں کا ضماد جمرہ۔ داد قویا۔ پتی اور نملہ کو نافع ہے۔ خراب اور گندے زخموں پر لگانے سے ان کی بدبو دور کر کے جلد ٹھیک کر دیتا ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالنے سے کان بہنے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں شہد ملا کر گرم ٹپکائیں تو کان کی پھنسی۔ میل کی زیادتی اور اس سے پیدا ہونے والے بہرہ پن میں مفید ہے۔ پتوں کو سرکہ میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کو آگ لگا کر جلا لیں تو اس سے نکلنے والا تیل پھیپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام جلدی بیماریوں۔ داد۔ چھیب۔ جنبل۔ سرکالہ اور

گنچ کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

زیتون کا تیل :

جب تازہ پکے ہوئے پھل کو دبا کر تجوڑا جائے تو حاصل ہونے والا تیل 'زیت عذب' کہلاتا ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ جب یہ چھ برس پرانا ہو جائے تو وہ 'زیت العتیق' ہے۔ جو خام پھلوں سے نکالا جائے وہ زیت الافاق ہے۔ اسے زیت الرکابی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فلسطین اور شام سے اونٹوں پر لا کر عراق میں لایا جاتا تھا۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ زیتون کا تیل جب پرانا ہو جائے تو اس کی طبیعت روغن شیریں کی طرح ہو جاتی ہے ورنہ اسی قسم کے فوائد حاصل کرنے کے لیے نئے تیل کو اتنا پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ یہ تیل اپنے اوصاف کے لحاظ سے روغن کلونجی اور روغن بلسان سے بھی انہی فوائد میں بہتر ہے۔ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ زیتون کا تیل چار ہزار سال پرانا بھی ہو جائے تو بھی مفید رہتا ہے۔

جو لوگ باقاعدگی سے یہ تیل سر پر لگاتے ہیں نہ تو ان کے بال گرتے ہیں اور نہ ہی جلد سفید ہوتے ہیں۔ اس کی مالش سے داوا اور بھوسی زائل ہو جاتے ہیں۔ کان میں پانی پڑا ہو تو زیتون کا تیل ڈالنے سے یہ پانی نکلی جاتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کی سلائی باقاعدہ آنکھ میں لگانے سے آنکھ کی سرنجی کٹ جاتی ہے اور موتیا بند کو کم کرنے میں مفید ہے۔

زیتون کے تیل کی مالش کرنے سے اعصاب کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ سچھوں کا درد جاتا رہتا ہے یعنی طبیب اس کی مالش کو مرگی کے لیے بھی مفید قرار دیتے ہیں۔ وجع المفاصل اور عرق النساء کو دور کرتا ہے۔ چہرے کو بشارت دیتا ہے۔ اسے مرہم میں شامل کرنے سے زخم بہت جلد بھرتے ہیں۔ ناسور کو مندل کرنے میں کوئی دوائی زیتون

سے بہتر نہیں۔

اکیس تولہ جو کے پانی میں روغن زیتون ملا کر پینے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔ تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے اکثر امراض جاتے رہتے ہیں چپش میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مار دیتا ہے۔ گروہ کی پتھری توڑ کر نکال سکتا ہے۔ استسقا میں مفید ہے جسمانی کمزوری کو رفع کرتا ہے پیشاب آور ہے۔

منہ کے زخموں کو جلد مندمل کرتا ہے۔ گلے کو صاف کرتا ہے۔ زہروں کے اثرات دور کرنے میں مفید ہے۔ عام طور پر تیزابی زہروں کے علاج میں قلوبی ادویہ دی جاتی ہیں۔ جبکہ قلوبی زہروں کا اثر زائل کرنے کے لیے تیزابی دوائیں استعمال ہوتی ہیں۔ اس لیے زہروں کے فوری علاج میں اگر زہر سے واقفیت نہ بھی ہو۔ اکثر اوقات دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل وہ منفرد دوائی ہے جو ہر قسم کی زہروں کے اثر کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں پران کے مضر اثرات کو ختم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر سٹکھیا کی زہر خورانی میں اندرونی علامات سے قطع نظر خرابی کا اصل ذریعہ معدہ اور آنتوں میں سوزش ہے۔ سٹکھیا کھانے کے فوراً بعد آنتوں میں خیزش کی وجہ سے اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دستوں کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔ خون کے بعد آنتوں میں زخم اور سوراخ ہو جاتے ہیں۔ اندرونی اثرات کے علاوہ اتنا کچھ ہی موت کا باعث ہو سکتا ہے، اگر ان حالات میں مریض کو زیتون کا تیل بار بار پلایا جائے تو وہ آنتوں کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ خیزش کو ختم کرتا ہے۔ اس عمل میں اس کے ساتھ لعاب بھی دانہ بھی شامل کر لیا جائے تو فوائد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس کے یہ لاجواب اثرات صرف سٹکھیا کی زہر خورانی ہی میں مفید نہیں بلکہ ہر اس زہر کا توڑ ہیں جو تیز۔ جلانے والی اور آنتوں یا گردوں میں زخم پیدا کرتی ہو جیسے کہ کنٹھراڈینے

CANTHARIDES (تلتی مکھی کا جوہر)

اطباء نے اسے مرارہ کی پتھری میں بھی مفید قرار دیا ہے۔ پتہ کی سوزش اور پتھری

کے مریضوں کو بنیادی طور پر چکنائی سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ مگر روغنِ زیتون ان کے لیے بھی مفید ہے۔ بلکہ پرنے استادوں نے مریضوں کو ڈیڑھ پاؤتھک تیل روزانہ پلا کر صغریٰ نالیوں سے سدرے نکالنے کا کام لیا ہے بعض اوقات اسی عمل کے دوران پتھریاں بھی نکل جاتی ہیں۔

جدید مشاہدات :

برطانیہ اور امریکہ کی ادویہ کی سرکاری فہرست یعنی قرا بادین کے مطابق یہ ایک موثر دوائی ہے۔ ان کی سفارش کے مطابق یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ گردوں کے امراض جہاں نائٹروجن والی غذا میں دینا مناسب نہیں ہوتا۔ وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ یہ سوزش والی جگہوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنتوں کی جلن کو کم کرتا ہے۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ اور جین بچوں میں کئی دن اجابت نہ ہونے اور اس تیل کا حقنہ کرنا آنتوں کو نرم کرنے کے ساتھ فضلہ کو تکلیف کے بغیر نکال دیتا ہے۔ اس عمل میں یہ گلیسرین سے زیادہ مفید اور موثر ہے۔

زیتون کا پھل کسیدا ہوتا ہے پھل کا اچار بنانے کے لیے پکے ہوئے زیتون لے کر ان کو گرم نمکین پانی میں کچھ دیر بھگوایا جاتا ہے۔ بعض کا رخانے اس میں چرنا اور راکھ بھی ملا دیتے ہیں۔ پھر تیز نمک والے نموشووار پانی میں انہیں بوتلوں میں بند کر کے روانہ کر دیتے ہیں۔

بھارتی ماہرین طب نے اسے فاج عرق النسا۔ سچھوں اور جوڑوں کے دروں اور کمزوری سے پیدا ہونے والے دوسرے امراض میں از حد مفید پایا ہے۔ وہ اس تیل کو کھانے اور لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بدن کی خشکی کو دور کرنے جلدی امراض مثلاً چینل خشک گنج میں مفید ہے۔ لاغر بچوں اور ضعیف اشخاص کو تیل کی مالش سے فائدہ ہوتا ہے۔ امراضِ بطن میں یہ تیل ہر قسم کی خراش کو دور کرتا ہے۔ التهابِ معدہ اور اثنا عشری میں مفید ہے۔

۲۵ گرام روزانہ کھانے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیتون کو باسور کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ اس بیماری کے

یہ مریضوں کو رات سوتے وقت دو بڑے چمچے روغن زیتون پینے کو کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو چمچے برگ مہندی کو پیس کر اس میں آٹھ چمچے روغن زیتون ملا کر پانچ منٹ جوش دے کر مرہم تیار کر لی گئی۔ یا سورکنہ کے مریضوں کو یہ مرہم رات سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر بیت الخلاء جانے سے پہلے لگانے کی ہدایت کی گئی۔ اکثر مریضوں میں اس کے علاوہ اور کوئی دوائی دینے کی ضرورت نہ پڑی۔ جن کے زخم زیادہ اور جسمانی حالت کمزور تھی ان کو تین سے چار گرام قسط شیریں کھانے کے بعد دی گئی۔ تین سے چار ماہ میں مکمل شفا ہو گئی۔ مگر آئندہ کے لیے تیل کا پینا اور قبض سے محتاط رہنا ضروری قرار دیا گیا۔

بالوں کو اگانے کے لیے کلونجی۔ حب الرشاد۔ سناہلی۔ مہندی کو ہم وزن پیس کر چھ گنا روغن زیتون میں ملا کر نپدرہ منٹ ہلکی آپنچ پر پکایا گیا۔ پھر اسے چھان کر تیل کی صورت جب مسلسل لگایا گیا تو اس سے بال بڑھنے کی رفتار بہتر ہو گئی۔ سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو گئیں یہی تیل ایگزیمیا اور نعلوں کی خارش میں مفید ثابت ہوا۔ PSORIASIS ایک ایسی بیماری

ہے جس کا کوئی بھی سبب معلوم نہیں۔ طب جدید میں اس کے مقامی علاج کے لیے CRYSAROBIN ICTHYOL CORTISONE کے مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کوششوں کے باوجود زخموں کے چمکدار چھلکے آسانی سے اترتے ہیں نہیں آتے۔ اس بیماری میں قسط شیریں سناہلی اور مہندی کو ہم وزن پیس کر چار گنا روغن زیتون میں پکانے کے بعد لگایا گیا۔ چھلکے اتارتے ہیں یہ نسخہ CORTISONE کے کسی بھی مرکب سے زیادہ

مفید رہا۔ ایک ڈاکٹر کے ہاتھ کی اسی طرف پر زخم تھا۔ ماہرین امراض جلد نے اسے CHRONIC INFECTIVE ECZEMA تشخیص کیا۔ مقامی طور پر زنگ بزرگی مرہموں

کے ساتھ اسے جراثیم کش ادویہ کی افسوسناک مقدار میں دی جاتی رہی۔ مسلسل علاج سے مرض کی شدت میں کمی آجاتی رہی۔ مگر دیکھنے میں وہ یوں لگتا تھا جیسے سورج مکھی کا سرخ پھول ہاتھ کے اوپر رکھ دیا گیا ہے۔ اس مریض کو قسط شیریں اور کلونجی زیتون کے تیل میں جلا کر ایک

ماہ لگائی گئی۔ اندرونی استعمال کی کسی بھی دوائی کے بغیر ایگزیمیا ٹھیک ہو گیا۔
 بوعلی سینا نے ذریعہ (باچھ) اور عرقِ گلاب کو جلے ہوئے کا بہترین علاج قرار دیا ہے
 اس باچھ کو جب زیتون کے تیل میں حل کر کے ابال کر جلے ہوئے زخموں پر لگایا گیا تو فائدہ زیادہ
 بہتر رہا۔ چونکہ باچھ مقامی طور پر خیرش پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ایک چمچ باچھ کے ساتھ
 زیتون کے پندرہ سے بیس چمچے استعمال کئے گئے۔

امراضِ بطن:

جاپان کے بعض طبی جرائد نے آنتوں کے سرطان میں روغنِ زیتون کو مفید قرار دیا ہے
 مگر وہ اپنے اس بیان میں واضح نہ تھے۔ اس ضمن میں مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں طبی
 خدمت بجالانے والے سینکڑوں ڈاکٹروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان سب کا
 متفقہ جواب یہ تھا کہ انہوں نے زیتون کا تیل پیتے والے کسی شخص کو کبھی پیٹ کے سرطان
 میں مبتلا نہیں دیکھا۔ جاپانی ماہرین کا خیال ہے کہ لمبے عرصہ تک زیتون کا تیل پیتے سے
 معدہ اور آنتوں کے سرطان ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

معدہ اور آنتوں میں زخم کے مریضوں کو ایسے اوقات میں زیتون کا تیل دیا جیسا
 ان کا پیٹ خالی تھا۔ عام طور پر ایک دن اور رات سوتے سے پہلے کے اوقات کو
 اس خوراک کے لیے منتخب کیا گیا۔ ۱۰ سے ۲۰ گرام تیل کی ایک خوراک سے قرح کی جلن تین
 سے چار دن میں جاتی رہی۔ دس روز کے بعد کسی بھی مریض کو کوئی تکلیف باقی نہ تھی۔ حضرت
 ابو سعید الخدریؓ کی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے مریضوں کو ہمارے
 اور عصر کے وقت شہد کی ایک معقول مقدار بھی دی گئی۔ کیونکہ آنتوں کی سوزش میں نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اسے اکیسرا قرار دیا ہے۔ مریضوں کی کمزوری اور علاماتِ چند دنوں میں ختم ہو
 گئے۔ اکثر لوگوں کی آنتوں میں اضافی سوزش بھی تھی جس کے لیے واقعِ عضویت مرکبِ کلونجی

دیا گیا۔ کلونجی نے پیٹ سے غلیظ ریح کو فوراً نکال دیا۔ جب کبھی موسم ہوا اس کے ساتھ سفر چل رہی (کامربہ) دیا گیا۔ یہ مرہہ حافظ ابن القیمؒ کی تجویز کے مطابق شہد میں بنا یا گیا تھا۔ اکثر مریضوں کو تھارمہ مرہہ کے چند قتلوں اور دن میں زیتون کے تیل کے علاوہ اور کوئی دوائی نہ دی گئی۔ دو ماہ کے بعد معدہ کے یرقی معائنہ GASTROSCOPY کے بعد زخم مندمل پایا گیا۔ احتیاطی طور پر ہر مریض کو چھ ماہ مزید تیل پیتے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کے فضل سے یہ علاج کبھی بھی ناکام نہیں ہوا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں جدید علاج اگر مفید رہے تو چالیس روپے روزانہ کا ہے۔ پھر اس کی افادیت بھی مشتبہ ہے اور اس کا عرصہ علاج ایک سال سے کم نہیں۔

تبخیر معدہ اور پیٹ کی جلن کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔

امراض تنفس:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنہ میں زیتون کا تیل ارشاد فرمایا۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر سانس کی ہر بیماری کے مبتلا کو زیتون کا تیل ضرور دیا گیا۔ دمہ کے مریضوں کی بیماری میں جب کمی آجائے تو آئندہ اس قسم کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر دوائی میسر نہ آسکی۔

انفلوئنزا اور زکام کا طب جدید میں کوئی علاج نہیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ زیتون کا تیل پیتے ہیں۔ ان کو تہ تو زکام لگتا ہے۔ اور تہ ہی نمونیا ہوتا ہے۔ اگر ان کو کبھی انفلوئنزا ہو بھی جائے تو اس کا حملہ بڑا معمولی ہوتا ہے۔ زکام اور دمہ کے دوران اشفاق فائدے کے لیے آبلتے ہوئے پانی میں شہد بھی مفید ہے۔

تپ دق:

حضرت زید بن ارقمؒ کی دونوں روایات میں ذات الجنہ میں زیتون کا تیل تجویز ہوا

اس کے ساتھ ہی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں زیتون کا تیل جذام میں مفید ہے۔ علم الجراثیم اور علم الامراض کے اعتبار سے کوڑھ اور تپ دق کی نوعیت ایک ہے۔ دونوں کے جراثیم ACID FAST ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ادویہ جو تپ دق پر مؤثر ہوتی ہیں۔ جذام میں بھی مفید ہوتی ہیں اور اس سے برعکس بھی درست ہے۔ اس لیے تپ دق کے مریضوں کو اس نسخہ کے مطابق قسط اور زیتون دینے کا خیال پیدا ہوا۔ زیتون کے تیل کے سلسلہ میں معلومات کے دوران خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان سے ملنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر سعید صاحب پاکستان میں تپ دق کے علاج کے سبب سے بڑے سینٹی ٹورٹیم ڈاکٹر ضلع مانسہرہ کے تیس سال سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں عجیب تجربہ سنایا۔

ایک مریض کو ۱۹۳۶ء میں دق ہو گئی۔ مگر اس کے مدنا پلے سینٹی ٹورٹیم میں اس کی پانچ پسلیاں نکال دی گئیں۔ اس کی حالت ابھی بہتر نہ ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ دق کا اثر آنتوں پر بھی ہو گیا ہے۔ اس زمانے کے علم کے مطابق

ILEOCOECAL TUBERCULOSIS کا کوئی علاج نہ تھا۔ ڈاکٹروں نے اس مرحلہ پر اسے جواب دے دیا۔ مریض نے سارا دن رو رو کر خد سے مناجات کی۔ خواب میں اسے زیتون کا تیل۔ الرٹاوائیلٹ شاعوں اور ایک دوائی کا اشارہ ہوا۔ دوائی تو وہ بھول گیا مگر روزانہ تین اونس تیل پیتے لگا اور الرٹاوائیلٹ شاعیں لگوائیں۔

جس ہسپتال سے اسے لا علاج قرار دیا گیا تھا۔ اسی سے وہ تین ماہ بعد تندرست ہو کر فارغ ہوا۔ وہ مریض تادم خیر پچاسی سال کی عمر میں بھی سرخ و سفید ۱۹۹۲ء میں زندہ موجود ہے

اس مریض پر زیتون کے تیل کے اثرات کے مشاہدہ کے بعد ڈاکٹر سعید صاحب نے

چالیس سال تک دق کے مریضوں کو علاج میں تیل ضرور دیا۔ اور ان کا کوئی مریض صانع نہ ہوا۔
تپ دق کا جدید علاج مہنگا اور طویل ہے۔ ہر شخص کے لیے پچاس روپے روزانہ
کی ادویہ اور اس کے بعد ان کے ذہلی اثرات اٹھارہ ماہ تک برداشت کرنا آسان کام نہیں۔
ان مریضوں کو ۲۵ گرام زیتون کا تیل روزانہ اور ۸ گرام روزانہ قسط شیریں دی گئی۔ کمزوری کے لیے
شہد۔ کھانسی کے لیے انجیر یا اس کا شربت اصفافی طور پر دیتے گئے۔ ابتدائی درجہ کے مریض
عام طور پر تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ علامات ختم ہونے اور خون کے نارمل ہونے
کے بعد مریضوں کو زیتون کا تیل ایک سال تک پینے کی ہدایت کی گئی۔ چھ سال کے مشاہدہ
میں کسی مریض کو دوبارہ تکلیف نہیں ہوتی۔

زکام۔ نکسیر۔

طبت جدید میں زکام کا کوئی شافی علاج نہیں۔ ابن القیم نے زکام کے علاج میں
قسط البحری کو مفید قرار دیا ہے۔ ذہبی کے مشاہدہ میں قسط کو سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے
جیکہ ایک روایت کے مطابق مرزنجوش سونگھتے سے زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پرانے
زکام میں یا ان مریضوں کو جن کو بار بار زکام ہو جاتا ہے۔ زیتون کا تیل آئندہ کے لیے محفوظ
کر دینا ہے۔ بخاری اور ابن ماجہ میں خالد بن سعدؓ والی روایت کے مطابق ایک چمچ کلونجی
کو پیس کر بارہ چمچ زیتون کے تیل میں حل کر کے اس مرکب کو پانچ منٹ ابالنے کے بعد
چھان لیا گیا۔ صبح شام ناک میں ڈالنے سے نہ صرف یہ کہ پرانا زکام ٹھیک ہوا۔ بلکہ نکسیر
میں بھی از حد مفید رہا۔

سین کی ایک عورت ایٹیا ریو زیتون کے تیل کے معجز اثر فوائد کی اتنی معترف ہے
کہ وہ درخت کی شکل کا لباس اور سٹوار کھتی ہے اور لوگوں کو گھوم پھر کر اس کے
استعمال کی تلقین کرتی ہے۔ اس کی رنگت اور جلد اس تیل سے شاندار بن گئے ہیں۔

سرکہ — الخل

VINEGAR

سرکہ گنے کے رس، چقندر، جامن، انگور، کھنٹش، میوا، تاڑی، گندم، جو، کھانڈ کی راب اور دوسرے پھلوں سے تیار ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی بھی شکر یا نشاستہ میں خمیر اٹھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ انسان کب سے سرکہ بنا رہا ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے اس کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اسے غذا اور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یقراط نے متعدد بیماریوں کے علاج میں سرکہ استعمال کیا ہے۔ فرانس کے ماہر جراثیم پاسبچر PASTUER نے معلوم کیا کہ نشاستہ میں خمیر جراثیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سرکہ کے کیمیادی عمل کا باعث جراثیم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جراثیم کی ایک ایسی قسم بھی موجود ہے جو بیماریاں پیدا کرنے کی بجائے ہمارے فائدے کا کام کرتی ہے۔ ان کو دوست جراثیم کہتے ہیں۔ دوست جراثیم کی جانب سے انسانی فائدے کا یہ منفرد کام نہیں بلکہ دودھ سے وہی بنانے یا شکر کو الکحل میں تبدیل کرنے اور جو سے مالٹ ایکسٹریکٹ بنانے کے عمل میں بھی اسی قسم کے دوست جراثیم کی کوشش شامل ہوتی ہے۔ سرکہ بنانے کے لیے عام طور پر ایسے پھل استعمال ہوتے ہیں جو گل سڑ گئے ہوں اور کوئی انہیں خریدنے پر تیار نہ ہو۔ اس طرح پھلوں کی صنعت سے متعلق کارخانے اپنے یہاں کارڈی مال صنایع کرنے کی بجائے اسے صنعت میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ کسی بھی مٹھاس سے سرکہ بنانے کا طریقہ تقریباً وہی ہے جو شراب بنانے کا ہے اکثر ہوتا ہے کہ کوئی کارخانہ شراب بنانے کے لیے خمیر تیار کرتا ہے اور یہ خمیر شراب کی بجائے سرکہ بنا دیتا ہے اور

یہ بھی ممکن ہے سرکہ بنانے کی کوشش میں شراب بن جائے۔ مگر یہ حادثات اب ان کارخانوں میں ہوتے ہیں جو علم کیمیا سے باقاعدہ آشنا نہیں۔ کیونکہ سائنسی طور پر عملیات کے لیے ہر قسم کے جراثیم علیحدہ کئے جا چکے ہیں اور کارخانوں میں خمیر اٹھانے کے لیے یا خمیر پر بھروسہ کرنے کی بجائے مطلوبہ قسم کے جراثیم کی ایک خالص کھپیپ براہ راست مال میں داخل کر دی جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے اب وہی بناتے وقت پرانے طریقہ سے "جاگ" نہیں لگاتے بلکہ دودھ کو وہی میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو پانی میں حل کر کے ان کا ایک قطرہ ڈال کر من بھروہی حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس ترکیب سے حاصل ہونے والا وہی یقینی طور پر میٹھا ہوتا ہے۔ شکر کو سرکہ میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو کہتے ہیں بعض ماہرین ان کو MYCODERMA ACEII کہتے ہیں۔

آج کل تین قسم کا سرکہ بازار میں ملتے ہیں۔ ایک وہ جو پھلوں وغیرہ سے قدرتی طریقہ سے بنتا ہے۔ دوسرا جو کے مالٹے سے بنتا اور تیسرا تیزاب سے مصنوعی طور پر تیار ہوتا ہے۔

ارشادات نبویؐ

حضرت جابر رضی بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سال اھلہ الا دام فقالوا ما عندنا الا خل فدعا بہ، وجعل یا کل بہ ویقول نعم الا دام

الخل، نعم الا دام الخل۔ (مسلم، ابن ماجہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا۔ انہوں نے

کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے اسے طلب کیا اور فرمایا

کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔ سرکہ بہترین سالن ہے،

حضرت ام ہانیؓ روایت فرماتی ہیں۔

دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال اعندك شيء
قلت لا الا خبز يا بس واخل، فقال هاتي : ما افتد
بيت من ادم فيه خل - (ترمذی)

ہمارے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے
کے لیے کچھ ہے میں نے کہا نہیں! البتہ باسی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا کہ اسے لے
اؤ۔ وہ گھر کبھی غریب نہیں ہوگا۔ جس میں سرکہ موجود ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نغم الادم
الخل -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے حضرت ام سعدؓ
فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھی اور انہوں نے فرمایا۔

هل من غداء قالت عندنا خبز، وتمر واخل فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم نغم الادم الخل
اللهم بارك في الخل فانه كان ادم الانبياء قبلي
ولم يفقر بيت فيه خل (ابن ماجه)

(کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس روٹی، کھجور اور
سرکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہتر سالن سرکہ ہے اور اسے اللہ
تو سرکہ میں برکت ڈال کے یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا۔ اور وہ گھر غریب
نہ ہوگا جس میں سرکہ موجود ہوگا۔“)

کتاب مفید مسرہ: سرکہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین میں پیدا نہیں ہوتیں اور ان

کو مختلف صورتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر انسان زماۃ قدیم سے سرکہ بنانے کے فن سے آشنا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے بعد ترکیب میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ الہامی کتابوں میں اس کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے۔

.... پھر یوحنا نے اس سے کھانے کے وقت کہا کہ یہاں آ اور روٹی کھا اور اپنا

نوالہ سرکہ میں بھگو۔ (زوت ۱۲: ۲)

یہاں پر سرکہ روٹی کے ساتھ سالن کے طور مہمان کو خاطر داری کے لیے پیش کیا گیا۔

.... انہوں نے مجھے کھانے کو اندرائن بھی دیا اور میری پیاس بجھانے کو انہوں

نے مجھے سرکہ پلایا۔ (زبور۔ ۲۱: ۶۹)

یہاں سرکہ سے پیاس بجھانے والے فائدے کی سمت اشارہ ہے جیکہ اندرائن

ناقابل قبول اور سخت کرٹوا ہوتا ہے۔

جیسا دانتوں کے لیے سرکہ اور آنکھوں کے لیے دھواں ویسا ہی کاہل اپنے

بھیجنے والوں کے لیے ہے۔ (امثال ۲۶: ۱۰)

اس جگہ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکہ دانتوں کے لیے مضر یا بے کار ہے جو کہ

درست نہیں۔ کیونکہ سرکہ یقیناً مفید ہے۔

جو کسی غمگین کے سامنے گیت گاتا ہے وہ گویا جاڑے میں کسی کے کپڑے

اتاڑتا اور سچی پر سرکہ ڈالتا ہے (سچی سے مراد پکا ہوا دنبہ ہے تو اس پر سرکہ

بعد میں ڈالنا اور پیلے اس کو گلانے میں مفید ہے)۔ (امثال ۲۰: ۲۶)

حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب کئے جانے کا واقعہ انجیل میں متزاد روایات

کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن نے اس کی تکمیل نفی کی ہے۔ مگر وہ اپنے انداز میں بھی جب بیان

کرتے ہیں تو ہر جگہ کہانی مختلف ہے۔ لیکن ہر راوی نے پیاس بجھانے کے لیے سرکہ ضرور

بیان کیا ہے۔

..... اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسپینج کو سرکہ میں ڈبوایا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا۔ (متی - ۲۸ : ۲۷)

..... ایک نے دوڑ کر اسپینج کو سرکہ میں ڈبوایا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا اور کہا ٹھہر جا۔ (مرقس - ۳۶ : ۱۵)

..... سپاہیوں نے بھی پاس آکر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا۔

(لوقا - ۲۷ : ۲۳)

..... وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس انہوں نے سرکہ میں جھگوٹے ہوئے اسپینج کو زونے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا۔

(یوحنا - ۳۰ : ۲۹ : ۱۹)

ان آیات میں زوفہ اور اندرائن کا ذکر آیا ہے۔ عرب میں اندرائن کو حنظل یعنی تو سبہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یذوالفقہ ادویہ سے منع فرمایا۔ زوفہ مشہور دوائی ہے جس کی نباتاتی حیثیت اب بھی متعین نہیں۔

محمدین کے مشاہدات

سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ جسم سے غلط مادوں کو نکالتا ہے۔ اور طبیعت کو فرحت دیتا ہے۔ سرکہ معدہ کے التهاب کو دور کرتا ہے۔ جسم سے زہریلی ادویہ کے اثر کو دور کرتا ہے۔ پتھر سے صفرا کے نکلنے کی رفتار کو اعتدال پر لاتا ہے۔ جسم کے کسی حصہ میں اگر خون کو انجماد ہو جائے تو یہ اسے حل کر کے پھر سے سیال بنا دیتا ہے۔ بچے والی عورتوں کا دورہ اگر رک جائے تو سرکہ کے لیپ اور سرکہ پینے سے جاری ہو جاتا ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے۔ پیٹ کو چھوٹا کرتا ہے۔

تلی کے بڑھنے کو روکتا ہے۔ جسم میں ورم کی پیدائش کو روکتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرتا

ہے۔ زرد ہضم غذاؤں کے بوجھ سے نجات دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھنسیوں کو دور کرتا ہے۔

سرکہ کو گرم کر کے اگر اس میں نمک ڈال کر پیا جائے تو یہ منہ کی غلاظت کو دور کرتا ہے حلق میں تلخی، جلن۔ بوجھ کو دور کرتا ہے۔ گلے کی رکاوٹ کو دور کرتا۔ اور وہ لوگ جن کو سینے میں بوجھ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے ان کو اس سے فائدہ دیتا ہے۔

گلے کے اندر لٹکنے والے کوسے کی سوزش۔ حساسیت اور اس کے ٹیڑھا پن میں مفید ہے۔ گرم سرکہ کے غرارے دانت کی درد کو ٹھیک کرتے ہیں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ گرم سرکہ کا پینا معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ جسمانی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو مجاذب بناتا ہے۔ موسم گرما میں سرکہ پینا جسم کی حدت کو کم کر کے طبیعت کو مطمئن کرتا ہے۔ علامہ محمد احمد ذہبی کہتے ہیں کہ سرکہ گرمی اور ٹھنڈک دونوں کی تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن اس میں ٹھنڈک پیدا کرنے کا عنصر زیادہ غالب ہے۔ یہ معدہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ عرقِ گلاب کے ساتھ سردی میں مفید ہے۔ غذا کے ہضم کرنے میں مددگار ہے۔ گرم پانی کے ساتھ اس کے غرارے دانت درد کو مفید ہیں۔ خواہ وہ سوزش سے ہو یا اعصابی وجوہات سے۔ سرکہ لگانے سے جوئی مرجاتی ہیں۔ پتی اور خارش پر اس کا لگانا مفید ہے۔ سرکہ اور گلاب کا عرق جلے ہوئے کا بہترین علاج ہیں۔ ابن ابقیم کہتے ہیں کہ اس کا لگانا سوزشوں سے پیدا ہونے والے اورام میں از حد مفید ہے۔ حسب الرشاو کے ساتھ جو کا اٹا ملا کر سرکہ میں لیپ بنا کر اعصابی درروں اور خاص طور پر عرق النساء کے لیے لیپ کریں۔ تو از حد مفید ہے۔ میٹھی کے بیج اور نسطرون پیس کر سرکہ میں لیپ بنا کر پیٹ کی سوزش میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ ورم سے پیدا ہونے والی درروں میں بھی مفید ہے۔

سرکہ کی کیمیاوی ہیئت : مشرقی ممالک میں سرکہ ہر اس چل یا اناج سے بنایا

جاتا ہے جس میں نشاستہ یا مٹھاس کی معقول مقدار موجود ہو۔ پھلوں میں انگور۔ گنا۔ جامن۔ چھندر
 سیب۔ آلو بخارا۔ آلوچہ۔ سنگترا۔ مالٹا حتیٰ کہ کھانڈ بنانے میں پرخ جانے والی راب سے بھی سرکہ
 بنتا ہے۔ جبکہ اجناس میں جو، گندم۔ مکئی۔ جوی۔ چاول اور جنوں سے سرکہ بن سکتا ہے۔ کیمیاوی
 طور پر سرکہ کا اصل جزو تیزاب ہے جسے سرکہ کا تیزاب یا
 کہتے ہیں۔ پاکستان کے قوانین خوراک کی رو سے انسانی استعمال کے لیے تیار ہونے والے
 سرکہ کا کیمیاوی معیار لازمی طور پر اس طرح ہونا چاہیے۔

تیزاب سرکہ	۳۶.۵ فیصدی
ٹھوس اجزا	۲.۶۱
راکھ	۶.۰۱

جو سرکہ مالٹا ایکٹریٹ سے بنایا جائے اس میں اضافی طور پر ۰.۰۵ گرم فاسفورس
 اور ۴.۰۰ گرام فی سو گرام ٹائٹروجن ہوتی ہے۔
 غذائی قوانین کی رو سے سرکہ میں تانہ، سنکھیا۔ سیسہ یا کسی معدنی تیزاب کا کوئی
 حصہ موجود نہ ہونا چاہیے۔ سرکہ کی ساخت کو پرکھنے کا معیار یہ ہے۔

تیزاب	۵ فیصدی تک
معدنی اجزا	۲.۵ فیصدی تک
فاسفیٹ	۶.۰۸
ٹائٹروجن	۶.۰۸

۱۶۰ ۱۹

وہ سرکہ جو اجناس سے بنایا جاتا ہے اس میں سلفیٹ زیادہ ہوتے ہیں یعنی اس
 میں تیزابیت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ جبکہ راب کے بننے والے سرکہ کو جلا میں تو
 راکھ بہت کم ملتی ہے۔

سرکہ کے اجزاء اور سرکہ میں تیزاب کی موجودگی کی وجہ سے سرکہ کو جعلی طور پر بنا کر بڑا آسان ہو گیا ہے۔ عام طور پر سرکہ کا تیزاب لے کر اس میں پانی ملا کر پانچ فیصدی تیزابیت حاصل کرنے کے بعد کھانڈ کو جلا کر اس کی کڑوی اور زنگین رائیخ اس میں ڈال کر سرکہ کو زنگ اور ذائقہ دے دیتے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ سفید سرکہ نام کی کوئی چیز قدرتی ذریعہ سے تیار نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی سفید سرکہ فروخت ہوتا ہے وہ مصنوعی طور پر سرکہ کے تیزاب سے تیار ہوتا ہے۔ جبکہ قدرتی اجزاء سے تیار ہونے والے سرکہ کا زنگ بھورا یا گہرا براؤن ہوتا ہے۔ اسے سفید نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان میں غذائی اجزاء کو تیار کرنے والے مشہور ادارے جب سرکہ لاتے ہیں تو وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ صرف دو ایسے ادارے ہیں جو خالص سرکہ بناتے ہیں۔ مگر ہمارے سرکہ ساز اس بارے میں بڑے دیانتدار ہیں، بوتل کے لیبل پر واضح الفاظ میں "مصنوعی بنا ہوا۔ یعنی SYNTHETIC ہمیشہ مرقوم ہوتا ہے۔"

سرکہ سازی

وہ سرکہ جو جو سے تیار ہوتا ہے ذرا مختلف انداز میں بنتا ہے۔ جو کے دانے توڑ کر ان کو بار بار گرم پانی سے گزارا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ کی پوری مقدار پانی میں حل ہو کر نکل جاتی ہے۔ اب اس پانی میں خمیر ملا کر اسے خمیر اٹھانے کے لیے لکڑی کے کنستروں میں رکھ دیتے ہیں۔ ان کو ڈھانپنے کے باوجود ان کے اطراف میں ہوا کی آمد و رفت کے لیے سوراخ رکھے جاتے ہیں۔ اس کا خمیر اٹھنے کے بعد جب اس میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس نکل جاتی ہے تو کنستروں کے پینڈے میں لگی ہوئی ٹونٹی کے ذریعہ سرکہ نکال لیتے ہیں مگر اوپر کا حصہ چھینک یا جاتا ہے سرکہ سازی کے عمل دوران اس میں بعض کارخانے مالٹ ایکٹریٹ علیحدہ سے شامل کرتے ہیں جس سے اس میں وٹامین ب کی مزید مقدار شامل ہوتی ہے۔ ذائقہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ مقوی بن جاتا ہے۔ اس سرکہ کو MALTED VINEGAR کہتے ہیں

اور پاکستان میں بھی عام تیار ہوتا ہے۔

سرکہ بنانے کا جو طریقہ ہزاروں سال پہلے تھا آج بھی تقریباً وہی ہے۔ معدنی برتنوں میں سرکہ بنانے سے اس میں ان کی تاثیر اور ذائقہ آجاتے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ اس دوران امریکہ میں نیو آرلینز والوں نے ترکیب میں کچھ تبدیلی کی اور کچھ فرق فرانس والوں نے ڈالا مگر دونوں طریقے مقبولیت نہ پاسکے اور آج بھی پرانے طریقے مروج ہیں۔

سرکہ سازی کا بنیادی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مٹھاس یا نشاستہ والے محلول میں خمیر ملا کر اس میں خمیر اٹھاتے ہیں۔ اس طرح اس میں الکحل بنتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس خارج ہوتی ہے۔ اس الکحل سے جب آکسیجن ملتی ہے تو سرکہ بن جاتا ہے۔ محدود پیمانے پر سرکہ بنانے کے لیے خمیر یا YEAST POWDER اور مالٹ ایکٹریکٹ کی بجائے سرکہ بنانے والے جراثیم کی ایک مقدار براہ راست بھی شامل کی جاسکتی ہے جیسے کہ ANGILO ACETI یہ جراثیم محلول کو بہت جلد سرکہ میں تبدیل کر دیں گے مگر اس کا خوشبوی اور ذائقہ وہ نہ ہوگا جو خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض صنایع اور پروالی سطح کو کبھی نہیں دیتے۔ کیونکہ اس میں جراثیم کی "لاگ" ہوتی ہے۔ جسے آئندہ نیا گھان بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

یورپ میں ملنے والا سرکہ شرابوں سے براہ راست بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ہر غیر شدہ شراب سے سرکہ بنتا ہے۔ مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ لوگوں کو سرکہ پلانے کے بعد اس کو تیز کرنے کے لیے عمل کشید سے گزار کر دیکھا ہے۔ مگر اس میں تیزابیت زیادہ آجاتی ہے اور بہت سے فائدے نکل جاتے ہیں۔ اس لیے کشید شدہ یا DISTILLED VINEGAR خوردنی اور معالجاتی مقاصد کے لیے بے کار ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

اطباء قدیم نے سرکہ کی تاثیر اس کی کیمیاوی ہیئت کی بجائے اس کے ماخذ سے

بیان کی ہے کہ سیب۔ بی اور ناشپاتی سے بننے والا سرکہ مقوی ہوتا ہے۔ جامن اور
تاڑی کا سرکہ ورم طحال کو کم کرتا ہے۔ اور بچگی روکتا ہے۔ پیٹ سے لقمہ نکالتا ہے۔
جنگلی پیاز کا سرکہ آواز کو صاف کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ سنگ مثانہ میں مفید
ہے۔ اس سے کلیاں کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

حکیم غلام امام نے گڑ سے سرکہ بنانے کے لیے بارہ سیر گڑ کو ایک من پانی میں ڈال کر
تخمیر اٹھانے کے بعد اس میں پودینہ ملا کر کشید کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ انہوں نے
"علاج الغربا" میں سرکہ بیک وقت دوا اور غذا قرار دیا ہے۔ ان کے کشید کردہ سرکہ کو
"عرق نعناع" کہتے ہیں۔ اور عرق کو امراضِ معدہ اور بڑھی ہوئی تلی میں حکماء نے اکیسر
قرار دیا ہے۔

سرکہ کھانے کے بعد معدہ کا فعل قوی ہو جاتا ہے۔ پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے
وہ غذائیں جو آسانی سے ہضم نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے ساتھ سرکہ شامل کر لیا جائے تو ہضم ہو
جاتی ہیں۔ پیٹ سے سدرے نکالتا ہے۔ اچیر کو دور ورت تک سرکہ میں بھگو کر کھایا
جائے تو بڑھی ہوئی تلی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تلی میں سرکہ کے لیے خصوصی
رغبت ہے۔ اس لیے سرکہ کی جو بھی مقدار پیٹ میں جاتی ہے۔ وہ فوراً تلی میں داخل ہو
جاتی ہے۔ اس لیے وہ ادویہ جو تلی کے علاج میں دی جائیں اگر ان کے ساتھ سرکہ بھی
شامل کر دیا جائے تو اثر جلد ہوتا ہے۔ منقہ اور بیج کیر کو سرکہ کے ساتھ ہنار منہ کھایا جائے
تو پیٹ کے کیرے مر جاتے ہیں۔

سرکہ پینے سے شراب اور افیون کا نشہ اتر جاتا ہے۔ چونکہ سرکہ بنیادی طور پر
تیزابی صفات رکھتا ہے۔ اس لیے قوی رجحان والی زہروں کے علاج میں سرکہ دینا صحیح
معنوں میں علاج بالصدقہ ہے۔ جیسے کہ کاسٹک سوڈا وغیرہ۔ اپریشن کے بعد مریض کو جو قے
آتی ہے اس کو روکنے کے لیے رومال کو سرکہ میں تر کر کے مریض کے منہ پر ڈال دیا جاتا

ہے۔ بیہوشی کے بعد کی متلی رک جاتی ہے۔

دیک طب میں بھی سرکہ کا ذکر کافی ملتا ہے۔ ویدوں نے ہیضہ کے علاج میں سرکہ کو مفید قرار دیا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق پیاز کے ٹکڑے کاٹ کر سرکہ میں بھگو دیئے جائیں۔ ہیضہ کی وباد کے دنوں میں اس پیاز کو کھاتے سے ہیضہ نہیں ہوتا۔

اطباء قدیم نے سرکہ میں پکائے ہوئے گوشت کو جسے "سکیاج" کہتے ہیں کمزور جسم والوں کے لیے مضر قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ برفان میں نافع ہے اور بھوک بڑھاتا ہے پھیپھڑوں سے نکلنے والا خون سرکہ پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ شہد کے ساتھ سرکہ ملا کر پینے سے حوض کا درد اور کمی دور ہو جانے ہیں جسم کے اکثر مقامات سے ہونے والے اندرونی جریانِ خون میں سرکہ پلانا مفید ہوتا ہے۔

سرکہ بیک وقت ٹھنڈا بھی ہے اور گرم بھی۔ پیاس کی شدت میں سرکہ کے ساتھ پانی اور نمک ملا کر دینے سے تسکین زیادہ اچھی طرح ہوتی ہے اور یہ نسخہ سن سٹروک سے بچاؤ کے لیے بھی از حد مفید ہے۔

سرکہ کے بیرونی استعمال:

بخار کی شدت کو توڑنے کے لیے مریضوں کے جسم پر پانی پھیرا جاتا ہے۔ اس کی عام ترکیب یہ ہے کہ تازہ پانی میں کپڑا بھگو کر مریض کے جسم پر پھیرتے ہیں۔ اطباء کا کہنا ہے کہ اس پانی میں اگر سرکہ ملا لیا جائے تو فائدہ زیادہ جلد ہوتا ہے۔

اپنے اثرات کے لحاظ سے سرکہ حیرانہ کش، دافعِ تعفن اور مقامی طور پر خون کی گردش میں اضافہ کرتا ہے۔ ان فوائد کی بنا پر یہ پھیپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام سوزشوں میں کمال کی چیز ہے۔ اس میں اگر کسی اور دوائی کا اضافہ نہ بھی کیا جائے تو چھیب، دار، اور رانوں کے اندرونی طوف کی خارش میں مفید ہے۔ پھیپھوندی کے

علاج میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ پھپھوندی دواؤں کی عادی ہو جاتی ہے۔ اس لیے صحیح دوائی کے چند روزہ استعمال کے بعد فائدہ ہوتا رک جاتا ہے۔ بلکہ موثر دوائی کے استعمال کے دوران ہی مرض میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ایسے میں ماہرینِ امراضِ جلد یہ تجویز کرتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے علاج کے بعد دوائی تبدیل کر دی جائے۔ انہی امراض کی بعض دواؤں سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے انہیں مہینوں لگانا پڑتا ہے۔ حال ہی میں دارقویا کے بارے میں ایک جرمن دوائی کے فوائد کے مشاہدات کی تفصیل جاری ہوئی ہے جس کے مطابق کچھ مریض ۲۸ ماہ تک زیرِ علاج رہے۔ سرکہ وہ منقر دوائی ہے جس کی پھپھوندی عادی نہیں ہوتی اور یہ ہر حال میں اس کے لیے مفید ہے۔ حافظ ابنِ قیم کے مشاہدات کی روشنی میں پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں کے لیے ایک نسخہ آزما یا گیا۔

برگ مہندی۔ سنائی۔ کلونجی۔ میٹھرے۔ حب الرشاد۔ قسط شیریں کوہم وزن پیس کر اس کے ایک پیالہ میں چھ پیالہ سرکہ ملا کر اسے دس منٹ ہلکی آہنی پر ایالا گیا پھر کڑے میں نچوڑ کر چھان کر یہ لوشن ہمہ اقسام کی پھپھوندی۔ دارالثعلب۔ یقہ میں استعمال کیا گیا۔ فوائد میں لا جواب پایا گیا۔ کسی بھی مریض کو پیس روز کے بعد مزید علاج کی ضرورت نہ رہی۔ جن مریضوں میں چھلکے تھے اور مقامی طور پر اکڑن تھی ان میں اسی نسخہ کو سرکہ کی بجائے زیتون کے تیل میں اسی تناسب کے ساتھ لپکایا گیا اور دوائی آمیز تیل اس وقت تک لگایا گیا جب تک چھلکے اتر نہ گئے اور اکڑن کم نہ ہوئی۔ اس کے بعد سرکہ والا مرکب پھر سے شروع کیا گیا۔ چونکہ ان تمام ادویہ کو اپنی افادیت کے بارے میں بارگاہِ نبوت سے سند حاصل تھی اس لیے کسی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ عرق گلاب میں سرکہ ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سر درد جاتا رہتا ہے۔ بعض نسخوں میں روغنِ گل یا زیتون کا تیل بھی تجویز کیا گیا ہے۔ گرم پانی میں نمک اور سرکہ ملا کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

یہ عمل اگر بار بار کیا جائے تو مسوڑھوں سے سوزش کو بھی دور کر دیتا ہے۔ اسی مرتبہ کے غرارے کرنے سے حلق کی سوزش اور خناق میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ بچھو کے کائے پڑھائی سرکہ یا سرکہ میں قسط شیریں کو حل کر کے لگانے سے درد اور زہر جاتا رہتا ہے۔ پائویریا کے لیے مفید ہے۔

اطباء قدیم نے پتی۔ خارشنت اور حساسیت میں گنے کا سرکہ پلانے اور لگانے کی سفارش کی ہے سرخ اینٹ کو آگ میں سرنج کر کے اس پر سرکہ چھینٹے دیتے سے جو دھواں نکلتا ہے وہ اسے زکام کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔ سرکہ میں گندھک ملا کر لپیپ کرنے سے جوڑوں میں گنٹھیا کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک اور نسخہ کے مطابق اس میں گندھک کی بجائے میٹھا تیل ملا کر مالش کرنا بھی مفید ہوتا ہے۔ ہم نے سرکہ کے ساتھ حب الرشاد ابال کر اس میں زیتون کا تیل ملا کر جب دیکھتے پھٹوں پر مالش کروائی تو ان کی اینٹھن میں بے انتہا مفید پایا۔

سرکی جلد اور بالوں کی بیماریوں کے لیے اساتذہ کے اکثر نسخے سرکہ ہی پر مبنی ہیں۔ بوعلی سینا کہتے ہیں کہ روغن گل میں ہم وزن سرکہ ملا کر خوب ہلائیں۔ پھر موٹے کپڑے کے ساتھ سر کو رگڑ کر سر کے گنچ پر لگائیں۔ انہی کے ایک نسخہ میں کلونجی کو توڑے پر جلا کر سرکہ میں حل کر کے لپیپ کرنے سے گنچ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بکری کے کھرا اور بھینس کے سینگ کو جلا کر سرکہ میں حل کر کے سر پر بار بار لگانے سے گرے بال آگ آتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے اورک کا پانی اور سرکہ ملا کر لگانا بھی مفید ہے۔ بال اگانے کے لیے کاغذ جلا کر اس کی راکھ سرکہ میں حل کر کے لگانے کے بارے میں بھی حکماء نے ذکر کیا ہے۔ عرق التسمار اور اعصابی دردوں میں حب الرشاد اور جو کا آٹا سرکہ میں حل کر کے لپیپ کرنا مفید ہے۔

سرکہ بطور غذا۔ سرکہ غذا کے طور پر یا سنت نبوی کے مطابق سالن کی صورت

میں تو مدتوں سے مستعمل ہے۔ اب اس کے واقع تعفن اثرات اور جراثیم کش فائدے کو نئی افادیت میسر آگئی ہے۔ سرخ مرچوں کو پیس کر سرکہ میں پکا کر چینی چٹنی

بنتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اگر اس کو کسی چیز میں ڈالیں

تو مریح کا ذائقہ بڑا نہیں لگتا۔ انڈیا اور زیتون ملا کر سرکہ کو خوب چلانے سے

MYONAISE چٹنی بنتی ہے۔ اسے تیلے ہوئے گوشت کے قتلوں پر لگا کر کھائی تو

ذائقہ لا جواب ہو جاتا ہے۔ نبات ران یا گوشت کے بڑے ٹکڑوں کو پکانے سے

پہلے کھچنے لگا کر سرکہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے گوشت کے سخت ریشے گل جاتے ہیں۔

چینی کھانوں کی اکثریت میں سرکہ ایک جزو لاینفک ہے۔

سرمہ — اٹمڈ

ANTIMONY

ANTIMONY SULPHIDE

سرمہ ایک سیاہ رنگ، چمکدار پتھر ہے جو مصر، افریقہ، ایران اور عراق میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ وزیرانگرم کے علاقہ میں ملتا ہے۔ پاکستان میں سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ کتنے ہی کہ دنیا کا بہترین سرمہ اصفہان اور چترال میں پایا جاتا ہے۔

کیمیادی طور پر سرمہ کا پتھر ANTIMONY کی کچ دھات (ORE) ہے۔

احادیث نبوی

زمانہ قدیم سے مہری عورتیں اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا کر ان کو خوبصورت بناتی رہی ہیں۔ مگر ان کے طبی فوائد کا تاریخ طب میں پہلی مرتبہ اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر اکھا لکم الاٹمڈ۔ یجلو البصر وینبت الشعر

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان، المحکم، الطبرانی)

ہمارے سرموں میں سب سے بہترین اٹمڈ ہے۔ یہ بنیائی کو روشن کرتا ہے۔

اور بال اگاتا ہے۔

یہی روایت احمد، ترمذی، المحکم اور ذہبی نے سالم بن عبداللہؓ سے بھی بیان

کی۔ جسے انہوں نے اپنے والدِ محترم سے سنا۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث يزدن في قوة البصر، الكحل الاثمد والنظرة

الى الخصرة والنظرة الى وجه حسن

(ابوالحسن عاقی فی فوائد)

(تین چیزیں بینائی میں اضافہ کرتی ہیں اٹمد کا سرمہ۔ سبزے کو دیکھنا، اور خوبصورت

چہروں کا دیدار)

حضرت عبدالرحمان بن نعمان بن معبد بن ہودۃ الانصاری اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بالاثمد المروح عند

النوم۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اٹمد کا مروح سرمہ رات سوتے

وقت استعمال کیا جائے،

ابو عبید اس کی تفسیر میں بتاتے ہیں کہ مروح سے مراد وہ سرمہ ہے جس میں

کستوری ملائی گئی ہو۔

سرمہ لگانے کے بارے میں سنتِ نبویؐ کی کیفیت حضرت عبداللہ بن عباسؓ

اس طرح بیان کرتے ہیں۔

كانت للنبي صلى الله عليه وسلم مكحلة يكتحل

منها ثلاثا في كل عين۔ (ابن ماجہ)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی۔ جس میں سے وہ ہر آنکھ میں تین

مرتبہ لگایا کرتے تھے)

اسی عمل مبارک کی مزید تفصیلات انہی نے ایک دوسری جگہ بیان فرمائی ہیں۔
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکتحل يجعل
 فی الیمنی ثلاثاً یبتدی بها، یختتم بها و فی
 الیسری ثنتین۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین سلاٹیاں
 لگاتے۔ اس کی ترکیب یہ تھی کہ دائیں سے شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے اس
 طرح بائیں میں دو سلاٹیاں پڑتیں۔

امام احمد بن حنبل کی تشریح کے مطابق ہر آنکھ میں تین تین سلاٹیاں لگائی جائیں۔
 ان کی فقہ پر عمل کرنے والے پہلے ایک آنکھ میں تین مرتبہ لگا کر پھر دوسری میں
 تین لگاتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات :

سرمہ افریقی ممالک سے بھی آتا ہے مگر اصفہان کا سرمہ سب سے عمدہ ہوتا ہے
 سرمہ کو عربی میں "حجر الکحل" کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ چمکدار اور سیاہ ہے
 جس میں ریت اور مٹی ہوتے ہیں۔ یہ آنکھوں اور ان کے اعصاب کو تقویت دیتا ہے
 زخموں کے اوپر اور اس پاس جو قالتو گوشت نمودار ہو جاتا ہے۔ سرمہ اسے ترائل
 کرتا ہے۔ ان کو مندمل کرتا ہے۔ ان سے غلاظت نکالتا ہے اور بند راستے کھول
 دیتا ہے۔

اس فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے KELOIDS کے چند مرضیوں پر سرمہ کے
 بعض مرکبات کا تجزیہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ سرمہ ایسے محلول کی شکل اختیار کرے
 جو زخم پر اثر انداز ہو سکے۔ اس غرض کے لیے ANTIMONY·SULPHIDE کا پانچ فیصدی

مرہم ویسلین اور چار فیصدی مرہم زینون کے تیل میں بنائی گئی KELOIDS سے مراد جلد پر وہ فالٹو تہ ہے جو زخموں اور خاص طور پر آگ سے چلنے کے بعد نمودار ہوتی ہے، طب قدیم و جدید میں اسی بیماری کا کوئی آسان علاج موجود نہیں۔ اکثر اوقات جلد کا متاثر ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر ایکسیرے کی شعاعیں ڈالی جاتی ہیں اگر یہ صورت دو تین جگہوں تک محدود ہو تو فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر پورے جسم پر ہو تو پھر جگہ جگہ کو کاٹنا اور بجلی لگانا ممکن نہیں سمرہ کی مرہم اس اندھیرے میں روشنی کی پہلی کرن ہے۔

ہم نے یہ دوائی ذاتی طور پر چار مرہموں میں استعمال کی ہے زیادہ پر اس لیے ممکن نہ ہو سکا کہ یہ بیماری اتنی عام نہیں، ان میں سے ہر ایک کو فائدہ ہوا۔ زکام کے دوران آنکھوں سے بہنے والا پانی سمرہ سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور آنکھ کی سرنجی جاتی رہتی ہے اسے چکنائی میں حل کر کے آگ سے جلے ہوئے زخموں پر لگانا از حد مفید ہے۔

وہ لوگ جو باقاعدہ سمرہ لگاتے ہیں ان کی بینائی بڑھاپے میں بھی کمزور نہیں ہوتی۔

سمرہ کے بارے میں جدید اعتراضات:

پاکستان میں سمرہ کا پتھر چند مقامات پر دستیاب ہے کانکنی سے جتنا بھی حاصل ہوتا ہے وہ قومی ضروریات میں کام آجاتا ہے۔ بازار میں فروخت نہیں ہوتا۔ بازار میں ملتے والے تمام سمرے آزاد کشمیر سے حاصل ہونے والے سیسہ کے پتھر سے بنتے ہیں جو کہ نہ تو ANTIMONY ہے اور نہ ہی اس سے وہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ کے بارے میں بیان فرمائے۔

ویدک طب میں سیسہ کا سمرہ "کرشن سمرہ" کے نام سے باقاعدہ مذکور ہے

کیونکہ ان لوگوں کو سرمہ کے پتھر اور اس کی کیمیاوی حیثیت سے آشنائی نہ تھی۔ دریلے
سندھ کی بالائی وادی سے ملنے والے اس پتھر کو جلا کر اس کے ساتھ سیماپ، ترپھلا
اور بھیم سینی کا فوراً آنکھوں میں لگانے کے لیے ویدک نسخوں میں استعمال ہوتے ہیں۔
جن میں سے اکثر آنکھوں کے لیے مقامی طور پر مضر اور غنائے مخاطی سے جذب ہونے
کے بعد جسم میں سمیاتی اثرات کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کرشن سرماہر گزارشادات کے مطابق
نہیں اور اسے استعمال کرنا بیماری کو دعوت دینے کے برابر ہے۔

کراچی کے ایک ڈاکٹر صاحب نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے حال ہی
میں ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مضر ہے۔ ان کے اس
اظہار پر رائے حاصل کرنے کے سلسلہ میں امراض العیون کے مسلمہ ماہرین میں پروفیسر
سید واصل قادری، پروفیسر راجہ ممتاز قلی خان، پروفیسر محمد منیر الحق صاحبان سے دریافت
کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سرمہ بلاشبہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ یہ اکثر بیماریوں کا علاج ہے
اور متعدد بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کئی ایک استادوں نے بتایا کہ وہ اسے ذاتی طور
پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس کے فوائد کے زندہ ثبوت ہیں۔

مسلمانوں میں سرمہ سنت نبویؐ کے طور پر رائج ہوئے اب چودہ سو سال سے
زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اسے کروڑوں نہیں اربوں افراد نے استعمال کیا اور اتنے طویل
عرصہ کے مشاہدات کے بعد بھی اس کے مضر اثرات کے بارے میں کوئی شہادت پیش نہیں
سنت پر عمل کرنے کے مشتاق ساری عمر باقاعدگی سے سرمہ لگاتے رہے ان کی بنیائی
تو بڑھاپے میں بھی کمزور ہوئی۔ نہ ان کی پلکوں کے بال گرے اور نہ ہی سر سے گرنے
والی بقر نے ان کی پلکوں میں سوزش پیدا کی۔ کچھ دن ہوئے انگلستان میں بھی کسی نیم خواندہ
ماہر کے مشورہ پر وہاں سرمہ کی درآمد پر پابندی لگائی گئی تھی۔ خیال تھا کہ اس سے آنکھوں
کو نقصان ہوتا ہے۔ اس باب میں جب مزید تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ اٹھارے کے خالص سرمہ

کے استعمال سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی جن کو تکلیف ہوئی انہوں نے "کرشن سرمہ" استعمال کیا تھا۔ ویدک طب میں سیسہ کے سرمہ کو کرشن سرمہ کہتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

حکومت ہند کے یونانی ادویہ کے شعبہ کی تحقیقات کے مطابق آنکھوں کے لیے سرمہ بنانے کا بہترین نسخہ یہ ہے۔

سرمہ کے پتھر کو پہلے آگ میں رکھ کر سُرخ کر لیا جائے۔ پھر اکیس دن بارش کے پانی میں بھگو کر رکھیں۔ پھر اسے ۱۲ گھنٹے تر پھلا کے پانی میں جوش دیں۔ وہاں سے نکال کر خشک کر کے سونف کے عرق میں اتنا کھل کریں کہ باریک ریشمی کپڑے سے چھن کر نکل جائے۔ اب یہ آنکھوں میں لگانے کے قابل ہو گیا۔

اس نسخہ میں بارش کا پانی ایک ایسی چیز ہے جسے قرآن مجید نے مبارک قرار دیا محدثین اس کی افادیت میں متعدد روایات بیان کرتے ہیں۔

سرمہ کی باریکی کے بارے میں حکیم مفتی فضل الرحمان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اسے پیس کر چینی کی تھالی میں پھیلا کر دھوپ میں لے جاتے تھے۔ وہاں تھالی کو معمولی حرکت دیتے تھے اگر ذرات بڑے ہوں تو ان سے سورج کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔ اگر سرمہ پوری طرح باریک ہو تو اس سے شعاعیں منعکس نہیں ہوتیں۔

بھارتی ماہر علم ادویہ ندکارنی تجویز کرتا ہے کہ سرمہ میں سہاگہ بریاں پھٹکڑی بریاں قلمی شورہ اور سنگ بصری ملا کر اسے لمبوں کے عرق میں کھل کر کے استعمال کریں۔ یہ سب محقق اس امر پر متفق ہیں کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔

سرمہ کے دیگر استعمال: محدثین کرام نے سرمہ کو عفونت والے زخموں اور ایسی

سوزشوں اور خلیاتی بیماریوں میں تجویز کیا ہے جن میں گوشت بڑھ جائے یا زائد گوشت پیدا ہو گیا ہو۔ جیسے کہ آنکھ میں ناخن بڑھتے ہوئے گوشت والا لاپھوری پھوڑا مثالاً

ہے۔ انگریزی میں بھی اس کا تقریباً یہی نام ہے البتہ یہ BAYER - LEISHM

کہلاتا ہے۔ اس کی ایک قسم خون میں داخل ہو کر بخار کی ایک صنف پیدا کرتی ہے۔ جسے انگریزی میں "کالا آزار" کہتے ہیں۔ طب جدید میں اس بیماری کے جتنے بھی علاج آزمائے گئے آخر بیکار ہوئے۔ لوگوں نے شکرانہ اور سناکھیا کے مرکبات بھی دیئے مگر بات نہ بنی آخر سرمہ آزما گیا۔ اس کا ایک مرکب - STIDGLUCOL بڑا مفید ثابت ہوا یہ حقیقت میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس کا اشتراک تھا۔ پھر ایک اور مرکب - STIBATIN آیا جس میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس اور ٹارٹرک ایسڈ مشترک تھے۔

جنوبی امریکہ کے ممالک۔ افریقی براعظم اور مصر میں طفیلی کیڑوں سے پیدا ہونے والی دو بیماریوں اذیت پہنچانے اور جسموں کو بیکار کر دینے میں بڑی بدنام ہیں۔ کیڑے اندر گھس کر سوزش اور جریان خون کا باعث ہوتے ہیں۔ دوسری بیماریوں میں دوران خون میں رکاوٹ آنے سے شدید قسم کے ورم آتے ہیں۔ ان کو SCHISTOSOMIASIS اور کہتے ہیں۔ اس خطرناک بیماری کے علاج کا سہرا مصری ڈاکٹر محمد خلیل کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے سرمہ کے ساتھ ایک کیمیاوی اشتراک میں FOUADIN نامی ٹیکے تیار کئے۔ یہ ٹیکے آج بھی دنیا کی معتبر ترین دوا ساز جرمن کمپنی BAYER تیار کر کے دنیا بھر میں مکمل کورس کی صورت فروخت کر رہی ہے۔ امریکن دوا سازوں کو اس میں زک محسوس ہوئی اور انہوں نے آج کل اپنی ایک ایجادان بیماریوں کے لیے تیار کی ہے۔ مگر اس کی بنیاد SOD ANTIMONYL TARTARATE ہے۔ جو کہ سرمہ کے پتھر سے بنتی ہے۔

ہومیوپیتھک

اس طریقہ علاج میں بیزاری۔ میلی زبان، نہانے سے بیماری بڑھنے

گرمی بری لگے۔ جوڑوں میں دردیں۔ گفتگو میں بیزاری۔ جسم گرم۔ کبھی کبھی آنکھیں چہرے پر
 کیل مہاسے بھوک کم کھٹے کوچی چاہے۔ متلی۔ کھانسی۔ ایگزیمیا۔ پوڑھوں میں اونگھتے
 رہنے کی عادت میں ANTIMONY دیتے ہیں۔ اور اگر آلات تنفس میں مسلسل سوزش
 پرانی ہو جائے۔ سو نگھتے کی حس ختم ہو جائے گلے میں خراش محسوس ہو تو نیہ اکثر ہوتو نہری
 ANTIMONY SUPHURATUM دیتے ہیں۔

سناکی — سنا

SENNA

CASSIA ANGUSTIFOLIA

سنا ایک خود رو جھاڑی ہے جو حجاز مقدس کے پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہے اس کے پتے دندانوں والے اور پودا ایک میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں پر چرنے والی بکریاں ان پتوں کو شوق سے کھاتی ہیں اس لیے حجازی بکروں کا گوشت مسهل ہوتا ہے۔ اس مفروضہ میں حقیقت نہیں کیونکہ حجاز کے تمام بڑے شہروں میں بکرے کا گوشت کھایا جاتا ہے اور کسی کو اسہال نہیں ہوتا۔ حجاز کی سنا کا پودا اپنی شکل۔ صورت اور فوائد میں دوسری تمام اقسام سے مختلف ہے۔ تورات مقدس میں آیا ہے۔

..... خدا کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا۔

اس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہوئی ہے

پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوئی۔ (خروج ۲: ۲۳)

اس آیت میں کوہ طور پر ایک جھاڑی کا ذکر آیا ہے۔ لوگوں نے اس جھاڑی کو سنا کی جھاڑی قرار دیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے طور سینا کی خصوصی زراعت زیتون کو قرار دیا ہے۔ دوسری طرف مغربی محققین نے یہ بات حتمی طور پر ثابت کر لی ہے کہ سنا کا اصل وطن مکہ معظمہ اور اس کے اطراف ہیں ۹۰-۸۵ء کے درمیان ایک عرب سنا کا پودا مصر لایا۔ جس کی وہاں کاشت کی گئی۔ مصر کی زمین نے اس پودے کو قبول کر لیا اور اب دریائے نیل کے پورے ڈیلٹا میں سوڈان۔ اسوان وغیرہ میں

سنا کی باقاعدہ زراعت ہوتی ہے۔ چونکہ سنا کے ذخیرے اسکندریہ اور پورٹ سوڈان کی بندرگاہوں سے مغربی ممالک جاتے ہیں اس لیے وہ اسے اسکندریہ کی سنا ALEXANDRIA SENNA کہتے ہیں۔ پورا مکہ کا ہے۔ اسی بیج سے یہ مصر میں کاشت ہوا مگر اس کے باوجود یہ شکل و صورت میں اپنی مادری سنا سے مختلف ہے اس لیے ماہرین نباتات اس کو CASSIA ANGUSTIFOLIA کہتے ہیں۔

طب میں سنا کا استعمال دسویں صدی سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا اور یہ بات طے ہے کہ اسے دوائی کے طور پر عرب اطباء نے دسویں صدی عیسوی سے شروع کیا۔ وہاں سے مغربی اطباء کو پسند آئی۔ بھارتی اطباء سنا سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسے جنوبی ہند میں کاشت کیا۔ ترچیا پلی۔ میسور اور پانڈیچری کے علاقہ کی سنا کو خصوصی نام دیئے گئے ہیں اور علم نباتات میں یہ CASSIA LANCEOLATA کہلاتی ہے کیونکہ اس کے پتے نشتر کی مانند ہوتے ہیں۔ کرنل چوہڑا نے یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ بھارتی سنا کی شکل و صورت سنا کی طرح ہے اس لیے یہ دونوں۔ LANCEOLATA ہیں۔ یہ درست نہیں۔ ان کی کیمیاوی ساخت۔ اثرات اور پتوں کی لمبائی مختلف ہے۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ میں بھی سنا کی کاشت کافی ہوتی ہے۔ بازار میں سنا کی ایک قسم ”سکھری سنا“ میسر ہے۔ جہاں تک قبض کشائی کا تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔ لیکن جہاں سنا کے دوسرے طبی فوائد کا تعلق ہے یہ مکی قسم سے گھٹیا ہے۔

حجازی سنا کی کو مقامی لوگ عشرق، کہتے ہیں اس کی پھلی گول۔ اس کے پتے دونوں طرف سے چکنے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سبزی مائل زرد ہوتا ہے۔

ارشادات نبوی: حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت ابو بکرؓ کی بیگم تھیں۔ روایت

فرماتی ہیں۔

قلت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم بماذا كنت
نستمشين قلت بالشبرم قال حارجا رشم استمشيت
بالسنا فقال لو كان شيء يشفي من الموت كان السناء
والسنا شفاء من الموت۔ (ابن ماجه)

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کونسا مہل استعمال کرتی
ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شبرم، انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت گرم ہے اس کے
بعد سے میں سنا کا استعمال کرتے لگی کیونکہ انہوں نے فرمایا اگر کوئی چیز موت
سے شفا دے سکتی ہوتی تو وہ سنا تھی۔ اور سنا موت سے شفا ہے،

اس حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ کوئی چیز اگر موت سے شفا دے سکتی تو سنا ہوتی۔
پھر اس کے ساتھ ہی یہ بیان ہوا کہ سنا موت سے شفا ہے۔ یہ حدیث کے اپنے
متن کے خلاف ہے۔ انہی محترمہ سے ترمذی نے انہی الفاظ میں روایت کیا ہے۔ مگر
اس روایت میں "السنا شفاء من الموت کے الفاظ نہیں۔ ترمذی کے
علاوہ یہ روایت مسند احمد۔ ابو داؤد اور مستدرک الحاکم میں بھی واضح الفاظ میں آخری
ایہام کے بغیر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن ام حزام رضی اللہ عنہما کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ قبلتین والی نماز پڑھی۔ روایت فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عليكم
بالسنا والسنوت فان فيهما شفاء من كل داء
الا السام قيل يا رسول الله وما السام قال الموت۔
(ابن ماجه، الحاکم، ابن عساکر)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ تمہارے لیے
 سنا اور سنوت موجود ہیں۔ ان میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔
 میں نے پوچھا کہ حضور سام کیا ہے۔ فرمایا۔ موت۔
 ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 وللشبرم فانه حار وبارد عليك بالسنا والسنوت
 فان فيهما دوا من كل شيء الا السامر۔ (طبری)
 حضور نے شبرم کے بارے میں فرمایا کہ وہ گرم ہے۔ تمہارے لیے ٹھنڈک
 سنا اور سنوت میں ہے۔ ان میں ہر چیز کی دوا ہے۔ موت کے سوا۔
 حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔

السنا والسنوت فيهما دواء من كل داء۔ (ابن عساکر)
 سنا اور سنوت میں ہر بیماری سے شفا ہے۔
 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 ان خير ما تداوي به السعوط و اللدود والحجامة
 والمشي۔ (ترمذی)
 تم جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین علاج ناک میں دوائی ڈالنا منہ میں
 ایک طرف دوائی ڈالنا۔ کچھنے لگانا اور چلنا ہے۔
 اس حدیث مبارکہ میں "المشي" کا لفظی مفہوم تو پیدل چلنا ہے۔ یعنی پیدل چلنا۔
 بذاتِ خود ایک علاج ہے۔ مگر اس کی تشریح میں حافظ ابن القیم کہتے ہیں
 کہ مشی سے مراد پیٹ کا چلانا یعنی مسهل کے ذریعہ آنتوں سے غلاظت کا اخراج کر کے
 جسم کو ہلکا کرنا ہے۔ اسی اصول کو سامنے رکھیں تو مشی میں مدر الببول ادویہ بھی آجائیں گی۔

کیونکہ انسانی جسم سے غلاظت اور زہریلے عناصر کے اخراج کا ایک اہم اور قابل اعتماد ذریعہ پیشاب بھی ہے۔ ابن القیمؒ اس حدیث کو سنا کی تعریف اور اہمیت قرار دیتے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام، السنن والسننوت
وقال محمد نسيت الثالثة - (النسائي)

ایک دوسری روایت میں انہی کے الفاظ یوں ہیں۔

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام؛ السنن والسننوت،
قالوا: هذا السنن عرفناه فما السننوت؟ قال: لو شاء
الله لعرفكموه قال محمد، نسيت
الثالثة

دو تین چیزوں میں شفا ہے۔ سوائے موت کے۔ سنن اور سننوت۔ پھر کہا کہ سنن کو
تو تم جانتے ہو۔ سننوت کیا ہے؟ اللہ نے چاہا تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ پھر کہا محمد
نے کہ میں تیسری چیز بھول گیا ہوں)

حضرت انسؓ سے یہ روایت جس واسطے سے میسر آتی ہے۔ وہ اگرچہ صرف
نسائی میں نہیں بلکہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ لیکن راوی کو ان سے سننوت کے بارے میں
آگاہی نہ ہو سکی۔ اور راوی تیسری چیز بھی بھول گئے۔

سنن اور سننوت کے بارے میں روایات ابن منذر سے لے کر ابن عساکر تک
اور ابو نعیم سے نسائی۔ ابن ماجہ اور طبری تک میں موجود ہیں۔ اس تو اتر سے بات کی سچائی
تو معلوم ہو گئی لیکن راویان احادیث سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سننوت سے مراد کیا ہے؟

السننوت کیا ہے؟ سنن اور سننوت والی حدیث ابن ماجہ میں بھی بیان ہوئی

اس کی تشریح میں محمد بن یزید ابن ماجہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن بکر سسکی نے یہ حدیث ابن ابی عیلة سے سنی تھی جن کا ارشاد تھا کہ سنت اصل میں "ثبت" ہے جو کہ سو یہ ہے سو یہ سے مراد وہ دانتے ہیں جو سولفت کی طرح کے ہوتے ہیں اور جن سے بچوں کے پیٹ سے نفع اور ہوانکا لنے والی مشہور دوائی گراٹپ واٹر بنتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے تحقیق کے بعد وہ کہتے ہیں یہ وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا ہوا۔ اس کی سند میں وہ یہ شعر بیان کرتے ہیں۔

هم السمن بالسنوت لا السن بينهم

(ہم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہیں جیسے کہ شہد کے ساتھ گھی)

علامہ وحید الزمان سے شہد اور سولفت قرار دیتے ہیں۔

محدثین کرام کی تحقیقات اور بزرگان سلف میں محدث عبد الطیف بغدادی کہتے ہیں کہ جب سنا کو ایسے شہد میں اچھی طرح ملا لیا جائے جو گھی والی مشک میں رکھا گیا ہو تو یہ سنت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے مصلح ہیں۔ امام ابن القیم نے سنت کی تشریح میں آٹھ امکانات کو بیان کیا ہے۔

۱۔ یہ شہد ہے۔

۲۔ یہ گھی کے مشکیزے کا جوہر ہے جو کہ گھی کے اوپر سیاہی مائل آجاتا ہے یہی

رائے عمرو سسکی کی ہے۔

۳۔ یہ زیرہ (کمیون) کی طرح کی چیز ہے۔ ابن الاعرابی کی یہ رائے معتبر نہیں۔

۴۔ یہ کرمانی زیرہ ہے۔

۵۔ ابو حنیفہ دنیوری اسے رازیانخ قرار دیتے ہیں۔ جسے محدثین نے سولفت قرار

دیا ہے۔

۶۔ یہ مثبت ہے۔ مثبت کا ترجمہ سویا اور سویا کا ساگ بھی کیا گیا ہے۔

۷۔ حافظ ابو بکر السی رحمہ اللہ اور مصنف الطب النبویؐ کی تحقیق کے مطابق یہ کھجور ہے۔
۸۔ یہ اصل میں وہ شہد ہے جو گھی کی مشک میں رکھا گیا ہو۔ کیونکہ شہد اور گھی دونوں اس کے مضر اثرات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

ابن القیمؒ محدث عبد اللطیف بغدادیؒ کی آخری رائے کو زیادہ قرین قیاس تسلیم کرتے ہیں۔ محدث محمد بن احمد قرظیؒ بھی عبد اللطیف بغدادیؒ کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سنا کے استعمال سے پیٹ میں ہلکی سی خیرزش ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ کسی ایسی چیز کا شامل ہونا ضروری ہے جو پیٹ سے ہوا نکال سکے اور فوج کو رفع کرے جیسے کہ سولف۔ سویا۔ زیرہ۔ کھجور۔ ان میں سے ہر ایک کی صلاحیت یہی ہے۔ گھی آنتوں کو نرم کرتا ہے۔ اور شہد کا سرالہ پاج ہے۔ اس لیے مذکورہ آٹھ میں سے کوئی بھی سنا کے ساتھ مصلح بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

محدثین کے مشاہدات :

محدثین کرام نے زیادہ کاوش سنوت کی ماہیت کو متعین کرنے پر صرف کی ہے۔ حجاز میں مسل کے لیے شہد کا استعمال عام تھا۔ شہد سے آنتوں میں سوزش ہونے کے ساتھ خون بھی آنے لگتا تھا۔ اس سے جلد پر دانے بھی نمودار ہو جاتے تھے اس لیے حاذق اطباء نے عمد رسالت سے پہلے اور بعد شہد کو انسانی استعمال کے ناقابل اور خطرناک دوائی قرار دیا ہے۔ حدیث میں دو مرتبہ ”حار“ کے لفظ کو محدث ابو عبیدہ ”حار و جار“ قرار دیتے ہیں جس کے معنی تو وہی ہیں مگر شدت کا اظہار ہے۔ ابو حنیفہ و نیوری بھی دوسرا لفظ ”جار“ سمجھ کر اس کی مضر ت پر زور دیتے ہیں۔

سنا حجاز کی ایک خورد و نباتات ہے جس کی عمدہ ترین قسم مکہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ پیٹ سے صفراء کو خارج کرتی ہے۔ سودا کو نکالتی اور دل کے پردوں کو تقویت دیتی ہے

پھٹوں اور عضلات سے اینٹھن کو دور کرتی ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتی اور صحت مند بناتی ہے۔ جسمانی دردوں کو مٹاتی ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اس کا جو شانڈہ ہے۔ اس جو شانڈہ کو پکاتے وقت اگر بنفشہ اور منقہ بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ اس جو شانڈہ کے پانچ ماشہ ایک معقول مقدار ہے۔

سنا جلدی امراض خاص طور پر پھوڑے پھنسیوں، خارش اور جسم پر پڑنے والے داغوں کے لیے بہترین دوائی ہے۔ اس کا لگانا مفید ہے۔

ذہبی کی تحقیقات کے مطابق سنا ان ادویہ میں سے ہے جن کے فوائد لامتناہی ہیں اور اطباء قدیم نے جہاں بھی بات سمجھ میں نہ آئی وہاں سنا کا استعمال کیا۔ ان کے خیال میں اس کی افادیت کی اہم وجہ یہ رہی ہے کہ اس کے استعمال سے جسم کے غلیظ مادے باہر نکل جاتے ہیں اور اس طرح غلاظتوں کے اخراج سے جسم میں تندرستی کا عمل شروع ہو جاتا ہے ابن سینا نے اسے امراض قلب میں کام آنے والی ادویہ میں سرفہرست قرار دیا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد کو دور کرتی ہے۔ دماغ سے وسوسوں کو نکالتی ہے اس بنا پر بعض اطباء نے اسے مرگی میں مفید پایا ہے۔

الرازی تجویز کرتے ہیں کہ سنا کے سفوف سے اس کا جو شانڈہ بہتر ہے۔ اسے پکاتے وقت اس میں شاہترج کی شمولیت غلاظتوں کے اخراج میں زیادہ مفید ہوگی۔ لیکن وہ شاہترج کے علاوہ منقہ اور بنفشہ کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ البتہ مٹھاس کے لیے اس میں کھانڈ ضرور ملائی جائے۔ یہ جو شانڈہ چار سے سات ماشہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے استعمال سے کم درد، بوا سیر، جوڑوں کا درد اور خارش دور ہو جاتے ہیں اگر اسے سرکہ کے ساتھ پکایا جائے تو یہ جلدی امراض کو دور کرتی ہے۔ اس کے لگانے سے سر میں سکری (بفہ)، ایگزیمیا، پھنسیاں اور بال گرنے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اطباء قدیم کے مشاہدات، سنا کی بہترین قسم مکہ معظمہ سے حاصل ہونے

والی ہے۔ اس کے علاوہ سنا کی تمام قسمیں خواہ وہ مصری ہوں یا بھارتی فوائد میں کم تر ہیں۔ بلی سنا کے پتے سبز اور پھول زرد ہوتے ہیں۔ اس کی پھلی چھٹی کی بجائے گول ہوتی ہے۔ جب تیز ہوا چلتی ہے۔ تو اس میں سے خشکاس کی مانند دانے نکل کر پھیل جاتے ہیں۔ انہی دانوں سے نئے پودے ظہور میں آتے ہیں۔

اسے ادویہ سہلہ میں اعلیٰ مقام ہے۔ یہ سوداوی۔ صفراوی اور بلغمی مادوں کو جسم سے نکلانے کا شاندار ملکہ رکھتی ہے۔ اس وجہ سے دماغ میں پھنسی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ دماغی نابلیوں میں پھنسی ہوئی رطوبتیں نکلنے سے درو شقیقہ۔ مرگی۔ عرق التسار۔ گنٹھیا۔ اور پرانے سرور میں مفید ہے۔ قلب کے عمل کو تقویت دیتی ہے۔ دماغ سے وسواس نکالتی ہے۔ خون صاف کرتی ہے اور پیٹ کے کیرے مار دیتی ہے۔

سنا کو مفروض استعمال کرنا مناسب نہیں اس کے جو شانہ میں گلاب کے پھول اور روغن بادام ملا لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گلاب کے پھول، ماشہ۔ آدھ سیر وودھ گائے کے ساتھ ایک تولہ برگ سنا پکا کر اس میں کھانڈ ملا کر پینا زیادہ منفعت بخش ہوتا ہے۔ اگر اسے تھوڑی مقدار میں دیا جائے تو ملین ہے۔ زیادہ مقدار میں مہل ہے۔ اس سے پیٹ میں مروڑاٹھتے ہیں۔ مگر ریوند چینی کی طرح بعد میں رد عمل کے طور پر قبض نہیں ہوتی۔ پیٹ سے سنا کی خاصی مقدار خون میں داخل ہو جاتی ہے۔ پھر پیشاب کے ذریعہ اسے مخرج زنگدے کر خارج ہوتی ہے۔ ماں کے دودھ میں بھی اس کا اخراج ہوتا ہے جس سے بچوں کو دست لگ جاتے ہیں۔ سنا کے استعمال کے لیے جو شانہ کے علاوہ خیساندہ کی ترکیب بھی ہے۔

برگ سنا۔ سوٹھ تراشیدہ۔ آب منقطر
۲۔ اونس ۳ گرام ایک لیٹر ان کو چینی کے برتن میں آدھ گھنٹہ
پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد اس خیساندہ کی خوراک دتولہ ہے۔ ویدک طب میں اس

جیسا ندہ کا نسخہ دوسری صورت میں ہے۔

برگ سنا۔ تراشیدہ سوٹھ۔ لونگ (قرنفل) پانی

۲۲ تولہ ۲۳ تولہ ۲۵ تولہ۔ ان کو ایک گھنٹہ

ہلانے کے بعد قبض کے مریضوں کو ۳۲ سے ۵ تولہ کی مقدار میں دیا جائے۔ اس کے پینے

کے آدھ گھنٹہ بعد پیشاب میں سرخی آجاتی ہے۔ اس کی قوی صلا جیت کھانڈ ملانے سے

بھی کم ہو جاتی ہے۔ نمک کے ساتھ کھانے سے چہرہ شفاف ہوتا ہے۔ چھاچھ کے

ساتھ کھانے سے پرانا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ بکری کے دودھ کے ساتھ کھانے سے بدن

قریب ہوتا ہے۔ اونٹنی کے دودھ کے ساتھ کھانے سے سر کا بادی کا درد جاتا رہتا ہے۔ اعلیٰ

کے پتوں کے ساتھ کھانے سے جنون اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ ڈھاک کے رس کے

ساتھ کھانے سے منہ کی بدبو رفع ہوتی ہے۔ آملہ کے رس کے ساتھ کھانے سے کوڑھ

اور مقعد کے پھوڑے میں مفید ہے۔ بکری کے دہی کے ساتھ کھانے سے زہر اترتا ہے

انار کے دانوں کے رس کے ساتھ کھانے سے پیٹ سے ریاخ نکل جاتے ہیں۔ اورک

کے رس کے ساتھ کھانے سے بدبھنی رفع ہوتی ہے۔ انگوروں کے رس کے ساتھ کھانے

سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اسے نرگندی کے رس کے ساتھ کھانے سے بادی اور دل کا

گھٹنا کم ہوتا ہے۔ نیم کے پتوں کے رس کے ساتھ کھانے سے برص ٹپتا ہے۔ پیپل کے

دانوں (دارفلفل) کے ساتھ کھانے سے پاگل پن جاتا رہتا ہے۔

اگر اسے ایک ماہ مسلسل کھایا جائے تو اعضا جسمانی مستحکم ہو جاتے ہیں۔ اور بال سیاہ

ہو جاتے ہیں۔ اگر چالیس روز کھایا جائے تو بدن سے خوشبو آنے لگتی ہے۔

مقامی طور پر سنا ہر قسم کی خارش رفع کرتی ہے برگ حنا۔ شاہترہ اور سرکہ کے

ساتھ پکا کر لگانے سے اگیز میا۔ پھوڑے پھنسیاں رفع ہوتے ہیں۔ حندی کے ساتھ ملا کر

سر پر لگانے سے بال سیاہ ہوتے ہیں اور سر کی پھنسیاں ٹھیک ہونے کے علاوہ بال

بڑھتے اور گنچ جاتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ : علاج کی غرض سے سنا کے پتے اور کوئیلین استعمال کی جاتی ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ ان کی کیمیاوی ہیئت میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ اس کا نباتاتی نام عبرانی زبان کے لفظ CASSIA سے حاصل ہوا ہے جس کے لفظی معنی کسی چیز کو کاٹ دینے کے ہیں کیونکہ یہ قاطع قبض ہے۔ اس کی کوئیلین سوکھے ہوئے ثمر کے تجزیہ سے اس میں پیروزہ۔ آکسلیٹ کے علاوہ سبز رنگ دینے والا عنصر TRI-HYDROXY FLANONE پایا جاتا ہے۔ جسے KAEMPORPHANOL بھی کہتے ہیں اس کے اجزاء

عامل کا تعلق ANTHRONES سے ہے۔ جن کی قسمیں SENNOSIDES - B

C - D معلوم ہوئی ہیں۔ یہ اصل میں EMODIN ANTHRONE GLUCOSIDES ہیں یہ وہ گروہ ہے جو مصیبت میں بھی کسی قدر سے پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ تمام نباتات ANTHRACENE PURGATIVES کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔

حال ہی میں ماہرین کیمیا نے ANTHRASQUINONES سے ایک جراثیم کش دوائی DONOMYCIN حاصل کی ہے۔ اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ۔ ANTIBIOTICS پھپھوندی سے حاصل ہوئی ہیں۔ لیکن کسی کیمیکل سے کھانے والی جراثیم کش دوائی حاصل کرنے کا پہلا تجربہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دوائی کو حاصل کرنا اتنا آسان ہے کہ ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں یہ عمل انجام دیا جاسکتا ہے۔ DONOMYCIN ایک ایسی دوائی ہے جو مدتوں تک مؤثر رہ سکتی ہے۔ درجہ حرارت میں تبدیلی اس کی افادیت کو متاثر نہیں کرتی اور یہ نہ صرف عام پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک کر سکتی ہے بلکہ GRAM NEGATIVE جراثیم کی ایسی قسموں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جن پر دوسری ادویہ بیکار پائی گئی ہیں۔ انسانی جسم سے آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور اس کے مضر اثرات کم ہیں اور جراثیم میں اس کے عادی ہو جانے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے مرہق

کو شفا یابی تک اطمینان سے دیا جاسکتا ہے۔

(B - A) SENNOSIDES کے لیے عام طور پر اس کے استعمال کئے جاتے ہیں اور انہی کی موجودگی کی تشریح کی بنا پر اس کے تاثر کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اس میں CHRY SOPHANIC ACID SENNA

PHOECRETIN _____ TARTARIC ACID _____ MUCILAGE

PICRIN VEGETABLE SALTS MUCILAGE پائے جاتے ہیں۔

اطباءِ جدید کے مشاہدات:

طبِ جدید میں قبض کو توڑنے کے لیے اب تک پانچ ہزار سے زائد ادویہ مستعمل رہی ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کی ادویہ کی فہرست بھی سینکڑوں میں تھی۔ مگر آج کے دوا فروش کے پاس صرف تین ایسی ادویہ ہیں جو اس غرض سے کام آتی ہیں جن میں سے ایک سنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ہزار سالوں پر محیط طویل مشاہدات کے بعد سنا وہ منفرد دوائی ہے جس کی مقبولیت اور اہمیت آج بھی وہ ہے جو ہزار سال پہلے تھی۔

برٹش فارما کوپیا کوڈیکس نے اسے بطور طہین سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کے معیار کے مطابق بھارتی سنا کے بیجوں پر چوڑائی میں دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ مصری سنا کے دانوں پر جالی سی بنی ہوتی ہے۔ ان کے سرکاری معیار کے مطابق بھارتی سنا میں SENNOSIDES-A+B کی مقدار ۱۔۲ فیصدی ہونی چاہیے جبکہ مصری میں یہ مقدار ۳۔۲ فیصدی ہونی چاہیے۔

مسلم مرکبات

OFFICIAL PREPARATIONS

۱۔ سنا کی گولیاں SENNA TABLETS ان میں اجزاء رعال SINNOIDES کی مقدار ۵.۷ ملی گرام فی گولی ہونا ضروری ہے۔

۲۔ LIQUORICE COMPOUND POWDER اس کے اجزاء رعال سرکاری تناسب حسب ذیل ہے۔

برگ سنا - گندھک - ملٹھی - سونف - کھانڈ
۱۶۰ گرام ۸۰ گرام ۶۰ گرام ۸۰ گرام ۵۲۰ گرام یہ تمام چیزیں باریک
پیس کر ملائی جائیں۔ مقدار خوراک ۲ سے ۳ چھوٹے چمچے۔

۳۔ LIQUID EXTRACT SENNA اس کا نسخہ یہ ہے۔

برگ سنا روغن کشتیز الکحل آب مقطر
۱۰۰ گرام CORIANDER OIL ۶ ملی لیٹر ۲۵۰ ملی لیٹر ۱ لیٹر
اس کے علاوہ غیر سرکاری طور پر اس کا جزو رعال SENNO SIDE صاف کر کے نیکہ کی

صورت میں دستیاب ہے۔ جسے زیر جلد یعنی HYPODERMIC-IC-INJECTION کے ذریعہ بطور مسہل استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا نام SEINNATIN ہے۔

جلدی امراض میں سنا ایک لاجواب دوائی ہے۔ اسے مہندی اور کلونجی کے ساتھ ملا کر اگر سرکہ میں حل کر کے استعمال کیا جائے تو یہ پھیپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اور خاص طور پر ان حالتوں میں جب زخموں پر تکلیف وہ چھلکے آئے ہوں، میں کمال کی دوائی ہے۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں بھی سنا کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے جب آکسلیٹ اور یوریک اسید زیادہ مقدار میں پیدا ہو رہے ہوں تو سنا کا استعمال ان کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ پشیاہ میں آکسلیٹ آنے آئندہ کی پتھری کا پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جلن اور ذہنی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوریک اسید اور آکسلیٹ پشیاہ

میں حل نہیں ہوتے اور مریض کو سفید رطوبت کی صورت میں علیحدہ نظر آتے ہیں جسے ان پڑھ
 معالج جریان قرار دیتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے لیے سناکی کا مٹھی اور سوئف کے ساتھ
 مرکب بڑے شاندار اثرات رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے چند روزہ استعمال سے پیشاب
 میں آنے والی سفید رطوبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

سناکی کا مسلسل استعمال گردوں، پتہ اور مٹانہ سے پتھری کو حل کر کے نکالنے

میں شہرت رکھتا ہے۔

شہد — عسل

HONEY

MEL

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ ایک سورۃ اس کے نام سے نازل کی اور اس کے کمالات کی تعریف فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکھی اور اس سے حاصل ہونے والے عناصر میں انسانی زندگی کے لیے افادیت پائی جاتی ہے۔ شہد کی عام مکھی کو علم الجیوانات میں APIS MELIFICA کہتے ہیں۔ یہ حیوانات کے APIS خاندان کی ایک رکن ہے جبکہ اسی خاندان کے اور اراکین جو شکل و صورت میں اس سے ملتے جلتے ہیں اسی قسم کا کام کرتے ہیں۔

بہت سے جانور۔ پرندے۔ کیڑے مکوڑے سے تحفظ ذات کے لیے گھر بنائے ہیں مگر جس طرح کا خوبصورت گھر۔ اس کا انتظام۔ شہد کی مکھی کرتی ہے کسی اور پرند اور چرند کے یہاں نہیں ملتا۔ مکھیوں کا چھتہ چھ کونوں والے خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کی دیواریں موم سے بنتی ہیں۔ ان میں دراڑوں اور سوراخوں کو بند کرنے کے لیے درختوں کی کوسپوں سے بیروزہ کی طرح کا ایک لیسڈار مادہ PROPOLIS حاصل کیا جاتا ہے۔ ان چھتوں میں درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے ایئر کنڈیشن کا مربوط نظام ہے اور مکھیاں اپنے پسندیدہ حالات میں شدید جدوجہد کی ایک فعال زندگی گزارتی ہیں۔ ہر چھتے میں ایک ملکہ ہوتی ہے جو روزانہ ایک ہزار کے قریب انڈے دیتی ہے۔ کارکن مکھیاں ان انڈوں سے بچے نکالتے۔ ان کو غذا مہیا کرنے اور ان کے لیے رہائشی کمرے تیار کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں بے کار افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

کارکن مکھیاں تمام دن اڑتی ہوئی پھولوں سے " مار الحیات " NECTAR تلاش کرتی ہیں۔ ہر پھول کے نیچے مٹھاس کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ مکھیاں اس کی تلاش میں ڈال ڈال منڈلاتی ہیں اور جہاں سے مل جائے اسے اپنے منہ کی تھیلی میں رکھ کر چھتے کو لوٹ جاتی ہیں اور اپنی برادری کو اس علاقہ میں مزید مار الحیات کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع بھی دیتی ہیں۔ ابتدائی طور پر اس مار الحیات میں ۸۰-۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ چھتے میں لے جا کر اسے گاڑھا کیا جاتا ہے اور جب اس سے شہد تیار ہے تو اس میں پانی کی مقدار ۱۸-۱۶ فیصدی کے درمیان رہ جاتی ہے۔

یہ مکھیاں نسطوا کی حدت سے لے کر برقانی میدانوں کی برودت تک میں زندہ رہ سکتی ہیں۔ مگر ان کے چھتے کا اندرونی درجہ حرارت ۵۴-۹۳ کے قریب رہتا ہے۔ اگر اس پائس کا موسم ۱۲.۵ تک بھی گرم ہو جائے تو چھتہ متاثر نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک میں زیادتی کی وجہ سے ذخیرہ پرگزراؤتات اور خوشگوار موسم کا انتظار کرتی ہیں۔ ایک چھتہ سال میں تقریباً ۵ کلوگرام مار الحیات حاصل کر کے اس سے شہد تیار کرتا ہے۔ چھتوں میں شہد کے علاوہ موم اور پولن کے دانے بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں کے درمیان ان کے تولیدی اعضاء ہوتے ہیں۔ مکھی جب اس کو چوسنے کے لیے کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو تر پھولوں کے تولیدی دانے اس کے جسم کو لگ جاتے ہیں جن کو POLLEN کہتے ہیں۔ پولن کے دانے لگی مکھی جب دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے تو اس کے نسوانی حصے ان دانوں کو اپنی جانب کھینچ کر باروری حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح مکھی کی اڑان زراعت کے لیے ایک نہایت مفید خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والی ۹۰ اقسام کی زرعی پیداوار کی ترویج اور باروری صرف شہد کی مکھی کی مرہون منت ہے۔ پولن کے جو دانے بچ جاتے ہیں۔ ان کو چھتے میں لے جا کر کارکنوں کی خوراک میں لٹی اجزاء کے طور پر شامل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کچھ

مقدار شہد میں بھی موجود ہوتی ہے۔ مغربی ممالک کے بہت سے لوگوں کو موسم بہار میں حساسیت کا دورہ پڑتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حساسیت فضا میں اڑانے والے پولن کے دانوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے جب یہ دانے شہد میں ملے ہوئے ایسے لوگوں کی غذا میں شامل ہوتے ہیں تو ان کو اس کے استعمال سے بھی حساسیت ہو جاتی ہے۔ علمی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر ہم نے اپنی چالیس سالہ طبی زندگی میں ایسے مریض پانچ سے زیادہ نہیں دیکھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مریضوں میں شہد کی اپنی افادیت حساسیت پر غلبہ پالیتی ہے۔

پھنتوں سے شہد حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو ان کو نچوڑ کر شہد نکالا جائے اور دوسرے میں ان میں گھاؤ لگا کر شہد نکال لیا جاتا ہے۔ پہلے میں موسم اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جبکہ دوسری میں خالص شہد کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

شہد دنیا کی قدیم ترین غذاؤں اور دواؤں میں سے ہے۔ مصر قدیم میں لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں بھی شہد استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر میں بادشاہوں کی غذا کے ذخیروں میں شہد بھی رکھا جاتا تھا۔ پانچ ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ شہد خراب نہ ہوا۔ البتہ رنگ کالا پڑ گیا تھا۔ سولھویں صدی کے عراق جہاز اب جب برآمد ہوئے تو ان سے شہد کے جو برتن نکلے ان کا شہد صدیوں میں بھی خراب نہ ہوا۔

شہد کی زراعت

آسمانی کتابوں اور تجربات سے لوگوں کو شہد کی اہمیت سے روز بروز زیادہ واقفیت ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے اس کو تجارتی پیمانہ پر تیار کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے۔ دنیا کی مارکیٹ میں اس وقت چین، امریکہ، روس، جرمنی، آسٹریلیا، کنیڈا، میکسیکو، بڑے ممالک ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور قبرص کا شہد بھی بڑا

مقبول ہے۔

شہد کا ذائقہ اور رنگت اس فصل پر منحصر ہوتا ہے جس کے پھولوں سے مکھیوں نے شہد حاصل کیا۔ اگرچہ آج کل کی تجارتی ضروریات مکھیوں کو اتنی مہلت نہیں دیتیں کہ وہ پھول پھول پھر کر ”مارالجات“ جمع کریں۔ اس کے باوجود بعض جگہوں خاص کر چین سے خصوصی کھیتوں کا شہد حاصل ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں وہاں سے نیم کے درختوں سے حاصل ہونے والا شہد دیکھنے کا موقع ملا۔ اگرچہ رنگت میں سیاہی مائل تھا مگر ذائقہ میں ہلکی سی کڑواہٹ اس کو لذیذ بنا رہی تھی۔ چین کے لوگ عام مشروب کے طور پر شہد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی صحت بہتر اور شہد کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج کل دنیا میں ہر سال ۵ کلو شہد سالانہ پیدا ہوتا ہے۔ جن میں امریکہ اور روس کی برآمدکیاں طور پر ۳ کلو بتائی جاتی ہے۔ ارجنٹائن اور میکسیکو سے کریم والا شہد اور کینیڈا سے ایسا شہد برآمد ہوتا ہے جس میں گلوکوس وغیرہ کی مقدار ۵۰ فیصدی تک ہوتی ہے۔

شہد سے یورپ میں مٹھائیاں اور لیسکٹ بنتے ہیں۔ برٹش فارما کو پیاس کے مشورہ کے مطابق کھانسی کے بعض شربت اس سے بنائے جاتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں شہد سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی ہے جسے MEAD کہتے ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ جگر کو خراب نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ مفروضہ غلط ہے۔ کیونکہ جگر اور اعصاب کو خراب کرنا الکحل کا خاصہ ہے اور وہ اس میں معقول مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

ارشادِ قرآنی

قرآن مجید میں ایک سورۃ خصوصی طور پر شہد کی مکھی کے بارے میں موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔

واوحي ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال
بيوتا ومن الشجر وما يعرشون . ثم كلى من كل
الثمار فاسدكى سبل ربك ذللا يخرج من بطونها
شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس ان فى
ذلك لاية لقوم يتفكرون . (النحل : ۶۸ ، ۶۹)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں ، درختوں کی بلندیوں پر
اپنا گھر بنائے پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے رزق حاصل کرے اور اپنے رب کے
متعین کردہ راستہ پر چلے ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ کی رطوبتیں نکلتی ہیں
جن میں لوگوں کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں ہیں
تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کر کے فائدہ اٹھائیں)

اس آیت مبارکہ میں تین اہم نکات ہیں کہ شہد کی مکھی کے ٹھکانے بلندیوں پر ہوں
گے۔ وہ پھلوں سے اپنا رزق حاصل کرے گی اور اس کے منہ اور پیٹ سے متعدد اقسام
کے جوہر خارج ہوں گے۔ "مختلف الوان" کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان کے رنگ جدا جدا
ہوں گے بلکہ ان کی قسمیں کئی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ ہر قسم کے فوائد علیحدہ ہوں گے۔ اس
امر کی نشان دہی اور ان میں انسانوں کے لیے شفا کا سراغ دینے کے بعد قرآن مجید ہم
سے یہ توقع کرتا ہے کہ ہم ان کے بارے میں تحقیقات کریں۔ ان کے منہ اور پیٹ سے
نکلنے والی رطوبتوں کا پتہ چلائیں اور ان کے فوائد کو معلوم کر کے اپنی بہتری کے لیے کام
میں لائیں۔

وانها من عسل مصفى ولهم فيها من كل

الثمار . (محمد : ۱۵)

(جنت میں ملنے والی عمدہ اشیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہاں پر عمدہ اور

خالص شہد کی نہریں ہوں گی اور ان لوگوں کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے،
قرآن مجید میں جنت میں رکھی گئی چیزوں کا مختلف مقامات پر جو تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان
میں زیادہ طور پر پھل۔ موتی۔ مورگے قیمتی دھاتیں اور زیورات ہیں مگر ان کے ساتھ وہاں پر
بہنے والی نہروں میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ دو دھوا یا لذیذ کہ پیتے والے پسند کریں اور
اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا۔ وہ شراب جو خوش ذائقہ ہے۔ شفاف پانی اور خالص شہد
شہد اتنی عمدہ اور اہم چیز ہے کہ اسے جنت کے بہترین مشروبوں میں سے قرار دیا گیا۔

يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات
ازواجك والله غفور رحيم۔ (التحریر: ۱)

اے نبی! تم کسی ایسی چیز کو کیوں حرام کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
حلال کر دیا ہے۔ کیا تم ایسا کر کے اپنی بیویوں کی مرضی پوری کر رہے ہو؟ تمہارا
رب بخش دیتے والا اور رحم کرتے والا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شہد کو جو اہمیت عطا فرمائی یہ سورہ مبارکہ اس باب میں ایک دلچسپ
پس منظر بیان کرتی ہے۔ اہمات المؤمنینؓ نے دیگر خواتین کی طرح آپس کی چپقلش میں سرکار
کو آودہ کرنے کی ایک کوشش کی جس کا حال صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے۔
ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلوى
والعسل. وكان اذا انصرف من العصر دخل
على نساءه فيم نؤمن احداهن فدخل على
حفصة بنت عمر رضي فاحتبس اكثر ما كان يحتبس
فغرت فسالت عن ذلك فقيل اهدت لها
امراة من قومها عكة عسل، فسقت النبي

صلى الله عليه وسلم منه شربة ، فقلت : اما
والله لنحتالن له ، فقلت لسودة بنت زمعة !
انه سيد نومنا ، فاذا دنا منك فقولى ؛
اكلت مغاير فانه يقول لا ، فقولى له : ما
هذه الريح اجد ؟ سيقول لك سقتنى حفصة
شربة عسل ، فقولى : حرس نحل
العرفط وساقول ذلك ، وقولى له انت يا
صفية ذلك ، قالت تقول سودة فوالله
ما هو الا ان قام على الباب ، فاردت ان اتأديه
بما امرتني فرقا منك ، فلما دنا منها ، قالت
له سودة : يا رسول الله اكلت مغاير ؟ قال
" لا " قالت : فما هذه الريح التي اجد منك ؟
قال سقتنى حفصة شربة عسل . قالت
جرت نحل العرفط فلما دار الى
قلت له نحو ذلك ، فلما دار الى صفية
قالت له مثل ذلك . فلما دار الى حفصة
قالت له : يا رسول الله الا اسقيك منه ؟
قال . " لا حاجة لي فيه " قالت سودة والله
لقد حرمنا ، فقلت لها : اسكنى .

(بخارى ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوا اور شہد بہت پسند تھے۔ ان کا دستور تھا کہ

وہ جب عصر سے فارغ ہوتے تو وہ ازواج کے پاس جاتے۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ چیل بھی کرتے۔ ایک روز جب وہ حفصہ بنت عمر کے یہاں گئے تو ان کا قیام معمول سے زیادہ دیر رہا۔ میں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ اس کی قوم کی کسی عورت نے اسے شہد کی ایک کپٹی تحفہ میں دی ہے۔ اس نے حضور کو اس میں سے شربت پلا کر زیادہ دیر روک لیا۔ میں نے اس پر قسم کھائی کہ میں اس کے نوڑے میں منسوبہ بناؤں گی۔ میں نے اس بارے میں سووہ بنت زمعہ سے کہا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے معاف کر لیا ہے۔ (معاذی اللہ) بدبو گوندھی جو کہ عرفط کی جھاڑیوں سے حاصل ہوئی تھی اور حضور بدبو کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان کی ناپسندیدہ ترین چیز کا تذکرہ کرنا بہت دلانی چاہی، وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر کہنا کہ پھر آپ سے یہ بدبو کیسی آرہی ہے؟ وہ کہیں گے میں نے تو حفصہ کے یہاں سے فقط شہد کا شربت پیا ہے۔ تب کہنا کہ ایسا لگتا ہے کہ شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے بھی رس چوس آئی ہوگی۔ اور میں بھی ایسا ہی کہوں گی۔ پھر صقیہ سے مخاطب کر کے کہا کہ وہ بھی منسوبہ کے مطابق حضور سے ایسا ہی کہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں حضور تشریف لے آئے اس وقت میرا جی چاہا کہ ان کو منسوبہ سے آگاہ کر دوں مگر اتنے میں وہ سووہ کے قریب آگئے۔ اور اس نے کہا: "یا رسول اللہ! کیا آپ معاف کر لیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: "نہیں" پھر اس نے کہا: تو آپ کے متب سے یہ بدبو کیسی آرہی انہوں نے کہا کہ میں نے تو حفصہ کے یہاں سے صرف شہد پیا ہے۔ پھر اس نے کہا: لیکن ہے شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے رس چوس آئی ہو۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا۔ اس کے بعد جب وہ صقیہ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نے بھی وہی کچھ کہا۔

اگلے دن جب وہ حفصہؓ کے گھر گئے اور اس نے ان سے شہد پینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش نہیں۔ اس پر سودہؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے اسے ان کے لیے حرام کروا دیا۔ میں نے اسے کہا کہ چپ رہے۔

یہی روایت امام بخاریؒ نے عبید بن عمیرؓ کے توسط سے حضرت عائشہؓ سے جب بیان کی تو اس میں شہد پلانے والی زوجہ محترمہ کا نام زینب بنت جحش مذکور ہے۔ اور حضرت حفصہؓ کا اسم گرامی سودہؓ کی جگہ بیان ہوا۔ اس روایت میں اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے سارا منصوبہ سننے کے بعد فرمایا۔

”میں آئندہ کبھی شہد نہ پیوں گا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحريم اتاری اور فرمایا کہ بیویوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے آپ اس چیز کو جو کہ حلال ہے۔ اپنے اوپر حرام نہ کر لیجئے۔

تمام واقعہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو کتنی اہمیت عطا فرمائی کیونکہ اگر ان کی تصحیح نہ کی جاتی اور وہ آئندہ زندگی شہد سے کنارہ کش رہتے تو ان کی امت کا کوئی شخص شہد پر متوجہ نہ ہوتا اور اس طرح امت مسلمہ ایک مفید خوراک اور لاجواب دوا سے محروم ہو جاتی۔

کُتُبِ مُقَدَّسَہ

.... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے تھوڑا سا روغنِ بلسان۔

تھوڑا سا شہد۔ کچھ گرم مصالحہ اور مر۔ اور پستہ اور بادام

(پیدائش ۱۲-۱۱ : ۳۳)

یہاں پر شہد کو ان چیزوں میں شمار کیا گیا جو اتنی اہمیت رکھتی ہیں کہ ان کو تحفہ میں

دیا جائے۔

..... میں اترا ہوں کہ ان کو مصر لوہوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس ملک سے نکال کر ان کو ایک اچھے اور وسیع ملک میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے یعنی کنعانیوں اور عینیوں اور اموریوں فرزیوں اور حویلوں اور یوسیوں کے ملک میں پہنچاؤں۔ (خروج ۸ : ۳)

اسی باب کی آیت نمبر ۱۸، ۱۷ میں اسی بات کی تکرار ہے کہ قوم کو دودھ اور شہد کی نہروں والی مملکت میں آباد کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں جنت کی نشانیاں ہیں۔ اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ جس ملک میں تو نے ہم کو بھیجا تھا۔ ہم وہاں گئے اور واقعی دودھ اور شہد اس میں بہتا ہے۔ (گنتی ۲۷ : ۱۳)

اسی قسم کی ایک جنتِ ارضی کی تعریف میں فرمایا گیا۔

وہ ایسا ملک ہے جہاں روشن دارزئیون اور شہد بھی ہے۔

(استثنا ۹ - ۸ : ۸)

شہد کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

دیکھو میری آنکھوں میں ذرا سا شہد چکھنے کے سبب سے کیسی روشنی آئی۔

(سیموئل - ۲۳ - ۲۴ : ۱۴)

اسی باب میں مذکور ہوا۔

..... اور شہد اور مکھن اور بھیڑ بکریاں اور گائے کے دودھ کا پنیر

داؤد کے اور اس کے ساتھ کے لوگوں کے کھانے کے واسطے لائے۔

(سیموئل ۲۹ - ۱۷)

وہ دریاؤں کو دیکھنے نہ پائے گا۔

یعنی شہد اور مکھن کی بہتی ندیوں کو۔ (ایوب ۱۷ - ۲۰)

زبور مقدس میں شہد کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد ہوا۔

وہ سونے سے بلکہ بہت کندن سے بھی زیادہ پسندیدہ ہیں وہ شہد سے بلکہ

چھتے کے ٹیکوں سے بھی شیریں ہیں۔ (زبور۔ ۱۰ - ۲۰)

اپنے بیٹے کو نصیحت ہوتی ہے۔

”اے میرے بیٹے تو شہد کھا کیونکہ وہ اچھا ہے۔ اور شہد کا چھتا بھی۔ کیونکہ

وہ مجھے میٹھا لگتا ہے۔“ (امثال۔ ۱۳ : ۲۲)

شہد کو بطور صفت قرار دے کر ارشاد ہوا۔

اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے۔ شہد و شیر تیری زبان

تلیے ہیں۔ (غزل الغزلات ۱۱ : ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اور ان کی خوراک کے بارے

میں ارشاد ہوا۔

..... وہ اس کا نام عمانویل رکھے گی۔ وہ وہی اور شہد کھائے گا جب

تک کہ وہ تیگی اور بدی کے رد و قبول کے قابل نہ ہو۔

(یسعیاہ۔ ۷ : ۱۵)

انجیل مقدس میں مسیح کے حواریوں کی خوراک کے بیان میں ارشاد ہوا۔

”یہ یرحنا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چرٹے کا ٹپکا اپنی کمر سے باندھے

رہتا تھا۔ اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ (متی۔ ۲ : ۳)

ارشادات نبوی

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

ذہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل

اربع من الدواب . النملة ، والنحلة والهدد و
الصوم . (ابوداؤد ، داری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار حشرات کو مارنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی
شہد کی مکھی۔ ہدہد اور چڑی مولا

چیونٹی۔ ہدہد اور چڑی مولا (غالباً تلیر) چونکہ درختوں کو نقصان دینے والے
کیڑوں کو کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کو مارنا لوگوں کا خود اپنا نقصان ہے اور یہی
کیفیت شہد کی مکھی کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں۔

قد جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان
أخى استطلق بطنه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اسقه عسلاً . فسقاه ثم جاء فقال
سقيته فلم يزد إلا استطلاقاً . فقال له ثلاث
مرات ثم جاء الرابعة فقال اسقه عسلاً فقال لقد
سقيته فلم يزد إلا استطلاقاً فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم صدق الله وكذب بطن أخيك
فسقاً فبلاً . (بخاری و مسلم)

دایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی
کو اسہال ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔
وہ پھر آکر کہنے لگا کہ شہد پیتے سے اسہال میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے پھر فرمایا
کہ شہد پلاؤ۔ اسی طرح وہ حال بیان کرتا تین مرتبہ آچکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا
کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ

جھوٹا کتاب ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا۔

یہ حدیث علم العلاج اور ماہیت مرض کے بارے میں ایک روشن راہ ہے۔ کیونکہ اسہال کا سبب آنتوں میں سوزش ہے۔ جو کہ جراثیم یا ان کی زہروں یعنی TOXIN یا وائرس سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے مریض کی آنتوں میں حرکات کو فوری طور پر بند کر دیا جائے تو سوزش بدستور رہے گی یا زہریں وہی رہ جائیں گی۔ اس لیے علاج کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے آنتوں کو صاف کیا جائے۔ پھر جراثیم مارے جائیں۔ شہد میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ یہ دونوں کام کر سکتا تھا۔

اسہال کے جدید علاج میں آج کل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بار بار کی اجابتوں سے مریض کے جسم سے نمکیات نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے یا پانی کی کمی سے گردے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا حل یہ تلاش کیا گیا ہے کہ مریض کو نمک اور گلوکوس کا ایک مرکب پانی میں گھول کر بار بار پلاتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ORS کے نام سے مشہور ہے۔

شہد میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ پانی میں گھول کر شہد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو نمکیات کی مکمل ضروریات کے ساتھ توانائی مہیا کرنے والے عناصر بھی حاصل ہوں اور اس طرح نہ صرف کہ وہ صحیح طریقہ سے تندرست ہوگا بلکہ بعد میں کوئی پچھیدگی یا کمزوری بھی نہ ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لعق العسل ثلاث غدوات في كل شهر لم يصبه
عظيم من البلاء۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

(جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن صبح صبح شہد چاٹ لے اس کو اس مہینہ میں کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی)۔

یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ باقاعدہ شہد پینے والے کو دل-گردوں اور پیٹ کی کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو اہم ارشادات منقول ہیں۔

كان احب الشرايب الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم العسل : (بخاری)

اپنے والی چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا
انہوں نے اپنی پوری زندگی میں روزانہ شہد پیا۔ اور ہمیشہ تندرست رہے۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يحب الحلوی و
العسل - (بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلویہ (مٹھاس) اور شہد بہت زیادہ پسند تھے)
حضرت عبداللہ بن سعوذ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
علیکم بالشفائین: العسل والقرآن۔ (ابن ماجہ، مستدرک الحاکم)

(تمہارے لیے شفا کے دو منظر ہیں۔ شہد اور قرآن)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرطے سنا کہ
ان كان فی شئء من اودیتکم خیر ففی شرطۃ محجم
او شربۃ عسل۔

(تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی کا اگر کوئی عنصر ہے تو وہ پھنے لگانے
اور شہد پینے میں ہے)۔

مسند احمد میں اسی حدیث میں عسل کے بعد مذکور ہے۔

اولد غتہ بتاں توافق داء و ما احب ان اکتوی :
(یا آگ سے جلانا بھی بیماری کے مطابق ہے۔ مگر میں آگ سے جلانے کو پسند

نہیں کرتا۔

مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔ بخاری اور ابن ماجہ نے یہی ارشاد گرامی الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں۔

الشفاء في ثلاثا - شربة عسل وشرطة مجم وكية
نار وانهي امتي من الكي -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان الخاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل -

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم، ابونعیم، المحارث)

خاصہ گردے کا ایک اہم حصہ ہے جب اس میں سوزش ہو جائے تو گردے
والے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔ اس کا علاج جلے ہوئے پانی اور شہد
سے کیا جائے،

خاصہ سے مراد گردے کا بطن ہے جسے طب میں PELVIS کہتے ہیں۔ محدثین نے
جلے ہوئے پانی سے مراد اُبلایا ہوا پانی لیا ہے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنت کی پیروی
میں "مار المحرق" کی جگہ ہمیشہ بارش کا پانی استعمال کیا ہے۔

"کنز العمال" میں مسند فردوس کے حوالہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک
روایت کا خلاصہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔

درهم حلال يشتري به عسلا ويشرب بماء المطر شفاء

من كل داء - (مسند فردوس)

(اپنی حلال کی کمائی کے درہم سے شہد خرید کر اسے بارش کے پانی میں ملا کر پینا)

تقریباً سبھی بیماریوں کا علاج ہے،

حضرت خترمؓ بن حسان بن عامر بن مالک بیان کرتے ہیں۔

بعثت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وعک بی والتس منه
دواء وشفاء فبعث الی بکة من عسل۔ (مسند عامر بن مالک،

ابن عساکر، ابن ابی شیبہ، ابن مندہ)

میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں ملتی ہوا کہ وہ مجھے دوا

اور دوا سے فیض یاب کریں۔ انہوں نے جواب میں مجھے شہد کی کپی روانہ فرمائی،

بیمار نے دوا طلب کی تھی جس کے جواب میں شہد عطا فرمایا گیا۔ مطلب صاف

ظاہر ہے تم اسے پیو۔ ٹھیک ہو جاؤ گے۔

حضرت علیؓ بن ابوطالب روایت فرماتے ہیں۔

اذا اشتکی احدکم فلیسئل امراتہ ثلاثۃ دراهم او نحوها

فلیشتر بہا عسلا ولیأخذ من ماء السماء فیجمع ہنیئاً

مریاً وشفاء و مبارکاً۔

(ابن المنذر، ابن ابی حاتم، احمد بن الفرات)

تم سے جب کوئی بیمار ہو تو اپنی بیوی سے تین درہم یا اس سے کچھ کم لے کر اس

کا شہد خرید لائے۔ پھر اس میں آسمان کا پانی ملا کر انہیں خلوص دل کے ساتھ پی

لے کہ مبارک بھی ہے اور شفا کا منظر بھی،

حمید بن زنجویہ۔ سیوطی اور زرین نے حضرت عبداللہؓ بن عمر کا ایک دلچسپ

عمل ان کے غلام نافعؓ سے بیان کیا ہے۔

کان لا یشکو قرحۃ ولا شیئاً الا جعل علیہ عسلاً حتی

الدامل، اذا کان بہ طلاء عسلاً فقلنا لہ تداوی

الدمل بالعسل؟ — فقال اليس يقول الله -
 "فيه شفاء للناس"

وہ جب بھی بیمار ہوئے یا ان کو کوئی زخم ہوتا فوری طور پر علاج کرتے۔ حتیٰ کہ اگر
 ان کو پھنسی بھی نکلتی تو اس پر شہد لگاتے تھے۔ ہم نے ایک روز تعجب سے کہا
 کہ کیا آپ پھنسی پر شہد لگاتے ہیں؟ فرمایا! "کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اس میں
 لوگوں کے لیے شفا ہے"

مسند احمد بن حنبل میں متعدد روایات اس امر کی ہیں کہ جسمانی کمزوری۔ تھکن اور مختلف
 امراض کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شہد کا شربت اور کبھی دودھ میں شہد ملا کر پیا
 لوگوں کو بھی ایسے ہی تلقین فرمائی۔

عن ابن عباس قال اول ما سمعنا بالفالوذجر ان جبرائيل
 عليه السلام ارسل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
 ان امتك تفتح عليهم الارض فيفاض عليهم فقال الدنيا
 حتى انهد ليا كلون من الفالوذجر -

"فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما الفالوذجر قال يخلطون
 السمن والعسل جميعاً. فشهو النبي صلى الله عليه وسلم
 لذلك شهقة" (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ابھی فالودہ کے بارے
 میں نہ سنا تھا کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آئے اور فرمایا کہ آپ کی امت بہت سے ملکوں کو فتح کرے گی اور ان کو بہت
 زیادہ مال و دولت ملے گی اور وہ فالودہ کھائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
 کہ یہ فالودہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ گھی اور شہد کو ملا کر اسے بناتے ہیں

اس پر آپ روتے کی آواز نکال کر روئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔

أهدى للنبي صلى الله عليه وسلم غسل فقسه بيننا

لعقة لعقة فأخذت لعقتي ثم قلت يا رسول الله ازداد

أخري - قال نعم - (ابن ماجه)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ میں شہد آیا۔ انہوں نے ہم سب کو محفوظ رکھوڑا

چاٹنے کے لیے مرحمت فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ چاٹ کر مزید کی عرض کی اور

انہوں نے قبول فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پانے والے صحابہ کرام بھی شہد کو بہت پسند کرتے

تھے۔ امہات المؤمنین میں اس کی پسند کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب سٹلمہ پوچھنے

حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک اندھے کو سنگترے کی قاشیں

پھیل کر ان کو شہد میں ڈبو کر کھلا رہی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نابینا حضرت ام مکتومؓ

ہیں جن کے خلوص کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اہمیت دی کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی ایک سورۃ

نازل ہوئی۔ اور اسی اہمیت کے اعتراف ہی وہ ان کی ذاتی طور پر تحاطر و مدارات کر

رہی تھیں۔ بخاطر داری کے یہ انہوں نے سنگترہ پسند فرمایا جو کہ عرب میں اب بھی

نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے وہ تحفہ چیز تھی جس کے ساتھ شہد ملا کر اس کی لذت اور افادیت

میں اضافہ ہو گیا۔

محمدین کے مشاہدات

جب عوف بن مالک الاشجعی بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ کسی گھر سے

بارش کا رکھا ہوا پانی مانگ لائے۔ اس نے مقصد پوچھا تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

”وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مَبَارَكًا“

(ہم نے آسمان سے ایک برکت والا پانی اتارا ہے)
پھر فرمایا کہ شہد لاؤ اور اس کو توضیح میں فرمایا کہ قرآن مجید نے اس کی اہمیت کی
سندیوں عطا کی ہے۔

”فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ“

(اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں سے شفا ہے)
اس کے بعد زیتون کا تیل طلب فرمایا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن مجید نے
اسے کتنی اہمیت عطا کی ہے۔

”مَنْ شَجَرَةٌ مَبَارَكَةٌ مِنْ يَتُونَةَ“

(یزرتیون کے مبارک درخت سے ہے)
انہوں نے ان تینوں چیزوں کو ملایا اور پی گئے۔ دو تین دن میں تندرست ہو گئے
یہ واقعہ ابو العباس احمد بن علی العبیدی المقریزی نے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت
عوف بن مالک ہمیشہ شہد کا سرمہ لگا یا کرتے تھے۔
ابن کثیر نے حضرت علیؑ کا ایک نسخہ بیان کیا ہے کہ مریضوں کو ہدایت کرتے تھے
کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کا غڈ پر لکھ کر اسے بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی میں شہد
ملا کر پی لیں شفا یاب ہو جائیں گے۔

جامع الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نسخہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی

آیت لکھ کر اس پر شہد لگا دیا جائے۔ پھر اس کو چاٹ لیں شفا ہو جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اس لیے

ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کی صفت شفا سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے

اس کے ساتھ شہد کو شامل کر لیا۔ کیونکہ اس کی شفا کا انکشاف بھی قرآن مجید نے کیا اور وہ

خود اپنی خاصیت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

”ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين“

(اس میں شفا کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لیے)

محدثین کرام نے زیادہ توجیہ اس حدیث پر دی ہے جس میں ابو سعید الخدریؓ اسماں کے مریض کی تین چار مرتبہ آمد کے بعد شفا بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ کذب بطن اخیلی۔ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شہد ایک یا دو مرتبہ پلاتا بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وہ بار بار پیئے تاکہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ اس کے بعد شہد کی مزید مقدار اس لیے مطلوب ہوئی کہ وہ ان مردہ جراثیم اور ان کی زہروں کو پیٹ سے نکال دے اور اس طرح مریض کو شفا طبعی نقطہ نظر سے مکمل طور پر ہوئی۔ کیونکہ اجابتوں کی کثرت کو کم کر دینا علاج نہ تھا۔ یہ مظاہرہ اس اہم حقیقت کی دلالت کرتا ہے کہ شہد پیٹ میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم ہلاک کرتا۔ آنتوں کے زخموں کو مندمل کرتا اور تندرستی کو بحال کرتا ہے۔ یہ علاج اسماں کے درجہ اول اور ثانیہ میں از حد مفید رہے گا۔

آج تک کے اطباء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اسماں کے مریضوں کا علاج ایسی ادویہ سے کرتے ہیں جو قابض ہوتی ہیں اور مریض بھی یہی چاہتا ہے کہ بار بار کی حاجت سے نجات پائے۔ مگر یہ عمل مریض کی اپنی صحت کے لیے خطرناک ہے۔ کیونکہ آنتوں کی حرکات کو روک کر دل کو مفلوج کیا جاسکتا ہے۔ دوسری صورت میں جراثیم وہاں مقیم رہ کر مستقل طور پر سوزش پیدا کرتے رہیں گے اور ان کی زہریں اعصابی نظام کے لیے مستقل خطرہ بنی رہیں گی۔ اس علاج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے علم طب پر مکمل عبور حاصل تھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو ایک حاذق اور معاملہ فہم معالج کو کرنا چاہیے۔

بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سردی کا۔ اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بہترین دوا اور بہترین ٹانک ہے۔ کیونکہ یہ جسمانی قوتوں کو جلا دیتا ہے۔ یہ مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی اور مخرج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلر پن میں مفید ہے۔ یہ ادویہ کو حل کر کے ان کے اثرات کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر اس میں گوشت رکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ تین ماہ تک سبز یوں کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس لیے علماء نے اسے "المحافظ الامین" کا لقب دیا ہے۔

اگر اسے جسم پر لگایا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ جوڑوں کو مار دیتا ہے۔ بال ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس کا منجن دانوں کو چمکانا اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیب شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ

“عليكم بالشفائين العسل والقران“

تو یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایک روحانی امراض کے لیے دوسرا جسمانی کے لیے یکساں طور پر مفید ہی نہیں بلکہ دونوں اقسام کی صحت کو تحفظ دیتا ہے۔ شہد کو اگر غذا کہیں تو مکمل غذا ہے۔ اگر اسے مشروب قرار دیں تو مفرح اور مقوی مشروب ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ جسم سے صفرا کو زائل کرتا ہے۔ محدثین نے سرکہ کو اس کا مصلح قرار دیا ہے۔ اسے صبح نہار متہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر کو خارج کرتا ہے۔ محدث عبد اللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ اکثر بیماریوں میں شہد دوسری چیزوں سے اس لیے افضل ہے کہ یہ جسم کے سڑوں کو کھولتا۔ غلاظتوں کو حل کر کے نکالتا اور جسم کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور اطباء عرب نے اسے اس لیے بھی فضیلت دی ہے کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب كل يوم قدح
عسل ممزوجاً بالماء على الريق. (ابن القيم، ذہبی)
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح نہار منہ پانی میں شہد گھول کر اس کا پیالہ پیا کرتے
تھے)۔

ان کے اس عمل کو سامنے رکھیں تو ہماری توجہ ان کی تندرستی اور اپنی صحت کو قائم
رکھنے کے امور کی جانب مبذول ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے وہ شہد کے علاوہ
کم کھاتے تھے۔ کھجور یا منقہ کا پانی پینے تھے۔ تیل پینے تھے۔ سرمہ لگاتے تھے۔
پیدل چلتے تھے اور گندی غذا اور چکنائیوں کی کثرت سے پرہیز کرتے تھے۔
وہ طب الاجساد اور طب الارواح پر دسترس رکھنے کے ساتھ ان کو عملی طور پر
دکھاتے تھے تاکہ لوگ زمینی اور روحانی امراض سے محفوظ رہیں۔

محدثین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں مختلف بیماریوں سے بچاؤ اور علاج
کی جو صلاحیت رکھی ہے وہ اسی طرح ہے جیسے کہ قرآن مجید سینہ کے جملہ مسائل کے لیے
خواہ وہ شکوک اور شبہات ہی کیوں نہ ہوں شفا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ شہد ایک ایسی منقرہ چیز ہے کہ جو دوا اور غذا ہونے
کے ساتھ ساتھ کسی بھی نسخہ میں کسی فکر کے بغیر شامل کی جاسکتی ہے۔ اطباء قدیم نے شہد کا ذکر
بطور مٹھاس کے کیا ہے۔ وہ اس کے جملہ کمالات سے آشنا تھے۔ البتہ مہر لوہی کے
محفوظ کر دینے والے اثرات سے واقفیت تھی۔ کیونکہ یہ لاشوں کے اجسام کو محفوظ رکھ
سکتا ہے۔ اس کے فوائد سے مکمل واقفیت عہد رسالت اور اس کے بعد ہوئی ہے۔
کیونکہ جب قرآن مجید نے اسے شفا کا منظر بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے
فوائد کا عملی مظاہرہ دکھایا تو دیکھنے اور سننے والے مجبور ہو گئے کہ اس کے افادات
پر ایمان لائیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرار دیا ہے کہ قرآن اور شہد میں شفا

ہے تو ان میں ان فوائد کی موجودگی ایک یقینی امر ہے۔ اگر کسی کا قرآن سے علاج کیا جائے تو اس سے شفا حاصل کرنے کے لیے اس پر ایمان اور یقین کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن نے اپنی شفا کی صفت کے لیے مؤمنین کی تخصیص کی ہے۔ اور اگر اس سے کسی کو شفا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر خود یقین نہیں رکھتا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”من لم يستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ“

اسی موضوع پر ابن قانع نے رجاہ الغنوی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔
استشفو بما حمد اللہ بہ نفسہ قبل ان یحمدہ
خلقہ و بما مدح اللہ بہ نفسہ الحمد للہ و قل
هو اللہ احد، فمن لم یشفہ القرآن فلا
شفاہ اللہ۔

ان دونوں روایات میں قرآن سے شفا حاصل کرنے کی ترکیب بیان کرنے کے بعد یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جس کسی کو قرآن سے بھی شفا حاصل نہ ہو سکے تو پھر وہ یہ سمجھ لے کہ اب شفا یاب ہونا اس کی قسمت میں نہیں۔

ابن القیم قرآن اور شہد سے شفا کو ایمان اور یقین سے مشروط کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طب و وحی الہی سے وجود میں آئی۔ وہ نبوت کی روشنی ہے۔ جبکہ دوسرے علاج قیافہ پر مبنی ہیں اور یہاں پر کسی غلطی یا شبہ کا کوئی امکان نہیں جب قرآن نے شہد میں شفا کا پتہ بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مختلف صورتوں میں تصدیق کی ہے تو پھر اس پر شبہ کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

شہد بلاشبہ ایک جامع اور مکمل غذا ہے۔ یہ جسم سے فاسد مادوں کو نکالنے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بچاتا ہے جیسے کہ زہریلی کھنٹی کھانے کے بعد یا اقیون کا

نشہ اتارنے کے لیے اسے پانی میں گھول کر دینا کافی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے تھے اور ہمیشہ خالی پیٹ یا نہار متہ استعمال فرمایا۔ اس عادت مبارکہ میں حکمت یہ تھی کہ یہ فوراً جذب ہو کر معدہ سے غلاظت کو نکالتا۔ معدہ کے حم کو صاف کرتا۔ اور جسم کو جملہ امراض سے محفوظ رکھتا ہے اسی عادت کا فائدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے مہینے میں تین روز بھی شہد چاٹ لیا وہ اس ماہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

ان کی شہد پینے کی عادت کا فائدہ ان کی حیاتِ مطرہ کے مطالعہ سے ثابت ہے کہ وہ کبھی ایک دن کے لیے بھی نہ تو بیمار ہوئے اور نہ کسی سفر یا جنگ کے دوران اپنی کمزوری یا تھکن کا اظہار فرمایا وہ نبوت کے عہدہ جلیلہ پر تقریباً ۲۴ سال متمکن اور فائز رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ان کی زندگی کے ہر پل کی خبر ہمیں میسر ہے۔ انہوں نے روزانہ شہد پی کر یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی یہ عادت اپنالے تو پھر وہ عام طور پر تندرست ہی رہے گا۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

قدیم مصر کے حکما و شہد سے واقف تھے۔ لاشوں کے محفوظ کرنے کے عمل میں شہد استعمال کیا جاتا تھا۔ شاہی دسترخوان پر شہد ہمیشہ موجود رہتا تھا اور جیب بادشاہ مرتے تھے تو ان کی ضروریاتِ زندگی منقار میں ان کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں۔ کھدائی کے دوران ہر مقبرے سے شہد کی کپیاں برآمد ہوتی ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آٹھ ہزار سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ شہد انسانی استعمال کے قابل پایا گیا اس میں اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی تو صرف اتنی کہ اس کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اسے کھایا اور ذائقہ ٹھیک ٹھاک تھا۔

آریویدک طب کی مشہور کتاب "سشرت" میں شہد کی آٹھ آٹھ تقسیمیں مذکور ہیں۔

۱۔ مکشیکا : یہ وہ شہد ہے جسے عام مکھیاں جمع کرتی ہیں۔

۲۔ بھرامارا : یہ شہد سیاہ رنگ کی مکھیوں کا ہوتا ہے اور اس مکھی کو

بھی بھرامارا کہتے ہیں۔ یہ شہد بلغم۔ کھانسی۔ بخار اور نکسیر میں دوسری اقسام

سے زیادہ مفید ہے۔

۳۔ کشودھارا : یہ چھوٹے جسم کی چمک دار مکھی کا شہد ہے جس کی عام خاصیات

تو مکشیکا کی مانند ہیں۔ لیکن آنکھوں کی بیماریوں میں تریاق ہے۔

۴۔ پوتیکا : یہ چھوٹے قد کی سیاہ مکھی کا شہد ہے جو اپنے جسم میں پتنگوں سے

متی جلتی ہے۔

۵۔ چھاترا : یہ بھڑکی شکل کی زرد مکھی ہے جس کا چھتہ چھتری کی شکل کا ہوتا ہے۔

یہ شہد خون کی قے۔ پھلپھری۔ پیٹ کے کیڑوں۔ سوزاک۔ مہٹریا۔ متلی اور زہروں

کے علاج میں زیادہ مفید ہے۔

۶۔ ارگما : یہ جنگلی شہد ہے۔ جو بھرامارا قسم کی مکھی جمع کرتی ہے۔ مگر اس مکھی

کا رنگ سنہری ہوتا ہے۔ یہ شہد امراض چشم۔ یواسیر۔ مہضہ۔ کھانسی۔ تپ دق۔ یزقان

اور زخموں کے علاج میں مفید ہے۔

۷۔ اولاکا : یہ حقیقت میں شہد نہیں بلکہ یہ ایک بدبودار گاڑھی رطوبت ہے۔

سفید چیونٹوں کے بلوں میں ملتی ہے۔

۸۔ والا : یہ وہ شہد ہے جو صاف کیے بغیر پھولوں میں ہوتا ہے۔ یہ پیٹ میں

صفا اور تیزاب پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ متلی اور سوزاک سے شفا دیتا ہے۔

ہندو دیومالا کے مطابق بھگوان برہمانے انسانوں کی بھلائی کے لیے طب کا علم

اسی کما کو یاد کروایا جس کے نسنے بعد میں سشرت کی شکل میں مرتب ہوئے۔ ایک

اندازہ کے مطابق یہ کتاب تین ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں وہاں کے حالات کے مطابق خدا کا پیغام لے کر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ طب کا علم ہمیشہ سے آسمانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ہندوستان میں تشریف لانے والے پیغمبروں نے یہاں کے رہنے والوں کو بھی زمین پر اس نادر روزگار تحفہ کے بارے میں باخبر کر دیا ہو۔ ویدوں نے شہد کی جن آٹھ قسموں کا ذکر کیا ہے۔ وہ حقیقی نہیں۔ ان میں سے کم از کم دو شہد نہیں اور دو کا وجود شبہ ہے۔ مگر وہ اپنے نسخوں میں شہد کو سوزاک، امراضِ بطن، امراضِ اعصاب، امراضِ العین، ہیضہ اور دوسری متعدد بیماریوں میں بڑے وثوق سے استعمال کرتے ہیں۔

یوعلی سینا اور قانون کی شرح کرنے والوں نے شہد کی ماہیت کے بارے میں کہا ہے کہ

”یہ ایک قسم کی شبہم خفی ہے جو پھولوں اور نباتات پر گرتی ہے۔ اس کو ایک

میشس دارمھی چوس کر اپنے چھتے میں کھانے کے واسطے جمع کر لیتی ہے۔“

یہ وہ ابتدائی دور تھا جب لوگوں کے پھولوں پھولوں اور حیوانات کے بارے میں

ثقہ معلومات میسر نہ تھیں۔ اسی ضمن میں ”مشکاة اللاتذین فی علو الا

قرا بادین“ کے مؤلف محمد احدی عبدالفتاح لکھتے ہیں۔

”شہد جو ہر شکری ہے۔ جو ایک قسم کی مکھی سے حاصل ہوتا ہے اور باعتبار

قانون اور مکافات کے کبھی جما ہوا ہوتا ہے اور کبھی پتلا کبھی سفید زردی

مائل ہے۔“

اطباء قدیم کے نزدیک وہ شہد جو چھتے سے ٹپک کر از خود گر رہا ہو وہ سب سے

عمدہ ہے۔ جبکہ چھتے سے نچوڑ کر نکالا گیا ہو اموم سے آمیز ہوتا ہے۔ جس میں موم نہ

ہو۔ سرخ رنگ۔ گاڑھا۔ شفاف۔ خوش مزہ اور خوشبودار ہو وہ سب سے عمدہ ہوتا ہے
فصل ربیع کا شہد موسم گرما سے بہتر ہوتا ہے۔ جو شہد پرانا ہو گیا ہو وہ مضر ہے۔ بعض اطباء
نے دو سال پرانے شہد کو زہر بلا قرار دیا ہے۔

ماء العسل بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو گنی مقدار کے پانی میں اسے اتنا خوش
دی کر ایک حصہ اڑ جائے اور اس دوران سطح کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں۔ اگر اسے
مرکب بنانا چاہیں تو پانی کی بجائے عرقیات از قلم بید مشک۔ گلاب۔ بادیان یا کیور استعمال
کیے جاسکتے ہیں۔ یہ مرکب کم ملین ہے۔ بلکہ بلغمی مزاج والوں کے لیے قابل ہے۔
شہد بلغم لزج کو نکالتا ہے۔ سہہ کھولتا ہے۔ روی رطوبتیں نکالتا ہے۔ اگر
کثرت سے کھایا جائے تو استسقا بیزقان۔ عسر الیول۔ ورم طحال۔ فالج۔ لقوہ۔ زہروں کے
اثرات۔ امراض سر و سینہ میں مفید ہے۔ پیاس کو بچھاتا ہے۔ پتھری کو خارج کرتا ہے
معدہ۔ باہ اور بصارت کو قوت دیتا ہے۔

شہد کھانے سے پشیاہ۔ دودھ اور حویض میں اضافہ ہوتا ہے۔ جگر کو قوت ملتی
ہے اور گردہ مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔ اب کیوں یعنی زیرہ کے پانی کے ساتھ
اسے پینا عضتہ الکلہ اور زہروں کے علاج میں مفید ہے۔ بعض اطباء کا کہنا ہے کہ اگر
کوئی عورت نہار متہ شہد پیئے اور اس کے بعد اس کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو تو وہ حاملہ ہے
پیٹ بڑھ جائے اور استسقا کی بیماری میں شہد ایک لاجواب دوائی ہے۔ بیس گرام شہد
تین گنا پانی میں ملا کر کافی دن پینے سے پیٹ سے پانی نکل جاتا ہے۔

شہد کو کندر کے ساتھ ملا کر دینے سے سینہ اور پھیپھڑوں کا تنقیہ ہوتا ہے۔ یہ
پتھری نکالنے میں زیادہ مفید ہے۔ بیزقان کو دور کرتا ہے۔ باز تنگ کے پانی میں شہد
کو گھول کر حقنہ کرنے سے بڑی آنت کے زخم متدل ہو جاتے ہیں۔ بزرگی سینا سے
منقوی معدہ قرار دیتا ہے۔ اگر اسے عرق گلاب میں حل کر کے پیئیں تو اور زیادہ مفید ہے۔

یہ آنتوں کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

شہد کی بعض قسموں کو بلغمی اور صفراوی مزاج والوں کے لیے قابض بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اطباء تجویز کرتے ہیں کہ ان مزاجوں کے لوگ اسے سرکہ کے علاوہ استعمال نہ کریں۔ اگر کسی کی آنتوں میں زخم ہوں اور ان زخموں یا مزمن سوزش کی وجہ سے اسے بار بار اجابت ہو رہی ہو تو ان مریضوں میں شہد چونکہ زخموں سے حلین اور التھاب دور کرے گا اس لیے نتیجہ میں قبض ہو جائے گی۔ جسے سرکہ ملا کر دور کرنا علم الامراض کے مطابق بھی درست عمل نہ ہوگا۔ ایسے میں شہد کے ساتھ جو کا دلیا جو کا پانی شامل کرنا مرض کو دور کرنے میں بھی مفید ہوگا اور رد عمل کے طور پر قبض بھی نہ ہوگی۔

مقامی استعمال:

دانٹوں کے لیے شہد ایک بہترین ٹانک ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے دانٹوں پر ملتان کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں کے ورم دور کرنے کے علاوہ دانٹوں کو چمکدار بناتا ہے۔ گرم پانی میں شہد اور سرکہ کے ساتھ نمک ملا کر غرارے کرنے سے گلے اور مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ شہد میں انزروت اور نمک ملا کر بہتے کان میں ڈالنے سے پیپ بند ہو جاتی ہے۔ قلمی شوره پانی میں بھگو کر اس میں شہد ملا کر کان میں ڈالنا ثقل سماعت میں مفید ہے۔

حساسیت میں شہد

انگلستان میں سالفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر لاری کرافٹ نے حساسیت اور موسم بہار میں حساسیت کی وجہ سے ہونے والے بخار کے ۲۰۰ مریضوں پر تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ عوارض کسی اور دوائی کو شامل کیے بغیر صرف شہد سے ٹھیک

ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرافٹ کے مطابق یہ شہد باغوں سے حاصل کیا گیا ہو اور اسے بار بار یا زیادہ گرم نہ کیا گیا ہو۔ گندم کے آٹے میں شہد ملا کر مرہم سی بنا کر پھوڑے پھنسیوں اور اورام حارہ پر لگانا ان کو مندل کر دیتا ہے۔ شہد میں سرکہ اور نمک ملا کر چھائی پر لگانے سے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ روغن گل میں ملا کر گندے زخموں پر بطور مرہم لگانے سے ان کی عفونت رفع کر کے انہیں ٹھیک کر دیتا ہے۔ عرق کلاب میں شہد ملا کر بالوں میں لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ بال ملائم اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ چھائی کو دور کرنے میں سرکہ کی نسبت قسط بشری کے ساتھ شہد کا مرکب بعض اطباء کے نزدیک زیادہ موثر ہے۔ چونکہ یہ اندر کی رطوبتیں بھی کھینچ کر نکال سکتا ہے، اس لیے عرق النساء کے درد میں اس کا لیپ بڑا مفید ہے۔

شہد کی کیمیائی ہیئت :

ایک ملی لیٹر شہد کا وزن ۲۰.۷۷۷ گرام ہوتا ہے۔ اس میں پانی کی مقدار اگرچہ موسم۔ درجہ حرارت اور اس پائس کی زراعت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن امریکی معیار کے مطابق اس میں ۱۸.۷۸ فیصدی پانی ہوتا ہے۔

دنیا کے شہد پیدا کرتے والے ممالک میں امریکہ۔ روس، چین میکسیکو۔ آسٹریلیا۔ ارجنٹائن اور سائپرس شامل ہیں۔ عام طور پر شہد میں ۶۷ فیصدی موم ہوتی ہے۔ مگر موم کی مقدار شہد نکالنے کے طریقہ اور چھتے کی آبادی پر بھی منحصر ہے۔ اگر چھتے پک کر اپنے آپ ٹپکنے لگیں تو ایسے شہد میں موم بہت کم ہوگی۔ اسی طرح کٹ لگا کر نکالے ہوئے شہد میں موم کی مقدار کم ہوتی ہے جبکہ چھتے کو نچوڑ کر نکالنے کی صورت میں موم زیادہ ہوتی ہے۔ شہد کو گرم کریں تو یہ موم سے پہلے گھل جاتا ہے۔ موم ۶۷.۴۱ پر پگھلتی ہے۔

جسم انسانی کی ساخت میں چھتے بھی کیمیائی مرکبات استعمال ہوتے ہیں یا انسان کو

ان کی ضرورت رہتی ہے۔ ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے۔ اشیائے خوردنی میں جیاتین کی موجودگی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بعض خوراکیں ایسی ہیں جن میں حل پذیر وٹامین ہوتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جن میں چکنائی میں حل ہونے والے وٹامین از قسم A-D-E-K پائے جاتے ہیں۔ شہد وہ منفرد مرکب ہے جس میں ہر قسم کے وٹامین موجود ہیں۔ شہد میں موجود مشہور عناصر مٹھاس، فرکٹوس، فارمک ایسڈ، فرازی تیل، موم اور پوپن POLLENGRAINS ہوتے ہیں۔ ۶۰-۷۰۔ ۵۰ پر شہد دانے دار بن جاتا ہے۔ اس کے اجزاء میں اہمیت مٹھاس کو ہے۔ کیمیاوی طور پر مٹھاس کی سب سے مشکل قسم نشاستہ ہے جب ہم روٹی کی صورت میں نشاستہ منہ میں ڈالتے ہیں تو چبانے کے دوران تھوک کا جوہر PTYALIN نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جس سے ہم لقمہ کو چباتے چاتے مٹھاس محسوس کرنے لگتے ہیں۔ قرآن مجید نے مکھیوں کے منہ میں متعدد قسم کے جوہروں کی نشاندہی کی ہے۔ اور علم کیمیا کی ترویج سے اس ارشادِ ربانی کی صداقت کا عمل یوں معلوم ہوا ہے کہ یہ پھولوں سے حاصل ہونے والی چیزوں اور خاص طور پر پوپن کے دانوں میں موجود نشاستہ کو فرکٹوس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مکھی کے راستہ میں چینی بھی آتی ہے۔ جسے کیمیاوی طور پر SUCROSE کہتے ہیں۔ مکھی کے منہ میں ایک باضم جوہر INVERTASE کے نام سے پایا جاتا ہے۔ وہ چینی یا دوسری نشاستہ دار چیزوں کو آسان ساخت کی مٹھاسوں یا INVERT SUGARS میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ عام شہد میں مٹھاسوں کی شرح اس طرح بیان کی گئی ہے۔

SUCROSE

۹۳% — ۶۰

۱۲% — ۸۰

جیکہ کینیڈا میں پیدا ہونے والے شہد کا معیار یہ ہے۔

۶۸% — ۶۰

۶۶% — ۶۵

پاکستان کونسل برائے سائنٹفک ریسرچ لاہور کی لیبارٹری میں علم الغذا کے ماہر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے بازار سے شہد کے ۲۵ نمونے حاصل کیے جن میں سے ۱۳ معیار سے کم تھے۔ اس کے بعد انہوں نے واہ۔ چچانگاما نگا جنگلی اور زرعی یونیورسٹی طیفیل آباد کے ذریعہ مختلف فصلوں کے شہد کا تقابلی جائزہ لیا اور یہ اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔

WATER	INSOLUBLE SOLIDS	SUCROSE	ASH	MOISTURE
۰.۶۱۵	۶.۶۷	۶۶.۶۴	۰.۶۵۲	۱۳.۶۵
۰.۶۱۵	۲.۶۸	۶۴.۶۵	۰.۶۶	۱۸.۶۹
۰.۶۱۵	۲.۶۳	۷۰.۶۲	۰.۶۶۱	۱۶.۶۸
۰.۶۲۰	۱.۶۲	۷۱.۶۴	۰.۶۵۶	۱۲.۶۴
				(واہ)
۰.۶۵۰	۲.۶۲	۶۹.۶۲	۰.۶۵۸	۱۳.۶۵
				(زرعی یونیورسٹی)
۰.۶۵۰	۱۰.۶۰	۵۸.۶۰	۰.۶۵۴	۱۷.۶۴
				(واہ)
۰.۶۵۰	۹.۶۸	۵۸.۶۵	۰.۶۵۵	۱۶.۶۲
				زرعی یونیورسٹی
۰.۶۳۲	۳.۶۳	۶۲.۶۱	۰.۶۶۸	۱۳.۶۸
				جنگلی شہد (چچانگاما نگا)

اس جائزہ سے اہم نتیجہ نکلتا ہے کہ شہد میں موجود عناصر فصل - موسم اور علاقہ کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

مکھی جب خوراک کی تلاش میں پھرتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر مرتبہ پھولوں پر ہی جائے۔ اسے راستہ میں گنے کارس - گڑ - راب - کھانڈ کے ڈھیر یا مصری کی ڈلیاں بھی میسر آسکتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں پالنے والے ادارے اور کمپنیاں اپنی کھوپ کو بڑھانے کے لیے چھتوں کے قریب کسی قسم کی مٹھاس کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ مکھیاں چھتوں سے اڑتی ہیں ان ڈھیروں پر بیٹھ کر وہاں سے مٹھاس لے کر لوٹ آتی ہیں۔ اس کو مکھیوں کے جوہر — DIASTASE اور INVERTASE فرکٹوس میں تبدیل کرتے

ہیں کیونکہ یہ چھتوں میں چینی کا وجود پسند نہیں کرتی۔ اگر کسی چھتہ میں چینی ملتی ہے۔ تو یہ وہی مقدار ہوتی ہے۔ جو ابھی تبدیلی کے مرحلہ سے نہیں گزری۔ مٹھاس کے ڈھیروں سے حاصل ہونے والا شہد بالکل خالص ہوتا ہے۔ مگر اس کا معیار وہ نہیں ہوتا جو پھولوں سے حاصل ہونے والے شہد کا ہوتا ہے۔ ان میں لحمیات نہیں ہوتے اور کیمیاوی عناصر کی مقدار بھی برائے نام ہوتی ہے۔ قدرتی طریقہ سے حاصل ہونے والے شہد میں اضافی تاثیریں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً چین سے آنے والا نیم کا شہد اگر چہ سیاہی مائل اور کبلا ہوتا ہے مگر وہ کسی بھی دوائی سے زیادہ مصفی خون ہوتا ہے۔ یوکلپٹس کا شہد تیز اور بدبو دار ہوتا ہے۔ جبکہ یہ زکام اور کھانسی میں بڑا مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اور گائے کے دودھ کی اقاویت میں ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے پھولوں سے رس چوستی ہے اور ان کے پولن اس کے جسم سے لگے ہوتے ہیں۔ اس لیے باہر سے آنے والی خوبصورت بوتلوں کا شہد خالص تو ضرور ہے مگر معیار کے لحاظ سے گھٹیا ہوتا ہے۔

مکھیاں جب بھنبھناتی ہیں تو اپنے پروں کی حرکت سے شہد کو نپکھا کر کے اس کا پانی اڑا کر شہد کو کاڑھا کرتی ہیں۔ عام طور پر شہد میں یہ عناصر ہوتے ہیں۔

POTASSIUM	SODIUM	CALCIUM
۳۵	۷۱	۷۷
PROTEINS	WAX	CARBOHYDRATES
۲۱۶۶ - ۲۶۶	۲۶۶	۷۲۶۳
PHOSPHORUS	SULPHUR	CHLORINE
۳۲۶۳	۷۸	۲۶۶۳
MAGNESIUM	COPPER	IRON
۲۶۰	۷۲۰۳	۷۲۰

ایک سو گرام شہد میں عناصر کے اس تناسب کے علاوہ یہ جسم انسانی کو حرارت کے ۳۷ درجے بھی مہیا کرتا ہے۔

لاہور کارپوریشن کے پبلک انالسٹ عارف شاہ نے شہد میں کیمیاوی عناصر کی موجودگی پر خصوصی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس میں لیتھیم بھی پایا اور ان کی تحقیق کے مطابق پاکستانی شہد میں پانی کی مقدار ۲۵ فیصدی جبکہ برطانوی معیار بھی اس کے قریب ہے البتہ امریکہ اور کینیڈا میں پانی اس لیے کم ہوتا ہے کہ وہ قدرتی شہد استعمال نہیں کرتے۔

شہد کی مکھیاں بھی دوسرے جانداروں کی طرح بیمار ہوتی ہیں۔ اگر یہ کسی دوسرے چھتے کا شہد کھالیں تو اکثر بیمار پڑ جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں کی بیماریاں ان تک آ جاتی ہیں۔ مکھیوں کی زندگی کو آجکل کا سب سے بڑا خطرہ کیڑے مارنے والی ادویہ سے ہے۔ فصلوں اور گھروں سے کیڑے ختم کرنے کے لیے جو ادویہ استعمال ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک ان مکھیوں کو بھی مار سکتی ہے۔ چونکہ آجکل فصلوں پر سپرے کرنے کا رواج ہو چکا ہے۔ اس لیے مکھیوں کی تعداد کم ہونے لگی ہے اور یہی صورت حال پرندوں

کی بھی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں مکھیاں پلنے والے اپنی مکھیوں کو کھانڈ میں —
FUMAGILLIN ملا کر کھلاتے ہیں جس سے ان کو کرم کش ادویہ سے نقصان کا احتمال
کم ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں خالص خوراک کے قوانین کے تحت تجزیہ کرنے کے لیے درج
ذیل معیار مقرر ہے۔

۲۵ فیصدی سے زائد نہ ہو

پانی یا نمی

۰.۵ فیصدی

ASH

راکھ

۱.۰ فیصدی

SUCROSE

چینی

۶۰ فیصدی سے کم ہو

REDUCING SUGAR

FIEHME'S TEST

اگر اس کا رنگ گلابی ہو جائے تو شہد
میں چینی یا شربت کی ملاوٹ ہے۔

آخری ٹیسٹ کے علاوہ

لاہور کی فوڈ لیبارٹری میں

BROWN'S TEST مزید اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اس کے پھول کا

رنگ گلابی سے زرد ہو جائے تو شہد میں ملاوٹ موجود ہے۔ عارف شاہ کچھلے بیس
سال سے اشیاء خوردنی کے معیار کا تجزیہ کر رہے ہیں ان کی رائے میں شہد کے یہ
معیاری ٹیسٹ ہر طرح سے جامع اور مکمل ہیں۔ ان کے ذریعہ شہد میں ملاوٹ کا یقیناً پتہ
چل جاتا ہے۔

لوگوں نے شہد کی پہچان کے لیے کئی طریقے مشہور کیے ہیں۔ ایک میں نمک کی

ٹولی شہد میں ملانے ہیں۔ اگر شہد نمکین ہو جائے تو ملاوٹ والا ہے۔ خالص شہد میں نمک

حل نہیں ہوتا۔ ٹیسٹ غلط نہیں۔ لیکن اس میں ۲۵ فیصدی پانی بھی ہوتا ہے جس میں نمک

حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ذائقہ نمکین ہو جانے کے باوجود شہد خالص ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ خالص شہد روٹی پر لگا کر کتے کو کھلایا جائے کتا شہد نہیں کھاتا۔ جبکہ شیرہ کھا لیتا ہے۔ یہ بھی کوئی معیار نہیں۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کتا کسی وقت کھانے کے موڈ ہی میں نہ ہو۔ جس کا غلط مطلب نکل سکتا ہے۔

شہد آسانی سے پانی میں حل نہیں ہوتا۔ جب خالص شہد قطرہ قطرہ پانی کے پیالہ میں ٹپکایا جائے تو یہ قطرے ثابت و سالم پیندے تک چلے جاتے ہیں۔ جبکہ شربت یا شیرہ کا قطرہ پیندے تک جاتے سے پہلے ٹوٹ کر حل ہو جاتا ہے۔

پھولوں کے تولیدی دانے مکھی کے جسم کو چپک جاتے ہیں۔ یہ اور مکھیوں کے اپنے ساختہ لحمیات بھی شہد میں ہوتے ہیں۔ یہ لحمیات کی ایک خاص قسم ہے جو جسم کے دفاعی نظام کی ترویج میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ لحمیات کی قسم کے عناصر PROTEINS منہ کا لعاب اور رنگ دار مادے بھی شہد میں موجود ہوتے ہیں۔

شہد کی مکھی کی اگرچہ کئی قسمیں ہیں۔ مگر ان میں سے ہر قسم ڈنگ مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس ڈنگ کا سیال دانے دار ہوتا ہے۔ جو انجکشن کی مانند جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ جب یہ جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جلن اور درد ہوتے ہیں۔

دوا پخ مربعہ زقبہ سرخ ہو جاتا ہے۔ پھر حساسیت شروع ہوتی ہے اور ورم آجاتا ہے۔ یہ ورم ڈنگ والی جگہ پر بھی ہو سکتا ہے اور پورے جسم پر ہونے کے ساتھ ساتھ سانس کی تالیوں میں آکر تنفس میں رکاوٹ سے موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ مگر ایسا عام طور پر نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ڈنگ کو کھرتج کر نکال دیا جائے۔ اور حساسیت کا علاج کیا جائے۔

مکھیاں دھوئیں سے ڈرتی ہیں۔ ان کو سکھا کر پیس کر ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ طب جدید میں مکھی کے ڈنگ کا ایمیلشن بتا کر FORAPIN کے نام سے بازار میں ملتا ہے۔ اس کو لگانے سے جلن ہوتی ہے۔ مگر

یہ گتج پر بال اگانے اور جوڑوں کے دردوں میں بڑا مفید ہے۔

جدید مشاہدات :

شہد ایک مکمل غذا اور قابل اعتماد دوا ہے۔ اس میں قدرت نے مختلف اجزاء کو اس خوبصورتی سے ترتیب دیا ہے کہ دتیا کی کسی بھی بیماری میں اسے استعمال کرنا نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ ذیابیطس کے مریضوں کو مٹھاس کی ممانعت ہوتی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر اس کے باوجود شوگر کی بیماری میں مضر نہیں۔ چونکہ اس میں گلوکوس اور چینی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو ان کے ساتھ کھبوں کے متہ سے نکلنے والے جوہر شامل ہوتے ہیں اس لیے وہ جسم میں جا کر کسی تخرابی کا باعث نہیں بنتے۔

ایک پاکستانی سیاست دان کو ذیابیطس کی بیماری تھی۔ وہ سالانہ پڑتال اور علاج کے لیے نیویارک پالی کلینک میں داخل ہوئے۔ ان کو بیس دن زیر مشاہدہ رکھتے کے بعد ڈاکٹروں نے اسٹیاٹے خورد و نوش کی ایک فہرست تیار کر کے دی کہ اگر وہ اس فہرست کے اندر رہیں گے تو ان کی بیماری قابو میں رہے گی۔ اس فہرست میں کسی قسم کی مٹھاس شامل نہ تھی۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے پوچھا کہ اگر وہ چائے، دودھ، وہی کو میٹھا کرنے کے سکریں کی بجائے شہد ڈال لیا کریں تو کیسا رہے؟ ڈاکٹروں نے اس عمل کی شدید مخالفت کی تو انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ اس سارے عرصہ میں روزانہ چھ بڑے چمچے شہد پیتے رہے ہیں اور شہد کی اتنی معقول مقدار کے باوجود ان کے پیشاب اور خون میں شکر کی مقدار بڑھ نہ سکی۔ ڈاکٹروں کو بتایا گیا کہ قرآن نے شہد کو شفا بتایا ہے اور اس سے نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنے ذاتی مشاہدے میں ہزاروں مریضوں کو شہد پلایا۔ بعض مریضوں میں خون میں شکر کی مقدار پہلے دو تین دن گڑ بڑ رہی۔ مگر اس کے بعد اس میں کمی آگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول علاج یہ ہے کہ وہ اکثر ادویہ کو کسی ملاوٹ کے بغیر نہار مترو دیتا پسند فرماتے ہیں۔ وہ خود نماز فجر سے متصل اور عصر کی نماز کے بعد شہد نوش فرماتے تھے۔ اس ترکیب پر ان کو اتنا اعتماد تھا کہ صبح صبح شہد پینے والوں کو ہر خطرناک بیماری سے مامون رہنے کا مشورہ سنایا۔ اس اصول کو ہم نے جسمانی کمزوری اسہال۔ آنتوں کی سوزش اور معدہ کے السر میں استعمال کیا۔ السر اور التھاب معدہ کے مریضوں میں نیند سے بیدار ہونے کے بعد تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت ان کو جب شہد پلایا گیا تو پندرہ سے بیس دن میں اکثر علامات جاتی رہیں۔

سترہ دن کے ایک بچے کو بار بار قے ہو رہی تھی۔ ہسپتال والوں نے معدہ کے منہ کی رکاوٹ نکالنے کے ارپیشن تجویز کیا۔ اس بچے کو ارپیشن سے دو دن پہلے ایلے پانی میں شہد ملا کر دن میں پانچ چھ مرتبہ تھوڑا تھوڑا پلایا گیا۔ اتنے مختصر عرصہ میں پیٹ ٹھیک ہو گیا اور ارپیشن کی ضرورت نہ رہی۔

پھوڑے پھنسیوں بلکہ شب چراغ CARBUCLے کا سب سے بڑا سبب قوت مدافعت کی کمی ہوتی ہے۔ اطباء قدیم اسے جگر کی خرابی قرار دیتے تھے اور حال ہی میں سویڈن کے ایک طبی ادارے نے تحقیقات کے بعد انکشاف کیا ہے کہ جن کو بار بار پھنسیاں نکلتی ہیں۔ ان کے جگر کا فعل درست نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی میں پھوڑے پھنسیوں بلکہ ایسے نوجوانوں کو جن کے چہروں پر کیل اور مہاسے نکل رہے تھے ایسے اوقات میں جب ان کا پیٹ خالی ہو دن میں چار سے چھ بڑے چھپے شہد پانی میں گھول کر پلایا گیا۔ جہاں کمزوری زیادہ نظر آئی وہاں ناشتہ میں جو کاد لیا یا دو اونس پنیر شامل کر دیا گیا۔ اکثر مریض ایک ہفتہ میں ٹھیک ہو گئے۔

امراضِ بطن

معدہ اور آنتوں کے السر کا جدید علاج دو سے پانچ سال تک کیا جاتا ہے۔ علاج میں ایسی ادویہ بھی استعمال ہوتی ہیں جن کے اعصابی نظام اور ذہن پر مصنعت اثرات ہوتے ہیں۔ علاج کی وجہ سے مریض کند ذہن اور سست ہو جاتا ہے۔ بہترین علاج کے باوجود اکثر السر آہستہ آہستہ سرطان میں تبدیل ہو کر یا جریانِ خون کی وجہ سے موت کا باعث بنتے ہیں۔

ان مریضوں کو طبی نبوی کی روشنی میں صبح اٹھتے ہی دو بڑے چمچے شہد کا شربت ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر اور عصر کے وقت شہد کا شربت دیا گیا۔ اکثریت کے لیے اتنا علاج ہی کافی ہو گیا۔ جہاں تکلیف اور کمزوری زیادہ تھی وہاں ہی داتہ کا لعاب نکال کر اس میں شہد ملا کر ہر دو گھنٹے کے بعد گھونٹ گھونٹ پلایا گیا۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکامی نہ ہوئی۔ چونکہ زیتون کا تیل بھی زخموں کو مندمل کرنے اور پیٹ کی تیزابیت کو مارتے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے دن کے گیارہ بجے اور رات سوتے وقت ایک سے تین بڑے چمچے زیتون کا تیل بھی دیا گیا۔ سات سال کے عرصہ میں ایسا صرف ایک مریض دیکھنے میں آیا جسے فائدہ نہ ہوا۔ ورنہ السر کی ہر قسم ایک سے دو ماہ میں ٹھیک ہو گئی۔ البتہ احتیاط کے طور پر نہار منہ کا شہد اور سوتے وقت کا زیتون چھ ماہ مزید جاری رکھا گیا۔ نہار منہ شہد پینے سے پرانی قبض ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کھٹے ڈکار آنے بند ہو جاتے ہیں اور اگر پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہو تو وہ نکل جاتی ہے۔

امراضِ جگر اور یرقان

جگر اور پتہ کی خرابیاں اور وائرس کی وجہ سے سوزش یرقان کا باعث ہوتے

ہیں۔ شراب نوشی کی وجہ سے جگر خراب ہو جاتا ہے۔ یہی خرابی استسقاء اور CIRRHOSIS کی وجہ سے موت کا باعث بن جاتی ہے۔ گندے اوزاروں سے ٹیکے لگوانے کے بعد اکثر لوگ یرقان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید علاج میں مرضی کو لحمیات، ایمنو نیائی ترشے اور گلوکوس کا محلول دیتے جاتے ہیں۔ ایک عام مرضی کے تندرست ہونے اور یرقان دور ہونے میں تقریباً تین ماہ لگتے ہیں۔

ایسے تمام مریضوں کو ایلے ہوئے پانی یا بارش کے پانی میں شہد دیا گیا۔ شہد کی مقدار بیماری کی شدت کے مطابق بڑھائی گئی ایک اولپک کھلاڑی یرقان کی وجہ سے ٹیم سے خارج ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ہفتہ میں دو کلو شہد پیا اور تندرست ہو گیا اور کھیلوں میں پوری توانائی کے ساتھ شریک ہوا۔

اطباء قدیم نے افیون، پوست اور بھنگ کے نشہ کو زائل کرنے کے لیے گرم پانی میں شہد مفید بتایا ہے۔ شہد پینے والوں کو دوسروں کی نسبت نشہ ویسے بھی کم چڑھتا ہے۔ کیونکہ شہد جگر کے فعل کو بیدار رکھتا ہے اور پوری تندرہی سے جسم میں داخل ہونے والی زہروں کو ختم کر دیتا ہے۔ پینے سے جسم پر ہونے والے سمیاتی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

امراض البول :

گردوں میں سوزش براہ راست نہیں ہوتی۔ عام طور پر گلے کی مسلسل خرابی یا کسی اور مقام پر سوزش کی وجہ سے جراثیم گردوں تک آتے ہیں۔ سوزش کے علاوہ گردوں کی دوسری بیماریاں پیٹ کی خرابی، غذا میں آگسلیٹ اور لیوریت والے مرکبات کی کثرت، پانی کی کمی، پشیاپ کو روکے رکھنا، وٹامین ا کی مسلسل کمی اور پشیاپ کی نالی میں بدچلنی سے ہونے والی جنسی بیماریاں اور پتھری ہیں۔ حسن اتفاق سے طب نبوی میں ان میں سے ہر بیماری

کاحتمی اور یقینی علاج موجود ہے۔ امراضِ گردہ کے بارے میں اصولِ علاج حضرت عائشہؓ کی روایت سے میسر ہے۔

ان الخاصرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل۔

اس حدیث مبارکہ کے مطابق گردہ اور اس کے خاصرہ کی بیماریوں کے علاج میں ایسے ہوئے پانی کے ساتھ شہد تجویز فرمایا گیا۔ گردوں میں سوزش کے علاوہ بعض دیگر اسباب کی بنا پر ایک کیفیت HYDRONEPHOSIS اکثر ہو جاتی ہے۔ اس میں خاصرہ پھیل جاتا ہے۔ یہ پھیلاؤ گردے سے پیشاب کے اخراج میں رکاوٹ یا پتھری یا سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تمام حالتوں میں مریض کو ابلیے پانی میں شہد ملا کر دن میں کئی بار پلایا جائے تو اس سے گردے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ آگسلیٹ یا یوریت کے ذرے پھنسے ہوں تو نکل جاتے ہیں اور گردے کا پھیلاؤ کم ہوتے لگتا ہے۔ اگرچہ شہد میں جراثیم کش عناصر موجود ہیں اور صرف اسی کا استعمال بھی سوزش کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے البتہ اس کی فعالیت میں اضافہ کے لیے قسط البحری دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دافع نقص اور جراثیم کش ہونا اب جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ قسط ہند بارہ ذریعہ کلونجی۔ الثقب میں سے ہر ایک جراثیم کش ہے اور گردے سے پتھری کو نکالتا ہے۔ انجیر پتھری کے علاوہ آگسلیٹ اور یوریت نکال سکتی ہے۔ ان تمام چیزوں کو حالات کے مطابق مختلف صورتوں میں شہد کے ساتھ دینا گردوں کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "جو" کو مختلف صورتوں میں استعمال فرمایا۔ اطباء جدید ایک عرصہ سے بخار کے مریضوں کو جو کا پانی پلاتے آئے ہیں۔ ہم نے اس پانی میں جب شہد شامل کیا تو اس کی افادیت امراضِ البول میں اور نمایاں ہو گئی۔ پیشاب لانے۔ تیزابیت کو دور کرنے اور اکثر اذقانِ عفونت کو دور کرنے میں شہد اور جو کے پانی سے

بہتر کوئی چیز نہیں۔ وہ مریض جو پیتاب اور مکسچر پیتے آئے تھے چار دن بیہ پانی پینے کے بعد اس کے مداح بن گئے۔ شہد کے ساتھ جو مسلسل استعمال سوزش کے علاوہ پتھری بھی نکال سکتا ہے۔

امراض تنفس میں شہد

گلے سے لے کر پھیپھڑوں تک کی ہر سوزش میں گرم پانی میں شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس باب میں ندکاری رقمطراز ہے۔

”بڑھاپے میں تین اہم مسائل ہوتے ہیں جسمانی کمزوری۔ بلغم اور جوڑوں کا درد۔ اتفاق سے شہد کے استعمال سے یہ تینوں مسائل آسانی سے حل

ہو جاتے ہیں۔“

کھانسی اور گلے کی سوزش میں اگرچہ شہد کے غرارے بھی مفید ہیں۔ مگر ایک کام کی چیز کو ضائع کرنے کی بجائے اسے گرم گرم اور گھونٹ گھونٹ پیا جائے تو نالیوں کے آخری سرے تک اثر انداز ہوتا ہے۔ اقلونسنز آج بھی لا علاج بیماریوں میں سے ہے عام طور پر اس میں شفا دس دن سے پہلے نہیں ہوتی اور تندرست ہونے کے باوجود مریض کو کمزوری اتنی ہوتی ہے کہ وہ چار پائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ ایسے مریضوں کو علالت کے دوران جب ۱-۲ بڑے چھپے شہد دن میں تین سے چار مرتبہ پلایا گیا تو عرصہ علالت سمٹ کر تین سے چار دن رہ گیا اور تندرستی کے بعد کمزوری بالکل نہ ہوئی۔ اس تجربہ کا حوصلہ ہمیں برطانیہ کے ایک موقر طبی رسالہ LANCET سے ہوا۔ جس میں ڈاکٹر جی ڈبلیو ٹامس اپنے مشاہدہ میں لکھتے ہیں۔

”نمونہ کے ایک مریض پر جراثیم کش ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اسے ایک ہفتہ میں ایک کلور شہد پلایا گیا جس سے بخار بھی جلد ٹوٹ گیا اور مریض کو بعد

میں کوئی پیمپ رگی بھی نہ ہوئی۔“

دومہ کے مریضوں میں نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکلانے کے لیے گرم پانی میں شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔ مریضوں کو بتایا گیا کہ وہ دور کی صورت میں اُبتا پانی لے کر اس میں چمچ بھر شہد ملا کر بار بار پییں اکثر و بیشتر مریضوں کا دورہ اسی سے ختم ہو گیا۔ مزید علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

ابن القیم نے شہد میں سی کامر بہ بنانے کی جو ترکیب بتائی ہے۔ اس کے اور انتہی کے کھانسی کے علاج میں ابخیر وغیرہ کے ساتھ مخرج بلغم نسخوں سے شاندار نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

تپ دق کے مریضوں کے لیے بارگاہ رسالت سے زیتون کا تیل اور قسط کا ہدیہ میسر ہے۔ اگر قسط کو زیتون کے تیل میں ملانے کے بعد اس میں شہد ملا کر معجون بنائی جائے تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تپ دق کے علاج میں ایک اہم ضرورت مریض کی کمزوری کو دور کرنا اور اس کی قوت مدافعت کو بڑھانا ہے۔ اس غرض کے لیے گرم پانی میں ۲ بڑے چمچے شہد نماز منہ اور عصر کے وقت اسے تو انائی بھی مہیا کرتے ہیں اور اس کی سانس کی نالیوں کے ورم میں بھی مفید ہیں۔

جسمانی کمزوری اور شہد:

قرآن مجید نے فرائد حاصل کرنے کے لیے ایک بڑی پتے کی بات بتائی ہے۔

لقد کان لکونی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر صبح شہد کے شربت کا پیالہ نوش فرماتے ہیں اور کبھی بہ مشرب نماز عصر کے بعد پسند فرمایا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ تو کبھی بیمار پڑے اور نہ ہی کبھی تھکن

کا اظہار فرمایا۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ہمارے اکثر مسائل کا حل ہے۔ ان اوقات میں جب پیٹ خالی ہو اور آنتوں کی قوت انجذاب دوسری چیزوں سے متاثر نہ ہو شہد پینا جسم کے اکثر وبیشتر مسائل کا حل ہے۔ یہ کسی بھی حالت۔ بیماری اور کمزوری میں بے کھٹکے پیا جاسکتا ہے۔

اکثر لوگ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مختلف قسم کے کشتے مارالٹھم یا ٹانک تلاش کرتے ہیں۔ یہ امر کسی شک و شبہ کے بغیر حقیقت ہے کہ شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ۔ پشیمردگی اور کمزوری کو دور کرنے والی چیز آج تک اس تختہ زمین پر میسر نہیں آئی۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دیکھا گیا اس سے وہ زیادہ دیر تک پڑھ سکے اور ان کی یادداشت اعتدال سے بہتر رہی۔ دل کے مریضوں کو اسے پینے کے دوران دورے نہیں پڑے۔ اپریشن اور علالت کے بعد کی کمزوری کے لیے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے۔

حالات اگر زیادہ خراب ہوں تو چین کے ساتھ PEKING ROYAL JELLY کے ٹیکے مریضوں کو عصر کے وقت پلانے گئے۔ ایک دائم المریض معمر خاتون نے تین ٹیکے پینے کے بعد بتایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے تن بدن میں نئی روح بھونک دی ہے اور میری آنکھوں میں اب چمک آگئی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے مشہور پہلوان بہر کولیس اور گولڈسٹھ اپنی توانائی کو بڑھانے کے لیے شہد پیتے تھے۔ مشہور بھارتی سینڈورام مورتی کی طاقت کا منبع بھی شہد تھا۔

استاذ محمد فراز الدقر مصری نے شہد کے افادات کے بارے میں ایک تالیف "العسل فیہ شفاء للناس" شائع کی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے بعض مفید تجربات بیان کیے ہیں۔ مثلاً:

زیتون کا تیل اور شہد ملا کر اس میں لیموں کا عرق ملا کر گردے کی پتھری کے لیے بہت مفید ہے۔ شدید زکام میں گرم پانی میں شہد حل کر کے اس میں لیموں پنچوڑ کر پلائیں۔ ان کے ایک اور نسخہ کے مطابق ایک ڈرام سہاگہ یا لوبو رک ایسڈ۔ اوھ ڈرام گلیسرین اور آٹھ ڈرام شہد ملا کر کھانسی اور بخار میں دن میں چار مرتبہ بڑا چھپہ پلائیں۔

طب نبوی کے مشہور مرتب علی علاء الدین الکحال نے شہد کو اسہال کے علاوہ غذائی سمیت یعنی FOOD POISONING میں مفید قرار دیا ہے۔

مصری طبیب رکنور عزتہ مریدن نے اپنی کتاب الادویہ میں اسے جید غذا ایک ملین دوائی اور طبیعت میں لطافت پیدا کرنے والا قرار دیا ہے۔

استاذ محمد قرازدق نے اپنے مقالہ ”الاستشفاء بالعسل“ فی امراض جہاز الهضم۔ میں اسے امراض بطن کے لیے اکیسر قرار دیا ہے۔

بیرونی استعمال:

شہد میں آٹا ملا کر بھوڑوں کو پکانے کے لیے وید اسے مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ یہ عمل درست نہیں۔ کیونکہ مریض کو اگر شہد پلایا جائے اور وہی بھوڑے پر لگایا جائے تو اکثر بھوڑے پکنے کی بجائے وہی ختم ہو جائیں گے۔

گلے کی سوزش کے لیے گرم پانی میں شہد کے غرارے اور پھیری سے شہد لگانا مفید ہے۔ موزج۔ پھٹوں کی اکڑان اور جوڑوں پر چوٹ کے علاج میں پاکستان کے پرانے پہلوان متاثرہ حصے پر پہلے پان والے چوتے کا لیپ کر کے اس کے اوپر شہد کا لیپ کر کے روٹی رکھ کر پٹی باندھ دیا کرتے تھے۔ اس لیپ سے جوڑوں کے یہ عوارض دو سے چار دن میں ٹھیک ہو جاتے تھے جس کا ہم نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے اور کوئی بھی جدید دوائی پھٹوں اور جوڑوں کی ایٹھن کو اتنی آسانی اور جلدی سے درست

کرنے والی ابھی تک دیکھی نہیں گئی۔

ویدک طب میں شہد اور گھی کا آمیزہ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید بتایا گیا ہے جب گھی کی بجائے اسے روغن زیتون میں ہم وزن ملایا گیا تو فوائد اور بہتر ہو گئے ہاتھوں پر اگر چکنائی اور مشیتوں کی سیاہی جمی ہوئی ہو تو ان پر شہد مل کر دھونے سے تمام داغ فوراً چھوٹ جاتے ہیں۔
۔ دانتوں سے میل اور تمباکو کا لاکھا اتارنا ایک مشکل کام ہے۔ اس غرض کے لیے امراضِ اسنان کے معالجین کے پاس کئی روز جانا پڑتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق سرکہ اور شہد ہم وزن ملا کر دانتوں پر منجن کریں تو داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جاتی رہتی ہے۔ ندرکاری نے لپسا ہوا کوئلہ اور شہد ملا کر منجن تجویز کیا ہے۔ جبکہ امت الطیف طاہرہ صاحبہ نے عام کوئلہ کی بجائے بادام کے چھلکوں کو جلا کر شہد اور سرکہ میں ملا کر لگایا تو دوسرے تمام نسخوں سے زیادہ مفید پایا۔ انہوں نے بادام کی راکھ کی جگہ کھجور کی گٹھلی کی راکھ کو اور زیادہ مفید قرار دیا ہے۔

شہد۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں :

ماہرین طب نے شہد کے ساتھ خوردنی نمک ملا کر اپنے طریقہ سے ایک

مرکب تیار کیا ہے جس کا نام HONEY CUM SALT ہے اور استعمال میں ۳۰ سے ۶۰ کی یونینسی میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کے استعمال کا صحیح موقع وہ ہے جب زچگی کے بعد رحم اپنی اصلی حالت میں لوٹ کر نہ آئے اور رحم میں سوزش کے ساتھ اس کے منہ پر سوجن ہو جائے اس کو دینے کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے بالائی حصہ میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک جلیں اور بوجھ محسوس ہو۔ رحم اپنی جگہ سے ٹل گیا ہو۔ قوطوں اور ان کے اوپر کی ہڈی میں درد کی لہریں یوں اٹھیں کہ جیسے پیشاب کی نالیوں میں درد ہو رہا ہو۔ ان علامات کے علاج میں یہ مرکب مفید ہے۔

شہد جراثیم کو مار دیتا ہے

علم الادویہ میں انقلابی ایجاد

جرمنی میں حال ہی میں ایک دوائی NORDISKE PROPOLIS کے نام سے تیار ہوتی ہے۔ جو کیپسول۔ دانے دار شربت اور مرہم کی صورت میں برلن کی SANHELIOS کمپنی نے تحقیقات کے بعد مارکیٹ میں پیش کیے ہیں۔ اس کے اثرات کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ڈنمارک کے پروفیسر لنڈ کے انکشافات اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں محققین نے یہ پتہ چلایا ہے کہ شہد میں ایک جراثیم کش عنصر PROPILS کے نام سے موجود ہے۔ لیبارٹری تجربات کے مطابق یہ پیپ اور سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد دوسری تمام ادویہ سے زیادہ رکھنے کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

مختلف لیبارٹریوں میں مشاہدات کے مطابق اسے ناک۔ کان۔ گلا۔ آلات انہضام۔ نظام تنفس اور اعصاب کی ہر قسم کی سوزشوں میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید پایا گیا۔

یہ وہ منقرود دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کر سکتی ہے۔ انفلوئنزا اور زکام میں اس سے نہ صرف کہ مریض تندرست ہو گئے بلکہ اس نے جھلیوں کی جلن کو فوراً دور کر دیا۔

لندن کے مضافات میں کینڈا سے برطانوی اخبارات نے بتایا ہے کہ جوڑوں کی بیماریوں کے سینکڑوں پرانے مریض پروپالس کے استعمال سے شفا یاب ہو گئے۔

شہد کی مکھی — النحل

HONEY BEE

APIS MELFICA

علم الحيوانات کے بعض ماہر اب اسے ایک نئے نام APIS MELI FERA سے بھی پکارتے ہیں شہد کی مکھی اپنا گھر بنانے اور وہاں پر خوراک کا ذخیرہ کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کرتی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ انسانوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی افادیت کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ قرآن مجید میں ایک سوزہ اس کے نام سے موسوم کی گئی اور اس کی کارگزاری کی تشریح میں فرمایا۔

واوحى ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال بيوتاً
من الشجر مما يعرشون. ثم كلى من كل الثمرات فاسلكى
سبل ربك ذللاً يخرج من بطونها شراب مختلف
الوانه فيه شفاء للناس. ان فى ذلك لآية لقوم
يتفكرون. (النحل)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور دروسری
بلندیوں پر اپنا ٹھکانا بنائے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے خوراک حاصل کر کے
اپنے رب کے متعین کردہ اسلوب پر گامزن رہے۔ ان کے پیٹوں سے
مختلف قسم کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے لیے شفا رہے۔ یہ اللہ کی
طرف سے ایسی نشانیاں ہیں جن پر لوگوں کو غور کرنا چاہیے)

شہد کی مکھی کی عادات اور زندگی کے اسلوب اس سے حاصل ہونے والے

جو ہروں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ مکھی کی عادات اور پیٹ سے خارج ہونے والی رطوبتیں کے علاوہ ہمارے غور کرنے کی اور بھی باتیں موجود ہیں۔ تم جب ان کا مطالعہ اور تحقیق کرو گے تو تمہیں کام کی اور بھی باتیں ملیں گی۔

قرآن مجید کی ان آیات کے بعد شہد سے علاوہ مکھی کی عادات کا مطالعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ مکھی ہر قسم کے درجہ حرارت میں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ 4° ۔ 12° پر اپنا روزمرہ کا کام کرتی ہیں اور 5.4 تک کی سردی برداشت کر سکتی ہیں۔ یہ اپنے گھر کو اس کمال فن کے ساتھ بناتی ہیں کہ اندر کا درجہ حرارت 4° ۔ 93 رہتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ علم سیکھ لیں تو کسی اضافی مصارف کے بغیر اپنے گھروں کو ایک قابل قبول درجہ حرارت پر رکھ سکتے ہیں۔

مکھی اپنا رزق حاصل کرنے کے لیے پھولوں کی جڑ سے مارا لھیا تلاش کرتی ہے جس میں ابتدائی طور پر 8 ۔ 50 فیصدی پانی ہوتا ہے۔ اسے چھتے میں لاکر جب یہ شہد میں تبدیل کرتی ہے تو پانی کی مقدار 18 فیصدی کے قریب رہ جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا طریقہ ہے جس سے یہ نمی کو کم کر سکتی ہے۔ موسم گرما میں کراچی اور خلیج عرب میں رہنے والے لوگ گرمی سے اتنے پریشان نہیں ہوتے جتنی تکلیف ہوا میں نمی کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر ہم مکھی سے نمی کم کرنے کا طریقہ سیکھ لیں تو ان مقامات کے رہنے والے سکھ کا سانس لیں۔

چھتے کے ہر خانے میں ایک انڈا ہوتا ہے۔ اگرچہ چھتے پر ملکہ کی حکمرانی ہوتی ہے لیکن ضرورت پڑنے پر نئی ملکہ بنائی جاسکتی ہے۔ موسمی ضروریات کے تحت دس ملکائیں بھی بن سکتی ہیں اور حالات سازگار نہ ہوں تو ایک کے علاوہ باقیوں کو ختم کر دیا جاتا ہے چھتے کی آبادی بڑھتے یا موافق حالات ہونے پر گشتی عملہ نیا مستقر تلاش کرتا ہے نئے گھر کی منظوری ہونے پر ملکہ بیس ہزار مکھیاں لے کر نقل مکانی کر جاتی ہے۔ مگر

اپنا شہد ساتھ لے جاتی ہیں۔ پھولوں کے تولیدی دانے پھیلاتا اس کی اضافی خدمت ہے۔ مگر دانوں کی کچھ مقدار یہ اپنے چھتے میں بھی لے جاتی ہیں جو کارکن مکھیوں کی غذا میں لہیات کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ چھتوں کی آبادی پوری منصوبہ بندی سے متعین کی جاتی ہے عام کارکن کی زندگی ۵ دن سے کم ہوتی ہے جبکہ ملکہ سال بھر کی عمر پاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

حکیم نجم الغنی خان رام پوری نے شہد کی مکھی کی عادات اور عملی زندگی پر "خزائن الادویہ" میں ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا ہے۔ انہوں نے پولن کے دانوں کو پھولوں کا زیرہ قرار دیا ہے۔

"زاوالمسافر" میں شیخ ابو جعفر احمد نے لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کے بے پر کے بچوں کو لے کر ان کو سکھالیں۔ تین ماٹھ سوکھے ہوئے تپکے ہم وزن گندم کے آٹا میں ملا کر اس میں ڈیڑھ تولہ چینی شامل کریں اور اس میں پانی ڈال کر فالودہ بنائیں۔ یہ فالودہ بچکانہ پینے سے جسم میں طاقت آجاتی ہے۔

شہد کی مکھی کو سکھا کر تیل میں پکا کر چھانسنے کے بعد اس تیل سے دردوں کے لیے مالش کی جاتی ہے۔ اس میں تلنی مکھی کا جوہر اور دوسری ادویہ ملا کر جنسی کمزوری کے لیے طلا بھی بنائے جاتے ہیں۔ ایسے نسخوں کے اکثر اجزاء زحط تاک ہوتے ہیں جن کا استعمال مضر ہے۔

جدید مشاہدات :

شہد کی مکھی کا ڈنگ نکال کر اس کا محلول ایک جرمن فرم تیار کرتی تھی یہ پاکستان

میں بھی FORAPIN کے نام سے فروخت ہوتا رہا۔ یہ محلول جوڑوں کی سوزش۔ گنٹھیا اور نقرس میں بڑا مفید تھا۔ لگانے کا طریقہ یہ تھا کہ متاثرہ حصے پر اس کا کھلا کھلا لیب کر دیا جائے۔ سات آٹھ منٹ کے بعد کھال جلنے لگے تو اسے دھو کر اتار دیا جائے۔ یہ عمل دورانِ خون میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس ترکیب کو ہم نے گنجوں کے بال اگانے کے لیے استعمال کیا۔ بال گرنے کے درجنوں اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب کوئی زیادہ دماغی کام کرتا ہے تو اس کے جسم کا سارا خون دماغ کی سمت چلا جاتا ہے اور کھوپڑی کی جلد خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس سے بال گرنے لگتے ہیں۔ اس سبب کے علاج کے لیے جب شہد کی مکھیوں کے زہر کا محلول لگایا گیا تو دورانِ خون میں اضافہ ہوا اور بال گرنے رک گئے۔ بعض مریضوں میں نئے بال بھی آگئے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں شہد کی مکھی کو گلیسرین میں ایک خاص طریقہ سے حل کر کے ایک دوائی APIS MELIFICA نام کی تیار کی جاتی ہے۔ دوائی کا نام مکھی کے اپنے سائنسی نام پر ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ تمام امراض جن میں علامات ایسی ہوں جیسے کہ مکھی نے ڈنگ مارا ہے میں یہ دوائی مفید ہوگی۔ مثال کے طور پر ورم۔ سرخ رنگ کی سوجن۔ ورم والی جگہ کو ہاتھ لگائیں تو حساسیت زیادہ اور معمولی لمس سے بھی درد ہو جو کہ سر پہر کو بڑھ جائے۔ سارے جسم پر سوجن اور اس میں پانی بھر جائے۔ پیٹ میں پانی پڑا ہو۔ گردوں میں سوزش۔ نچاخی جھلیوں میں سوزش اور جھلیوں سے سیلان۔ دماغ کی جھلیوں کی سوزش جو تپ دق کے سرسام سے ملتی جھلتی ہے۔ حافظہ کی کمزوری دوسروں سے حسد۔ تھکاوٹ۔ بیزاری۔ بچوں میں سر کا بڑھ جانا یا اس میں پانی پڑنا

(HYDROCEPHALUS) - آنکھوں میں تھکن اور درد۔ آنکھوں کا پھڑپھڑانا۔ آنکھوں کے نیچے سوزش۔ ناک اور کان سرخ ہو جاتے ہیں۔ چہرہ سوجھ جاتا ہو۔ نیند میں ذات پینے کی عادت۔ مُتہ اور زبان خشک، پیٹ میں جلن مگر پیاس کی کمی۔ پتلے دست آتے ہوں جن کا رنگ سیاہی مائل یا سفید ہو سکتا ہے۔ (ہیبتہ کی طرح) مفعد کے ارد گرد جلن۔ گردوں میں درد۔ پیشاب کم آتا ہے مگر جلن سے ماہواری بند ہو جاتی ہے۔ رحم میں سوزش ہو سکتی ہے۔

بیتے میں درد کے ساتھ پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ کھانسی زیادہ ہوتی ہے مگر بلغم کم۔ جنسی خواہش بڑھ جاتی ہے مگر جسم میں عمومی طور پر شدید کمزوری ہوتی ہے۔

شہد کا جوہر

ROYAL JELLY

قرآن مجید نے شہد میں شفا دینے والے عنصر کے بارے میں فرمایا۔
 ینخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ
 شفاء للناس۔

ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ اور شکل کے سیال نکلتے ہیں جن میں
 لوگوں کے لیے شفا ہے۔

قرآن مجید اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف
 قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں۔ یہ جوہر مختلف
 امراض کے علاج میں مفید ہیں۔ اس آیت کا مفہوم تب معلوم ہوا جب جرمن کیمیا دانوں
 نے شہد سے ROYAL JELLY نام کا عنصر علیحدہ کر لیا۔ اس انکشاف نے قرآن مجید
 کی صداقت اور افا دیت کو واضح کر دیا۔ اب اس آیت سے مراد شہد نہیں بلکہ وہ علیحدہ
 جوہر ہے جو مکھی کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ شفا کا اصل منبع وہ ہیں۔

اس جوہر کو رائل جیلی کا نام اس لیے دیا گیا کہ چھتے میں بچے صرف ملکہ دیتی ہے۔
 اس کے شہزادوں کی پرورش جس خوراک پر ہوتی ہے وہ شاہی خوراک ٹھہری اور اس
 متا بہت سے سیال کا نام "رائل جیلی" قرار پایا۔ دنیا میں جتنے بھی چرند اور پرند ہیں ان
 کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کا وزن جتنا بھی ہو بالغ ہونے کے بعد والے
 وزن سے تناسب میں ہوتا ہے۔ مثلاً انسانوں کا بچہ اگر آٹھ پونڈ کا پیدا اور بالغ

ہونے پر اس کا وزن ۱۶۰ پونڈ ہے تو مراد یہ ہوتی کہ بچے کا وزن بلوغت پر بیس گنا بڑھا۔
 عام حیوانات کے بچے بیس سے پچیس گنا بڑھتے ہیں۔ شہد کی مکھی کا بچہ بڑا ہونے پر
 اپنے پیدائشی وزن سے ۳۵ گنا بڑھتا ہے۔ پوری حیوانی دنیا میں کسی بچے کے اتنا
 بڑھنے کی کوئی مثال نہیں۔ یہ ایک منفرد واقعہ ہے۔ چونکہ ان بچوں کی خوراک رائل جیلی ہوتی
 ہے۔ اس لیے یہ لازمی نتیجہ نکلا کہ رائل جیلی جسمانی نشوونما پر مفید اثرات رکھتی ہے اور
 کمزوری کو دور کرتی ہے۔ ان معلومات کے بعد ڈاکٹروں نے کمزوری کے مریضوں پر اس
 جوہر کے وسیع مشاہدات کیے۔ جرمنی میں یہ جوہر بوتلوں اور گولیوں کی صورت تیار ہوا
 اور ہر جگہ سے مقبولیت کی سند پائی۔ ایک جرمن فرم کے تعاون کے ساتھ لاہور کے
 ایک دواساز ادارے نے شہد کے جوہر پر مبنی ایک مشروب تیار کیا مگر یہاں کے
 لوگ اس سے متاثر نہ ہو سکے اور سلسلہ ختم ہو گیا۔

موجودہ زمانے میں اس جوہر کو تیار کرتے کا سب سے بڑا مرکز عوامی جمہوریہ
 چین ہے۔ چین میں دواسازی کی صنعت کے اشتراک کی ادارہ "پکنگ کیمیکل اینڈ فارما
 سٹیکل ورکس" نے پکنگ رائل جیلی کے نام سے خالص مشروب اور ٹیکے تیار کئے
 ہیں۔ تیار کرنے والوں نے اس کے تین اہم فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۔ جب وزن روز بروز کم ہو رہا ہو۔ جب بھوک اڑ جائے بیماری سے
 اٹھنے یا زچگی کے بعد کی کمزوری کے لیے۔

۲۔ عام جسمانی کمزوری۔ دماغی اور جسمانی تھکن اور کمزوری۔

۳۔ پیچیدہ اور پرانی بیماریوں میں جیسے کہ جگر کی بیماریاں، بخون کی کمی، وریدوں کی
 سوزش اور ان میں بخون کا انجماد۔ جوڑوں کی بیماریاں اور گنٹھیا۔ عضلات کی

انخطاطی بیماریاں DEGENERATIVE DISEASES معدہ کا السر

ایک عرصہ سے لاہور کے چند دوا فروش اس چینی دوائی کو جس میں فی ٹیکہ ۲۵۰

لی گرام رائل جیلی کے علاوہ دو چینی بوٹیاں بھی شامل ہیں، درآمد کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں اور مریضوں نے کافی مقدار میں اسے استعمال کیا ہے۔ اور ہر شخص اس کے کمالات کا معترف پایا گیا۔ نخل اعصاب کے ایک پرانے مریض بتاتے ہیں کہ سینکڑوں وٹامین اور ٹانک کھائے لیکن اس دوائی کا ایک ٹیکہ پینے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے کمزوری نکل کر نئی طاقت آگئی۔ میانوالی کے ایک دوست کے پیٹ میں دس سال سے السر تھا انہوں نے ہر قسم کی جدید اور قدیم ادویہ پر زور کثیر صرف کیا مگر بیماری کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی۔ اب وہ چار ماہ سے پکنگ رائل جیلی کے ٹیکے پی رہے ہیں۔ ان کا درد ختم ہو چکا ہے۔ کھانا اطمینان سے ہضم ہوتا ہے اور اپنی روزمرہ کی زندگی معمولی کے مطابق گزار رہے ہیں۔

قرآن مجید نے مکھی کے جسم سے خارج ہوتے والے اس جوہر کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ سے اس کی تصدیق میسر آرہی ہے۔

شہد کے ٹیکے :

لاہور کے ایک دوا فروش ادارہ "شفا میڈیکوز" نے ایک مرتبہ جرمنی سے شہد سے بنے ہوئے ٹیکے درآمد کیے۔ ان ٹیکوں کے بارے میں دوا ساز ادارے کا دعویٰ تھا کہ یہ جسم سے کمزوری دور کرتے ہیں۔ جسم سے حساسیت یعنی ALLERGY کو ختم کرتے ہیں۔ حساسیت سے پیدا ہونے والی جلدی بیماریوں۔ خاص طور پر ایگزیمیا میں مفید ہیں جوڑوں کے دردوں میں معمولی تکلیف کے لیے ٹیکے گوشت یا وریڈ میں لگائے جائیں اور اگر جوڑوں گٹھے ہوئے یا جوڑوں کی ہڈیاں گل رہی ہوں تو یہ ٹیکہ جوڑے کے اندر لگایا جائے۔

ان ٹیکوں کا نام M-2-WOELUM تھا۔ انہیں جرمنی کے شہر کولون کی ویلم کمپنی نے

تیار کیا اور دلچسپی کی بات یہ کہ انہوں نے اپنے طبی رسالہ میں بتایا کہ انہوں نے شہد کو اس طرح استعمال کرنے کا راستہ قرآن مجید سے حاصل کیا۔

میوسہسپتال میں جوڑوں اور ہڈیوں کے معالج پر وفیسر محمد ایوب خان ان کے اعجاز کے بڑے قائل تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے جوڑوں کی بیماریوں کے درجنوں معذروں کو تندرست ہو کر پیروں پر چلتے دیکھا ہے۔ پروفیسر ایوب خان کے ریٹائر ہونے کے بعد لوگ نئی دواؤں کے پیچھے بھاگنے لگے اور یہ مفید محفوظ اور سستی دوا اُبھلا دی گئی۔ جرمنی سے ڈاکٹر اسامہ عمر فطر ازہی کر ٹیکے وہاں اب بھی بڑے مقبول ہیں اور ڈاکٹر اسے بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

صعتر — صعتر

THYMUS SERPYLUM

یہ ایک بوٹی ہے جو عرب۔ ایران۔ عراق اور افغانستان کے جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ پتے گول اور پودینے سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس کی خشک شاخیں اور پتے بازار میں صعتر فارسی کے نام سے ملتے ہیں سرولیم لین نے صعتر کو THYMUS SERPYLUM قرار دیا ہے۔

جیکہ بھارتی ماہرین اسے ZATARIA MULTIFLORA کا نام دیتے ہیں۔ سید صفی الدین۔ ندکاری اور چوہڑا بھی اسے زٹاریا قرار دیتے ہیں۔ جیکہ برٹش فارما کوپیا نے اسے تھائی مس سرپائیلیم قرار دیا ہے۔ ہومیو پتھی میں بھی یہی نام درج ہے۔ اطباء قدیم اسے جنگلی پودینہ کی قسم قرار دیتے ہیں۔

ارشادات نبویؐ:

سند کے بغیر محمد احمد زہبیؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور کیا ہے۔

بخروا البیوت بالصعتر واللبان (ابن الجوزی)

(اپنے گھروں کو صعتر اور لبان کی دھونی دیا کرو)

حضرت عبداللہ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر۔ (بیہقی)

(اپنے گھروں کو مر شیخ اور صعتر سے دھونی دیا کرو)

یہی روایت ابان بن صالح بن انس سے بھی اسی کتاب میں مذکور ہے۔
(یہ دونوں روایات کنز العمال نے ان اسناد سے بیان کی ہیں)

محدثین کے مشاہدات :

پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کھانے کو مضتم کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جگر اور معدہ کے فعل کو بہتر بناتا ہے۔ اس کا جو شانڈہ پینے سے پیٹ کے تمام کیڑے مر جاتے ہیں۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

اطباء قدیم نے شہد کی ایک خاص قسم صعتر کا شہد بھی بیان کیا ہے۔ جو اپنے عمومی فوائد کے علاوہ سوزشی امراض اور سانس کی بیماریوں میں زیادہ مفید ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ رطوبتوں کو نکالتا ہے۔ رات سوتے وقت اسے ابخیر اور کلقتد کے ساتھ کھانے سے ناک کے پچھلے حصے سے بلغم نکل جاتی ہے۔ اس طرح وہ پھیپھڑوں میں گرنے نہیں پاتی۔ اسے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دل اور پھیپھڑوں کے اورام اتر جاتے ہیں۔ ابخیر بھگو کر نرم کرنے کے بعد اس کے جو شانڈے کے ساتھ کھانے سے کھانسی اور دم مٹ جاتے ہیں۔ قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ اس کو بقولات مثلاً ساگ وغیرہ میں ملا کر پکا ئی تو وہ ریاح پیدا نہیں کرتے۔

اس کے پھول نمک اور سرکہ کے ساتھ کھانے سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے۔
پیشاب آور ہے۔ گردوں کی پتھری کو نکال سکتا ہے۔ یہ پیٹ سے کدو دانے نکال دیتا ہے۔ اس کا رس کان میں ٹپکانا نقل سماعت کے لیے مفید ہے۔ اس کو چیانے سے دانوں کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اس کا پانی میں لیپ اور رام حارہ میں مفید ہے اس میں زیرہ ملا کر روغن زیتون میں حل کر کے بچوں کی ناف کے زخموں پر لگائیے لاجواب ہے۔ سردی سے ہوتے والے بخار کو دور کرتا ہے۔ پسینہ لاتا ہے اور عورتوں کے اندام کی سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیاوی ساخت :

اس کے پتوں میں وزن کے حساب سے تقریباً ایک فیصدی ایک فرازی روغن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قابض اشیا اور گوند پائے جاتے ہیں۔ اس کا اہم ترین جزو عامل تھائی مول THYMOL ہے۔ یہ پتوں کے عمل کشید کے ذریعہ نکالی جاتی ہے اور یہ داتہ وارسفوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پانی میں حل پذیر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مقبول نہیں۔

جدید مشاہدات :

تھائی مول کو برٹش فارما کو پیانے ایک موثر دوائی کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر حل نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس کے فوائد محدود ہیں۔ لیبارٹریوں میں بطور کیمیکل استعمال ہوتی ہے۔ عام لوگ اسے ست اجوائن کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ صعتر اور تھائی مول پیٹ کے کیڑے مار دیتے ہیں۔

صعتر اور اس کا جزو عامل تھائی مول بڑے موثر جراثیم کش اور دافع عفونت ہیں۔ ان میں طفیلی کیڑوں کو مارنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے۔ اسی باعث طب جدید کے اکثر نسخوں میں اسے چھوٹے کیڑوں کو مارنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

مرکب صورت میں یہ مخزن بلغم اور جراثیم کش ہونے کی وجہ سے پرانی کھانسی اور دھڑکے علاج میں استعمال ہونے والے کھانسی کے شربتوں کا ایک جزو ہے۔

پتوں کا تیل لگانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ دانتوں کے ڈاکٹر لوگ کے تیل تھائی مول اور گلیسرین کا مرکب بناتے ہیں اور سوراخ والے دانت پر دروا اور سوزش رفع کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

صعتر کی دھونی

جدید تحقیقات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ صعتر ایک طاقتور جراثیم اور کرم کش دوائی ہے۔ اگر اسے جلا کر کسی گھر میں دھونی دی جائے تو یہ مکھیوں اور مچھروں کے علاوہ ریٹکنے والے کیڑوں کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مر اور الشیح کے ساتھ مرکب کر کے جلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس سے اس کا اثر اور فائدہ چار گنا ہو جاتا ہے۔

حشرات الارض کو مارنے والی ادویہ کو تین اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

- ۱۔ فوری طور پر کرم کش جیسے کہ ڈی ڈی ٹی یا ڈی ڈی وی پی۔ عققر قرحا۔ گندھک
- ۲۔ حشرات کو آہستہ آہستہ مارنے والی یا ان کی افزائش نسل کو ختم کرنے والی جیسے

کہ BAYTEX یا عققر قرحا PYRETHRUM

- ۳۔ حشرات کو بھگانے والی جیسے کہ سنگترے کا تیل وغیرہ CITRONELA
- صعتر وہ منفرد دوائی ہے جو تینوں اثرات رکھتی ہے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جس کمرے میں صعتر بچھیری گئی ہو اس کمرے میں سانپ بھی داخل نہیں ہوتا۔ کتابوں کی الماریوں میں صعتر رکھنے سے وہ چوہوں، بڈی اور دمیک سے محفوظ رہتی ہیں۔

اس لحاظ سے اسے حشرات کو بھگانے والی یا INSECT REPELLANT

قرار دیا جاسکتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت میں کیڑوں مکوڑوں کے ایک ماہر نے ہماری خاطر ایک رات اپنے گھر میں صعتر اور مرکی کو ملا کر سلگتے کوٹلوں پر ڈال کر کمرہ بند کر دیا۔ صبح

مچھر۔ مکھیاں۔ لال بیگ۔ اور چھپکلیاں کثیر تعداد میں مرے ہوئے پائے گئے۔ بازار میں ملنے والی ایسی ادویہ میں صرف گندھک میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کے علاوہ جراثیم کو ہلاک کر سکتی ہے۔ پرانے زمانے میں ایک ہزار مکعب فٹ کمرے کے لیے نصف کلو گندھک جلائی جاتی تھی۔ مگر اس کا دھواں انسانوں کے لیے زہریلا رنگ روغن کو اڑاتے والا اور کیڑے کو جلا دینے والا ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستے گھر میں گندھک کا استعمال ہر طرح سے خطرناک ہے۔ اس کے مقابلے میں معتدلاً زیادہ موثر محفوظ اور کارآمد ہے۔ اگر اس کی دھوئی اچھی طرح دی جائے تو ایک طویل عرصہ کے لیے اس کمرے میں کیڑوں کی نئی کھیپ داخل نہیں ہوتی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس طریقہ علاج میں صعتر کو THYMUS SERPYLUM کے نام سے بچوں کے آلات تنفس کی سوزشوں میں بڑے اعتماد اور اچھے نتائج کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ کی وہ تمام اقسام جن میں سانس کی گھٹن بار بار شدت سے محسوس ہوتی ہے مگر نالیوں میں بھنسی ہوئی بلغم کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی ہے۔ تو اس میں یہ دوائی مفید ہے۔

کھانسی کے علاوہ جب سر میں بوجھ محسوس ہوتا ہو۔ کھانسی کے دوران ایسا محسوس ہو کہ گلا اندر سے چھل گیا ہے اور نکلنے میں درد ہو۔ گلا اور ناک کے اندر کی خون کی نالیاں جب پھول جائیں۔ کانوں میں گھنٹیاں بجنے کی آوازیں آئیں اور بلغم کے ساتھ کبھی کبھار سیاہ رنگ کا خون آئے تو یہ مفید ہے۔

ہومیوپیتھی میں صنعت ایک دوسری شکل میں یعنی اپنے کیمیائی عامل THYMO کے نام سے بھی مستعمل ہے۔

تھائی مول بنیادی طور پر ان تمام جنسی بیماریوں کا علاج ہے جن میں پیشاب کی نالیوں میں خون کی گردش سست پڑنے کے باعث خون کا ٹھہراؤ ہو جائے اس کیفیت کو POST URETHRAL CONGESTION کہتے ہیں۔ برطانوی ماہرین نے اسے VERUMONTINITIS کا نام بھی دیا ہے۔ اطباء جدید اس کے علاج میں پیشاب کی نالی کے اندر آر جیروں یا سلورٹائٹریٹ کی پھریری لگانے کا تکلیف دہ عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس تکلیف کی وجہ سے جریان سرعت انزال اور کثرت احتلام ہوتے ہیں اور تکلیف پرانی ہو تو نامردی کا باعث بنتی ہے۔ ہومیوپیتھی میں اتنے لمبے سلسلہ کی بجائے تھائی مول کھانے کو دی جاتی ہے۔

اس کے استعمال کے دوسرے اہم مواقع جسم اور دماغ میں مسلسل تھکاوٹ جب مریض محفلوں میں شرکت کو پسند کرتا ہے۔ مگر خود پسند رات کو ہیجانی خواب اور بار بار ذہنی کجروی کے خیالات کے بعد احتلام کی کثرت۔ کمر میں درد ہوتا ہے۔ کمر اکڑی سی رہتی ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے اور اس میں یوریت زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ پیشاب جلن کے ساتھ آتا ہے اور فراغت کے بعد بھی قطرے ٹپکتے رہتے ہیں۔ نالیوں میں تیزش کی وجہ سے جنسی انتشار معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔ مریض جب صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ تازہ دم ہونے کی بجائے تھکا ہوا۔ اور پڑ مردہ ہوتا ہے۔

تھائی مول کے استعمال سے پیٹ میں موجود خون چوسنے والے کیڑے بھی مر

جاتے ہیں۔

قسط — قسط البحرى

KUST

SAUSSAUREA LAPPA

اسے انگریزی میں COSTUS — ویدک میں پُسکارا۔ اُردو اور ہندی میں قسط کُست۔ ملیٹھی کوٹھ کہتے ہیں۔ اطیارتے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا ہے۔ لیکن یہ عام طور پر گلو۔ پان اور عشق پیچہ کی طرح زمین پر ریٹکنے والا پودا ہے جو کہ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی ترانی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قسط کے پودے ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے پتے بڑے اور دندانے دار شکل کے ہوتے ہیں۔ اس پودے کی جڑیں دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ جڑیں ستمیر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں۔ بلندوں سے فچروں اور مزدوروں پر لا دکر اتاری جاتی ہیں۔ پھران کے دو دوا پانچ لمبے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں۔ وہ اسی صورت میں ملٹی کی طرح کی سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبودار بھی ہیں بازار میں ملتی ہیں۔ نباتاتی لحاظ سے سو سار یا خاندان کے متعدد افراد ہیں۔ مگر ان میں علاج کے لیے صرف یہی قسم استعمال ہوتی ہے۔ جن دنوں اس کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا ہے۔ آزاد کشمیر میں دریا ٹے جہلم اور دریا ٹے چناب کے کناروں کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ وہاں کے مزدور اور گوجر سردی کے موسم میں ٹھنڈک سے بچنے اور کمزوری کو رفع کرنے کے لیے قسط کا حلوہ بنا کر کھاتے ہیں۔ اس دوائی کو اصل شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ایت گرامی سے حاصل ہوئی۔

ارشادات نبوی

حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں۔

امرونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی من ذات

الجنب بالقسط البحری والنزیت (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلورسی) کا علاج

قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کریں!

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان امثل ماتداو یتم بہ الحجامۃ والقسط البحری۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، النسائی، مؤطا امام مالک)

وہ چیزیں کہ جن سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے کچھنے لگانا اور قسط البحری

بہترین علاج ہیں!

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تعذبوا صبیا نکم بالغنم من العذرة وعلیکم بالقسط۔

(بخاری و مسلم)

(اپنے بچوں کو حلق کی بیماری میں گلا دبا کر غدا اب نہ دو جیکہ تمہارے پاس

قسط موجود ہے)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ویلکن لا تقتلن اولادکن ایما امراة کانت یا تبھا العذرة او وجع

براسہ فلتاخذ قسطا ہندیا فلتحکہ بالماء ثم تسعطہ

ایاہ۔ (مستدرک الحاکم، الشاشی، ابن الفرات)

اے عورتو! تمہارے لیے مقامِ تاسف ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل کرتی ہو۔
 اگر کسی کے بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں درد ہو تو وہ قسط ہندی کو
 لے کر پانی میں رگڑ کر اسے چٹا دے
 حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

لا تحرقن حلق اولادکن علیکن بقسط ہندی دوس
 فاسعطنہ ایاء - (مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق مت جلاؤ۔ جب کہ تمہارے پاس قسط ہندی اور دوس
 موجود ہیں۔ ان کو یہ چٹا دیا کرو)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ابو نعیم۔ ابن السنی اور مصنف عبد الرزاق نے اسی
 مضمون اور مفہوم کی پانچ اور حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ جن میں الفاظ کے معمولی روویدل
 کے ساتھ ہی نسخہ بیان ہوا ہے۔

حضرت ام قیس بنت محسن بیان کرتی ہیں۔

دخلت بآبن لی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد
 اعقلت عنده من العذرة فقال علی ما قد غرن اولادکن
 بهذا العود العلق علیکن بهذا العود الہندی فان فیہ
 سبعة اشفیة منها ذات الجنب یسعط من العذرة
 و یلد من ذات الجنب - (بخاری)

میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اسے غدرہ کہے
 شکایت تھی۔ اس کے ناک میں تہی پڑی تھی اور گلا دبا گیا تھا۔ حضور اس امر پر
 نضا ہوئے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں ازیت دیتے ہو۔ جبکہ تمہارے پاس

یہ عود الہندی موجود ہے۔ جس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ذات الجنب

بھی ہے۔ ذات الجنب میں یہ کھلائی جائے جبکہ غدرہ میں چٹان جانے۔

امام بخاریؒ کو یہ روایت سفیان سے ملی جنہوں نے زہری اور عبید اللہ کی وساطت

سے اسے ام قیس سے روایت کیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے سات میں دو بیماریوں کا

نام یاد رہا انہوں نے شاید بقایا سات بیان نہیں کیں۔

بخاری کی تمام روایات میں دوائی کا نام عود الہندی مذکور ہے۔ جبکہ دیگر تمام کتابوں

میں دوائی کا نام قسط الہندی یا قسط البحر مذکور ہے۔ عود الہندی بالکل مختلف چیز ہے

جسے "اگر" بھی کہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے اس حدیث کی تفسیر میں قرار دیا

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قسط الہندی ہی ہے۔ اسی ضمن میں مصری عالم

محمود ناظم انیسوی نے بھی جرح اور بخت کے بعد علامہ کشمیری کے استدلال کو درست

قرار دیا ہے۔ بخاری نے یہی حدیث صدق بن فضل کی معرفت زہری اور عبید اللہ بن عبد اللہ

سے بیان کی ہے۔ جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت

میں زہری یا عبید اللہ قسط الہندی اور عود الہندی میں گڑ بڑ اگئے ہیں۔ یہی روایت ام قیس

بنت محسنؓ سے دوسری جگہ یوں مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالعود

الهندي يعني به الكست فان فيه سبعة اشفية منها

ذات الجنب . (ابن ماجه)

ایہاں پر راوی عود الہندی بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح میں کست قرار دینے

ہیں جبکہ ام قیسؓ کی ایک اور روایت جو کہ ابن ماجہ ہی نے بیان کی میں دوائی کا

نام عود الہندی ہے۔ اس روایت کے بعد تو معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ ام قیسؓ ہی

دوائی کے نام کا منحصر کر گئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی عائشة و
عندھا صبی یسبل منخراہ دما فتال ما
هذا؟ قالوا انه العذراء؟ قال! ویلکن لا
تقتلن اولادکن، ایما امرأة اصاب ولدها العذراء
او وجع فی راسه فلتأخذ قسطاً هندياً فلتحک
ثم تسعط به، فأمرت عائشة فصنعت ذلك به
فبراً۔ (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے پاس
ایک بچہ تھا جس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا حضورؐ نے پوچھا کہ یہ
کیا ہے؟ جواب ملا کہ بچے کو غدرہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اسے خواتین تم پر
افسوس ہے کہ اپنے بچوں کو یوں قتل کرتی ہو۔ اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں غدرہ
کی تکلیف ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑ کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر عمل کروایا اور بچہ تندرست ہو گیا۔

مسلم کی اس روایت میں بچے کی بیماری اور اس کی پوری تفصیل موجود ہے یہ روایت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ان روایات کی مکمل صورت معلوم ہوتی ہے۔ جواہر الفرائد الشامی
مسند الحاکم اور ابو نعیم نے ان سے اس باب میں بیان کی ہیں۔ اس روایت کو محمد احمد
ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

محدثین کے مشاہدات

روایت میں قسط کا ذکر بطور ہندی اور البحری آیا ہے۔ اس لیے محدثین نے

اسے قسط کی اقسام فرض کر لیا بلکہ ابن البیطار بھی اس کے بیان میں مناقطہ کھا لیا۔ کیونکہ یہ ہندی دوائی تھی جس میں علاقہ کی وجہ سے رنگ میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے بخاری اور مسلم کے عظیم مترجم نواب وحید الزماں نے قسط البحر سے وہ قسم مراد لی ہے جو سمندر سے آتی ہے وہ نام کے ساتھ بحری کی نسبت سے متاثر ہو گئے۔ حالانکہ یہ پودا سمندروں کے کنارے پانی کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ اس کے فوائد بیش بہا اور لا جواب ہیں۔ یہ بلغم کو نکال کر آئندہ کی پیدائش کو روک دیتی ہے۔ زکام کو ٹھیک کر دیتی ہے۔ اگر اسے پیاجائے تو معدہ اور جگر کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ زہروں کی تریاق ہے۔ چوتھے کے بخار میں مفید ہے۔ اگر اسے شہد اور پانی میں حل کر کے رات کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اتار دیتی ہے۔ جالینوس نے اسے کزاز اور پیٹ کے کیڑوں میں مفید بتایا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ بعض جاہل طبیب اس کے ذات الجنب میں اثر سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کم علمی کی علامت ہے۔ وہ ایک طرف یہ مانتے ہیں کہ یہ کھانسی اور بلغم میں مفید ہے۔ بخار کو اتار دیتی ہے اور دوسری طرف ذات الجنب میں اس کی افادیت سے منکر ہیں۔ اطباء کی اکثریت دواؤں کے اثرات اور علاج کو اپنے قیاس سے مرتب کرتی ہے۔ جبکہ ان کے پاس اپنی رائے کی تصدیق کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اکثر بیماریوں کا علاج اور اصول علاج لوگوں کی بھلائی کے لیے پیغمبر بتاتے رہے ہیں اور اطباء کو جو کچھ بھی معلوم ہے۔ وہ انہوں نے اسی ذریعہ سے حاصل کیا ہے۔ بلکہ ان کے علم کی اساس یہی ہے۔ اس میں بعض مشاہدات اور مفروضوں کا اضافہ کر کے علم طب بنایا گیا ہے۔ جبکہ انبیاء علیہ السلام کا بتایا ہوا علاج وحی الہی پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جو طبیب اس میں غلطی نکالتا ہے وہ خود غلط ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اتنی مدت گزر جاتے اور تجربات کا طویل عرصہ میسر

آنے کے باوجود آج بھی علم الادویہ کی اکثر کتابوں میں قسط کو پھیپھڑے کی بیماریوں کے لیے مضر بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ انہی کتب میں اسے سانس کی نالیوں کی سوزش کے لیے اکسیر بتایا جاتا ہے)

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ فالج میں مفید ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے۔ سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔ اور اس کا تیل کمزور میں مفید ہے۔ احادیث میں اس کا ذکر کچھنے لگانے کے ساتھ ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھنا بہترین علاج ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو پھیپھڑے کو استعمال کرے۔

عذره اصل میں حلق کے اندر واقع لوزین کی سوزش ہے۔ جب ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور خواتین زمانہ قدیم سے حلق میں انگلی ڈال کر ان کو دبا دیتی تھیں۔ اس طرح دبانے سے ان میں سے خون اور پیپ نکلتے ہیں اور بچہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (یہ پیپ اور خون اگر سانس کی نالیوں میں داخل ہو جائے تو سانس بند کر سکتا ہے یا یہ سوزشی مواد وہاں پر نمونیہ کا باعث ہو سکتا ہے)

ذات الجنب کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں اگر گرم گرم روغن زیتون کے ساتھ قسط دی جائے تو فوری فائدہ ہوتا ہے۔

میسج کہتے ہیں کہ قسط اعضا جسمانی کو قوت دیتی ہے۔ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ ورم زائل کرتی ہے اور ذات الجنب میں مفید ہے۔ میسج وہ حید حکیم ہیں جن کا ذکر ابن البیطار نے بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی جامع الکبیر میں کیا ہے۔

قسط البحری یقینی طور پر امراض تنفس میں مفید ہے اور بلغم کو خارج کرتی ہے۔

کیمیائی ساخت:

اس کی جڑوں میں خوشبودار عنصر دو قسم کے پیروزوں اور ایک الکلائڈ پر مشتمل

ہے۔ اس میں VALERIC ACID ایک قابلض عنصر ہے جلائے پر راکھ میں مینگنیز
پایا جاتا ہے۔ اس کی جڑوں سے نکالے ہوئے تیل کے تجزیہ پر یہ اجزاء معلوم ہوئے۔

CAMPHENE	۰.۰۲%
PHELLANDRENE	۰.۰۲%
TERPENE ALCOHOL	۶۲%
A-COSTENE	۶۶.۰%
B-COSTENE	۶۶.۰%
APLOTAXENE	۲۰%
COSTOL	۷%
DI-HYDROCOSTUS LACTONE	۱۵.۰%
COSTUS LACTONE	۱۰%
COSTIC ACID	۱۴%

(AFTER SAMMLER AND FELDSTEIN)

اس کے علاوہ کلکتہ کے آسٹوش دت۔ گھوش اور رنجن چٹرجی نے جڑوں کا یوں
تجزیہ کیا ہے۔

AROMATIC ODOUR FACTOR ۱۵%

GLUCOSIDE SAUSSURINE ALKALOID ۵%

جبکہ اس کے تیلوں میں الکاٹید سوسورین نہیں ہوتی۔ شاید اسی لیے پتوں سے
علاج نہیں کیا جاتا۔ ان اجزاء کے علاوہ اس میں بیروزہ۔ ایک کٹروا عنصر۔ فلمی شورہ اور
مٹھاس پائے جاتے ہیں۔ چوڑا نے اس کے الکاٹید سوسورین میں ٹارٹرک ایسڈ ملا کر
جو تجربات کیے ہیں انہوں نے اس دوائی کے جملہ اثرات کو مزید واضح کیا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات :

اطبائے سلف نے اسے چار قسموں میں بیان کیا ہے۔ عربی قسط زروری مائل نحو شبودار اور شیریں ہوتی ہے۔ رومی قسط کا رنگ شمشاد کی لکڑی کی طرح بوا س کی تیز۔ شامی قسط سیاہی مائل ایلوے جیسی نحو شبو اور بولعلی سینا نے اسے قسط کی بجائے قر نقلی قرار دیا ہے۔ ہندی قسط اندر سے زرد۔ نحو شبو کم اور وزن میں ہلکی ہوتی ہے۔ تذکرۃ الہند میں بھی قسط کو متعدد اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہونے والی قسط کی بیسٹ علاقہ پر منحصر ہے۔ وادی تیلیم کی قسط گہرے رنگ کی بو کے لحاظ سے تیز جبکہ گلگت۔ بھمبر کی قسط سفید اور نحو شبودار ہوتی ہے۔

قسط کی جو قسم اندرونی استعمال میں آتی ہے وہ شیریں ہے۔ تلخ کو صماد میں برتا جاتا ہے مگر اس عمل میں بھی شیریں اس سے بہتر ہے۔ یہ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ سردی کی دروں کو مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اس کا تیل بنا کر لگانا بھی مفید ہے۔ کیونکہ یہ پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ دماغ اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ دماغی بیماریوں خاص کر فالج۔ نقوہ۔ تشنج اور ریشہ میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیرے مار دیتی ہے۔ اس کو شہد یا قند کے ساتھ جوش دے کر کھانے سے جسم کے اندر کے سڑے کھل جاتے ہیں۔ پیشاب اور حوض کی بندش کو کھولتی ہے۔ مفرح اور ملطف ہے۔ بلغمی سردی کو نافع ہے۔ رحم کا درد جاتا رہتا ہے۔ دل۔ جگر اور طحال کو تقویت دیتی ہے۔ ویدک طب کے مطابق قسط مقوی باہ ہے۔ بادی اور بلغمی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہے۔ یہ کھانسی میں مفید ہے۔ بلغم اور دم میں مفید ہے۔ ہیضہ کے بعد اعضاء کی سستی کو دور کرنے کے لیے قسط کا جوشاندہ شہد ملا کر دینا مفید رہتا ہے۔ ضعف ہضم کو دور کرنے کے لیے قسط کے ساتھ سونٹھ اور سیدھے کے بیج پیس کر نصف چمچ پھانک

لیتے ہیں۔ اس کا سفوف دگنے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ کے دورہ اور شدید کھانسی کو کم کرتا ہے۔

زمانہ قدیم بلکہ عہد رسالت میں بھی خواتین ماہواری سے فراغت کے بعد اپنے جسم کو قسط سے دھوتی تھیں۔ جس سے جسم کی اندرونی تعلات دور ہو جاتی تھی۔

اطیاء قدیم نے قسط کے بیرونی استعمال سے کثیر فوائد کا تذکرہ کیا ہے جن میں قسط کا تیل ایک اہم نسخہ ہے۔

قسط شیریں ۵ گرام کو ۲۲ گھنٹے تک سرخ شراب یا الکحل میں بھگو کر اس میں ۳۰ گرام روغن زیتون ملا کر ان کو ہلکی آپخ پر پکا میں۔ جب الکحل اڑ جائے تو اسے اتار کر چھان لیں یہ تیل اعصاب کو طاقت دینے میں مالش کے لیے اور ملتی کھانسی میں پیتے کے لیے مفید ہے۔ یہ تیل گنج پر لگانے سے بال اگنے کا امکان ہے۔ ویسے بالوں کو مضبوط کرتا ہے۔

قسط کو پانی میں گھس کر لگانے سے چھپ دور ہو جاتی ہے۔ پس ہوائی قسط کو بال کھینچ کر جڑ پر ملنے سے دوبارہ بال نہیں اگتے۔ قسط کو شہد میں ملا کر چہرے پر لپ کرنے سے کلف اور جھائیں کے داغ مٹ جاتے ہیں۔ قسط کا جو شانہ پکا کر اس کے نیم گرم پانی میں پھٹے ہوئے ہاتھ پیر ڈالنے سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ سرکہ میں قسط کو حل کر کے لگانے سے داد دور ہو جاتی ہے۔

گائے یا بکری کے دودھ میں قسط کو جوش دے کر یہ دودھ درو والے پھٹوں پر ملنے سے ان کی اینٹھن دور ہو جاتی ہے۔ قسط کی دھوئی کمروں سے سلین کی بدبو کو رفع کرتی ہے۔

طب یونانی کے مشہور مرکبات جوارش جالبینوس۔ دوار المسک اور تریاق ثمانیہ کا

ایک اہم جزو قسط شیریں بھی ہے۔

اطباء نے جدید کے مشاہدات :

مقامی طور پر جاذبِ نخون۔ مصفی نخون اور واقع تعفن ہے۔ اس لیے امراضِ جلد خاں
 کریفہ بکلف۔ نمش۔ دار میں مفید ہے۔ کپڑوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کتیر
 کے لوگ اونی پارچات میں قسط رکھتے ہیں اور کپڑے محفوظ رہتے ہیں۔
 اندرونی طور پر منقہ بلغم۔ واقع تشنج۔ اور مقوی اعصاب ہونے کی وجہ سے
 سعال۔ سعال شعبی، دمہ۔ فالج۔ لقوہ اور ضعف اعصاب میں مفید ہے۔
 قسط کو چینی طب میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ یورپ میں بھی لوگوں نے اس
 کے فوائد اور کیمیاوی حیثیت پر خاصی محنت کی ہے۔ ان کے تجربات علیحدہ پیش کیے
 جا رہے ہیں۔

بھارت اور یورپ کے مشاہدات :

اس کے اجزائے ترکیبی میں فرازی تیل گلو کوسائیڈ اور الکلائیڈ اپنے اثرات
 رکھتے ہیں۔ ان کے علیحدہ فوائد یوں ہیں۔
 فرازی تیل ESSENTIAL OIL کا سرالریاح۔ دافع تعفن اور جراثیم کش ہے۔
 یہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم مثلاً STREPTOCOCCUS
 E-COLI STAPHYLOCOCCUS کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بلغم کو نکالتا اور غیر ارادی
 عضلات سے اینٹھن کو دور کرتا ہے۔ اور دل کے عضلات کے لیے مقوی ہے اسے
 اگر ایک ہزار گنا پانی میں حل کر کے پیچش پیدا کرنے والی کیڑوں پر ڈالا جائے تو ان کو
 دس منٹ میں ہلاک کر سکتا ہے۔ اگر اس تیل کو تپلا کر کے اس کا ٹیکہ ورید میں لگایا جائے
 تو سانس کی نالیوں کو کھول دیتا ہے۔ یہی ٹیکہ بلغم نکالتا اور پیشاب کھل کر لاتا ہے

چونکہ اس کا جسم سے اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے اس لیے مقامی طور پر جلن اور خیزش پیدا کر سکتا ہے۔

خالص تیل پینے سے معدہ میں جلن اور متلی ہوتی ہے۔ اس کا دھواں عصبی نظام کے

لیے مضعف ہے۔ تیل سے بھی چکر۔ گھبراہٹ اور غنودگی طاری ہوتی ہے۔

قسط سے نکلنے والی الکلائڈ کا نام SAUSSURINE ہے۔ اسے دینے سے

جانوروں کی سانس کی نالیاں فوراً کھل جاتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے یہ اثرات دماغی اعصاب کے علاوہ نالیوں کے اپنے عضلات کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنے

اثرات کے لحاظ سے یہ دمہ کا دورہ توڑنے والی مشہور دوائی ADRENALINE سے

مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس کا اثر جلد شروع نہیں ہوتا اور جب شروع ہو جائے تو

پھر کافی دیر تک جاری رہتا ہے۔ اس دوائی کا انجکشن مریض کے بلڈ پریشر میں وقتی اضافہ

کامیاب ہوتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ اس کا یہ اثر دل کے عضلات پر براہ راست ہوتا

ہے۔ خاص طور پر دل کے لٹن یا VENTRICLES زیادہ طاقت سے جسم کو خون روانہ کرتے

ہیں۔ اس کے ساتھ اگر قرازی تیل کو بھی شامل کر لیا جائے تو بلڈ پریشر کے بڑھنے کے ساتھ

سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں۔ یہ دل کے عضلات کے لیے یقیناً مفوی ہے اور اس

کے اثر کے تحت دل کے ناکارہ عضلات بھی پھر سے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

انڈین میڈیکل گزٹ نے نومبر ۱۹۲۲ء میں اس پر مشاہدات کی اشاعت میں قرار

دیا کہ قسط کی جرطوں کا سفوف اگرچہ بد مزہ ہوتا ہے مگر دمہ کے دردوں کو کم کر دیتا

ہے۔ یہ سفوف کا سرالریاح۔ قاطع کرم شکم۔ مقوی۔ دافع قبض۔ اور مقوی باہ سے تپتق

بھوک کی کمی اور یرقان میں اس کا استعمال کرنل جو پڑاٹے مفید پایا۔

ہیضہ کے لیے قسط لاپچی خورد پانی

۳ گرام ۱ گرام ۳۲ گرام۔ کو لپکا کر دینا

مفید ہے یہ کمزوری کو دور کرنے کے علاوہ آنتوں کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کی خوراک ہر گھنٹہ کے بعد ایک بڑا چمچ ہے ہچکی گنٹھیا۔ کوڑھ اور پرانے طیر یا بھار میں قسط کا سفوف مفید پایا گیا۔ چینی طیب یقین رکھتے ہیں کہ اس کو کھانے اور لگانے سے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ چین میں قسط کے ساتھ کستوری ملا کر وانت درو پر لگاتے ہیں۔ بھارتی ماہرین نے خالص قسط کا منجن بھی وانتوں کی بیماریوں میں مفید پایا ہے۔ قسط کا سفوف سر کو دھونے کے لیے مفید دوائی ہے۔ اسے زخموں پر لگانے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کے مندمل ہونے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

ضیق النفس (دمہ) میں کرنل چو پرانے قسط کے سفوف کو ۹۰ لکھل میں اچھی طرح ہلا کر چھان لیا۔ پھر اس سے لکھل کا بیشتر حصہ اڑا کر اس مضافا سفوف کا ایک گرام دن میں تین مرتبہ پانی کے ساتھ دیا۔ اس نسخہ کو استعمال کرتے والے مریضوں کو رات میں دمہ کا دورہ نہ پڑا اور جن کو پڑا بھی ان کو اس وقت اس کی ایک اضافی خوراک دی گئی جس سے دورہ اسی وقت ختم ہو گیا۔ مریضوں کو یہ دوائی طویل عرصہ تک مسلسل دی جاتی رہی جس سے کوئی ناشگوار نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اسے ایک لمبے عرصہ تک دینا مضر صحت نہیں۔

قسط کے مسلسل استعمال کے دوران کرنل چو پرانے محسوس کیا ہے کہ جسم یا جراثیم اس کے عادی نہیں ہوتے۔ اس لیے مریض کو علاج کے دوران دوائی کی مقدار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بھارتی ماہر ادویہ تدکاری نے اس کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے فرار دیا ہے کہ قسط مقوی باہ ہے سکون آور ہے۔ دماغ کے لیے مقوی ہے۔ دل اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔ اسے پانی یا سرکہ میں گھول کر اگر سر پر لگا لیا جائے تو سردی کو بھی دور کر دیتی ہے۔

ضیق النفس - دمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسط کے جن فوائد کا تذکرہ فرمایا ان میں دمہ شامل نہیں۔ محدثین نے اس کے مخرج بلغم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس سے سانس کی نالیوں کی سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ مگر وہ دمہ کا ذکر براہ راست نہیں کرتے۔ چونکہ ام قیسؓ کے ذریعہ اس کے سات بیماریوں میں فوائد کا پتہ چلتا ہے اس لیے بقیہ پانچ کو ملاحظہ کرنا بھی ہماری ذمہ داری تھی۔ اطباء قدیم میں اسماعیل جرجانی نے سانس کی تگی میں اس کی افادیت کا تذکرہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے اس کو براہ راست دمہ میں استعمال کر کے یہاں تک معلوم کیا ہے کہ اس کی خوراک کھانے سے اس رات دمہ کا دورہ نہیں پڑتا۔ یہ سانس کی نالیوں سے انقباض کو دور کرتی ہے۔

ابن القیمؒ نے حرف رحب الرشاد کے فوائد میں سانس کی نالیوں کو وسعت دینے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کلونجی کو پرانی کھانسی میں مفید بتایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیہ کے فوائد کو لا انتہا قرار دیا۔ ان معلومات کی روشنی میں یہ نسخہ ترتیب دیا گیا ہے۔

قسط شیریں	۳۰ گرام
حب الرشاد	۱۰ گرام
کلونجی	۵ گرام
تخم حلیہ	۳ گرام

ان تمام ادویہ کو پیس کر چار گرام صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ اس کے ساتھ ابلتے پانی میں شہد۔ بیماری کی شدت کے مطابق زیتون کانیل اور دن میں چھ سات دانے خشک انجیر بھی دیئے گئے۔ جہاں خشک کھانسی بار بار آرہی تھی ان مریضوں کو نسخہ میں ۲ گرام تخم ہند بار کا اضافہ کیا گیا۔ عام طور پر سبھی مریض بہتر ہوتے گئے جن مریضوں

نے اس کے باوجود بہتری کا مظاہرہ نہ کیا ان کا نسخہ مختصر کیا گیا۔

قسط شیریں ۴ گرام

حب الرشاد ۱۰ گرام

مقدارِ خوراک حسب سابق ۴ گرام صبح۔ شام رکھی گئی۔

کرنل چوہڑا نے اگرچہ دمہ کے سلسلہ میں خوشگوار نتائج کا ذکر کیا ہے مگر وہ مکمل علاج کے بارے میں متنبہ ہے۔ اس کی غلطی یہ رہی کہ وہ پوری طرح قسط شیریں پر بھروسہ کرتا رہا۔ ہم نے اس کے ساتھ سانس کی تالیوں کو کھولنے والی دیگر ادویہ کے ساتھ جب شہد اور زیتون کے تیل کا اضافہ کیا تو ہمارے نتائج ان سے زیادہ بہتر رہے کیونکہ چوہڑا اپنی ذات پر بھروسہ کر رہا تھا اور ہمارے تجربات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی طب کی برکت شامل تھی۔

تپ دق

زید بن ارقم کی روایت اور ام قیس بنت محضن سے اس کی تائید مزید کے بعد قسط اور زیتون کے تیل کا مرکب پلورسی کے لئے مفید ہونا چاہیے۔ جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ پلورسی تپ دق ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی نے ذات الجنب کی تشریح میں بھی قرار دیا ہے کہ یہ تپ دق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مرکب کا تپ دق میں مفید ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ زیتون کے تیل کے بارے میں ارشاد نبوی موجود ہے کہ یہ جن سنز بیماریوں میں بھی مفید ہے ان میں جذام بھی ہے علم الجراثیم اور علم الامراض کے اصولوں کے مطابق جذام اور تپ دق کے جراثیم ایک دوسرے سے قریب ترین ہیں۔ ان کی دوائیاں بھی اکثر مشترک ہیں۔ اس لیے زیتون کے تیل کے لیے رق میں بھی مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ان بنیادی مشاہدات کے بعد یہ مرکب تپِ وق میں استعمال کیا گیا جن مریضوں کو بخار تھا یا بلغم کی زیادتی تھی ان کو ابتدائی امداد کے لیے جدید ادویہ میں سے بھی کوئی ایک وقتی طور پر دی گئیں۔ لیکن ان کا استعمال کسی بھی صورت میں پندرہ دن سے زائد نہیں رہا۔

تپِ وق کے جدید ترین علاج سے یہ بیماری کم از کم نو ماہ میں ٹھیک ہو جاتی ہے جن بھیسپھروں میں سورانج کی حسامت ڈیڑھ سنٹی میٹر سے زائد ہوان میں عرصہ علاج ڈیڑھ سے دو سال تک محیط ہوتا ہے۔ جدید ادویہ سے علاج پر کم از کم پچاس روپے روزانہ لاگت آتی ہے۔ اس کے مقابلے میں قسط اور زیتون کا تیل تپِ وق پر پہلے مہینے کے بعد ہی واضح اثرات دکھانے لگ جاتے ہیں۔ تین ماہ میں خون کا ESR نارمل ہو جاتا ہے۔ اور چوتھے مہینے کا ایکس رے چھاتی کے زخموں کو مندمل ہونا دکھا دیتا ہے۔ اس علاج پر روزانہ پانچ روپے سے بھی کم خرچ آتا ہے۔ چونکہ وق میں جسمانی کمزوری علالت کا اہم حصہ ہے۔ اس لیے ہر مریض کو سنت نبویؐ کے مطابق ہمارے اور عصر کے وقت دو بڑے چمچے شہد بھی دیا گیا۔ مریض کو کھانسی اگر زیادہ رہی تو یہ شہد ایلنے پانی میں دیا گیا۔

آنٹوں کی تپِ وق میں اس علاج کے فوائد زیادہ جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن تھنازیر۔ گردوں اور فوطوں کی وق میں بھی زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ البتہ جلد اور ہڈیوں کی وق میں عرصہ علاج سال کے قریب ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ قسط اور زیتون کا تیل وق کا موثر اور مکمل علاج ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ معالج مستند طبیب ہو تاکہ وہ مریض کی بیماری کی متاسبت سے تبدیلیاں کرتے کا اہل ہو۔

امراضِ حلق : گلے کی دو بیماریاں اکثر اذیت کا باعث ہوتی ہیں۔ گلے کی

کی خرابی اور لوزتین کی سوزش۔ قدرت نے زبان کے آخر میں گلے کے اندر دو سپاہی لوزتین کی صورت نصب کیے ہیں۔ جراثیم اگر منہ کے اندر داخل ہو جائیں تو یہ لوزتین ان کو روک دیتے ہیں۔ اس کوشش کے دوران وہ خود متورم ہو جاتے ہیں۔ گلے کی یہ سوزش بچوں میں بڑی عام ہے۔ کیونکہ ماں کا دودھ پینے کے دوران ماں کی جلد کے جراثیم ان کے منہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر بازار کا دودھ پئیں تو فیڈر اور نپل کے جراثیم۔ بچے کو چپ کروانے والی چوستی۔ بچوں کا انگوٹھا جو سنا اور آخر میں بڑوں کی محبت کی سزا۔ بچے کو پیار کرنے والے اکثر ان کے منہ میں اپنی گندی انگلیاں ڈالتے ہیں جس سے گلے میں درد۔ بخار اور کھانسی ہوتے ہیں۔ بار بار کی سوزش کے بعد لوزتین میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اب بچہ مسلسل بیمار رہنے لگتا ہے۔ پرانی عورتیں ان بچوں کے گلوں کے اندر انگوٹھا ڈال کر لوزتین کو زور سے دباتی تھیں۔ جس سے خون اور پیپ نکل کر گلا ٹھیک ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ان پر توڑے کی سیاہی یا کوئی ”گھٹی“ لگا دی جاتی تھی۔ طب جدید میں وہ گلا جو سال بھر سے زیادہ عرصہ سے خراب ہو اور بچے کو تین بار سے زیادہ بخار ہو چکا ہو اس کا علاج یہ ہے کہ اپریشن کر کے لوزتین نکال دیئے جائیں۔

جب لوزتین نکل جاتے ہیں تو گلے میں جراثیم کے خلاف رکاوٹ ختم ہو گئی اس اپریشن کے بعد یہ بچہ آخر عمر تک ہمیشہ گلے کی خرابیوں اور کھانسی کا شکار رہتا ہے۔ کیونکہ اب جراثیم کو براہ راست سانس کی نالیوں تک چلے جانے کی چھٹی مل گئی غالباً یہ وہ صورت حال تھی جب اذیت میں مبتلا بچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی کیفیت اور بعد کے مسائل کو توجہ میں لاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے ایسے تکلیف دہ علاج نہ کیے جائیں جبکہ قسط موجود ہے۔

اس بیماری میں ابتدا ہزاروں بچوں کو قسط کا سقوط صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ عام طور پر یہ بچے پندرہ دن میں بہتر ہونے لگتے ہیں اور چھ ہفتوں میں مکمل شفا یاب ہو جاتے ہیں۔ چند بچوں میں دیکھا گیا کہ بہتری کا سلسلہ ایک جگہ پر آ کر رک گیا۔ اس کا حل ایک حدیث سے یوں سمجھ میں آیا کہ ان کو درس اور قسط یا درس یا قسط دی جائیں۔ چنانچہ جب قسط کے ساتھ درس کی تھوڑی سی مقدار شامل کی گئی تو ہر بچہ تندرست ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی پر توجہ دی جائے تو اس سے ایک چیز واضح نظر آتی ہے کہ لوزتین کو نہ نکلوا یا جائے۔ انہوں نے اس باب میں جس اعتماد کے ساتھ قسط کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ دوائی بہر حال مفید اور مؤثر ہوگی۔ اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔

کاسنی — ہندباء

CHICORY

CICHORIUM INTYBUS

کاسنی زمانہ قدیم سے غذا اور دوا کے طور پر مقبول چلی آتی ہے۔ یورپ میں زیادہ طور پر خورد رو ہوتی ہے۔ اور وہاں پر جنگلوں میں خود اُگنے والی کاسنی کو امراتس تنفس کے علاج میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ وہاں کے دوا فروش اب بھی جنگلی کاسنی کا شربت SYRUP OF WILD CHICOPY کے نام سے فروخت کرتے ہیں جسے بچوں کی کھانسی کے لیے مفید مانا جاتا ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقوں۔ بھارت میں بمبئی اور دکن کے علاقوں میں جانوروں کے لیے چارہ کے طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ نیوزی لینڈ میں اس کے بیج پونے دو فٹ اور بمبئی میں چھ اونچ کے فاصلہ پر بوٹے جاتے ہیں۔ فصل چھ ماہ میں پک کرتی رہتی ہے اس کے تازہ پتے سلاو کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔

کاسنی کے پتے پھول۔ بیج اور جڑیں دوا کے طور استعمال ہوتے ہیں۔ ایک خاص قسم کے ہل سے جڑیں کھودنے کے بعد انہیں چودہ دن تک کھیتوں میں رکھا جاتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ رکھیں تو وہ سوکھ کر خوشبو چھوڑ جاتی ہیں۔ جڑوں کو دھوپ یا کڑھائیوں میں بھون کر پیس کر کافی میں ان کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ ایسی ملاوٹ شدہ کافی کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے وہ یوں کہ پوڈر کو پانی کے گلاس میں ڈال دیں۔ کافی ہلکی ہونے کی وجہ سے سطح پر تیرتی رہے گی جبکہ کاسنی نیچے بیٹھ جائے گی اور پانی کا رنگ بھی بھورا کر دے گی۔

عربی میں اسے ہند بار کے علاوہ عرف عام میں "بزر اللہ" کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس کی خاصی تعریف مذکور ہے۔ اطباء نے اس کی لیستانی (مزروعہ) قسم کو بہتر قرار دیا ہے۔

احادیث نبوی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بالهندباء فإنه ما من يوم الا وهو يقطر عليه من
قطر الجنة۔ (ابونعیم)

(تمہارے لیے کاسنی موجود ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

اسی بات کو محمد احمد ذہبیؒ نے ابونعیم ہی کے حوالہ سے یوں بیان کیا ہے۔
كلوا هندباء۔ ولا تنفضوه فإنه ليس من الايام الا و
قطرات من الجنة تقطر عليه۔

(کاسنی کھاؤ مگر اسے جھاڑومت۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں)۔

محمد بن ابوبکر القیمؒ نے ہند بار کی تعریف میں تین احادیث نقل کی ہیں جن کے بارے میں ان کا قیاس مرفوع ہونے کا ہے۔

۱۔ كلوا الهندباء ولا تنفضوه، فإنه ليس يوم من الايام
الا و قطرات من الجنة تقطر عليه۔

(کاسنی کھاؤ اور اس کے پتوں کو مت جھاڑو۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا

جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں۔

۲۔ من اکل الہندباء ثم نام علیہ لم یحل فیہ سم
ولاسحر۔

(جس نے کاسنی کھائی اور سو گیا۔ اس پر جادو اور زہر بھی اثر انداز نہ ہوگا)۔

۳۔ ما من ورقۃ من ورق الہندباء الا وعلیہا قطرۃ
من الجنۃ۔

(کاسنی کے پتوں میں سے ایسا کوئی پتہ نہیں جس پر جنت کے پانی کے
قطرے نہ گریں ہوں)۔

محدثین کرام کا اصول ہے کہ وہ حسن اور صحیح احادیث کے علاوہ دیگر پر تو حیر
نہیں دیتے۔ مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ ایک ہی بات پانچ مختلف ذرائع سے میسر
آ رہی ہے۔ جب ایک بات کو پانچ مختلف راوی اپنے اپنے انداز میں روایت
کر رہے ہیں تو اسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے اور اسے حسن کہنا پڑے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی خاص بیماری یا حالات میں تجویز نہیں فرمایا
بلکہ اس کی اہمیت کے باب میں اتنی بات بتادی کہ جنت سے پانی کے قطرے
روزانہ اس پر گرتے ہیں۔ اس ارشاد کے جو معنی ایک عام قاری کی سمجھ میں آتے ہیں وہ
یہ کہ اس کے استعمال میں برکت ہے۔ اسے جس کیفیت میں بھی استعمال کریں مفید
ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اطباء نے اسے سینکڑوں قسم کی بیماریوں میں آزمایا
اور عام طور پر بالیوسی نہیں ہوئی۔

محدثین کے مشاہدات

کاسنی کے پتوں کا رس نچوڑ کر بچھو کے کاٹے پر لگانے سے درد اور

ورم جاتے رہتے ہیں۔

اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ڈالنے سے موتیا کو فائدہ ہوتا ہے۔

محدث ابن القیم کہتے ہیں۔

و لین اصلها یجلو بیاض العین۔

آنکھ کی سفیدی سے مراد موتیا بندھی ہو سکتا ہے اور آنکھ کے سامنے والے سیاہ حصہ کے اوپر آنے والی سفیدی جسے اردو میں پھولا اور پنجابی میں ”چٹا“ کہتے ہیں ہو سکتے ہیں۔ امکان موجود ہے کہ یہ دونوں میں مفید ہے۔ اطیبا قدیم نے اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے اوپر پلٹس کی صورت باندھے ہیں اور اس کے پتوں کو عرق گلاب میں کھل کر کے سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگایا ہے لیکن محدثین کاسنی کی جرط کے پانی کو آنکھ میں لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔

کاسنی مزاج کو درست کرتی ہے۔ یہ گرمی میں حدت پہنچاتی ہے۔ اور سردی میں ٹھنڈک قابض ہے اور آنتوں میں جلن کو رفع کر کے ٹھنڈک دیتی ہے۔ معدہ کے لیے بہت مفید ہے۔ اگر اس کے پتوں کو پکا کر سرکہ کے ہمراہ کھایا جائے تو پیٹ کی جملہ بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ اس کے پتوں کو کاٹ کر ورم والے مقام پر باندھیں تو سوجن اور خاص طور پر نفرس کی دکھن جاتی رہتی ہے۔

جگر اور مرارہ کے سدے کھولتی ہے۔ نمون کی نالیوں سے رکاوٹ دور کرتی ہے جگر اور اس کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے اگر یرقان ہو گیا ہو تو اس کے پتوں کا پانی بڑا مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اگر اسے رازیانچ اور کھجوروں کے ساتھ ملا یا جائے تو فوائد اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔

اس کے پتوں کو دھو کر استعمال میں لاتا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتوں پر جنت کے پانی کے گرنے کی اطلاع دی ہے۔ زہروں کے اثرات کو

زائل کرنے میں کاستی دوسری ادویہ سے زیادہ مؤثر ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق اگر اس کے پانی میں زیتون کا تیل ملا لیا جائے تو یہ ہر قسم کی زہروں حتیٰ کہ سانپ کی زہر کا بھی علاج ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

کاستی کے پتے قبض کو رفع کرتے ہیں۔ ان کو چبانے سے منہ سے خون نکلتا بند ہو جاتا ہے۔ ۹ ماہ پتے یا پھول سرد پانی کے ساتھ کھانے سے اندر سے آنے والا خون بھی بند ہو جاتا ہے۔ یہ کھانسی کے لیے مفید نہیں لیکن پیٹ میں تفع یا جگر میں خرابی کے ساتھ اگر کھانسی بھی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی دوائی نہیں۔

اگر پیٹ میں سوزش ہو تو جو کے ہمراہ زیادہ مفید ہے۔ اسہال، پچھش اور خون کے دستوں کو روکتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ تھوڑی سی سولف اور تخم کشوت شامل کر لیں تو قائدہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اطباء اس نسخہ میں سرکہ کی سکنجبین یا شربت بزوری میں شامل کرتے ہیں۔

امراض جگر اور مرارہ میں کاستی کی ہر شکل نہ صرف کہ مفید ہے بلکہ سدے اور رکاوٹیں کھول دیتی ہے۔ استسقاء میں مفید ہے۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں سے رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ اس لیے مدرالیول ہونے کے علاوہ پتھر لویں کو نکالتی ہے۔ کاستی کے ہرے پتوں کا پانی سرکہ اور صندل ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سرد رو جاتا رہتا ہے۔ یہی مرکب پتی اچھلنے اور گرمی دانوں کے لیے تھوڑا سا پانی ملا کر لگانے سے فوری فائدہ کرتا ہے۔ پتوں کے جو شانہ میں سرکہ اور نمک ملا کر غرارے کرنے سے منہ کی سوزش اور گلے کی سوجن جاتی رہتی ہے۔

کاستی کے بیج پیس کر صندل اور سولف کے ساتھ ابال کر شربت بنفشہ کے

ساتھ پینے سے رات کو نیند خوب آتی ہے۔ اس نسخہ سے پتہ کا صفرا زائل ہوتا ہے اور منہ سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

ابن زہر کتا ہے کہ کاسنی کی جڑ کو بچھو کے کاٹے پر پیس کر لگانے سے جلد آرام آ جاتا ہے۔

کاسنی کا عرق گردوں اور معدہ کی سوزش کے لیے مفید ہے۔ اس کے پینے سے پیشاب کے ساتھ آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ پرانے ڈاکٹر جنگلی کاسنی کی جڑوں کے جو شانہ کو امراضِ معدہ و امعاء میں اکیسر قرار دیتے تھے۔

کیمیائی ہیٹ

جرمن کیمیادانوں نے ۱۸۲۶ء میں کاسنی کے پھولوں سے ایک جزو عامل CICHORIN دریافت کیا جو کیمیائی طور پر گلو کو ساٹیڈ ہے۔ پودے کو جلایا جائے تو راکھ سے زیادہ مقدار میں پوٹاسیم، نیکوٹر اساسوٹیم، کیلسیم، فاسفورس، ایلیومینیم، کلورائیڈ، کاربونیٹ اور ریت کے مرکبات ملتے ہیں۔ پودے سے ایک تیل بھی حاصل کیا گیا ہے۔ جو صحیح معنوں میں فرازی نہیں۔ کیونکہ یہ پوری طرح اڑ نہیں جاتا۔ اس تیل میں PALMATIC-STEARIC-OLEIC اور LINOLEIC ایسڈ پائے جاتے ہیں۔

پودے کی جڑوں میں TARTARIC ACID-MANNITE-STEARIN کے علاوہ ایونیائی مرکبات میں BETAINE-CHOLIN پائے جاتے ہیں۔ یہ مرکبات جگر کی اصلاح میں مشہور ہیں۔ جڑوں میں پائی جانے والی INULIN کچھ عرصہ کے بعد INULIDE FRUCTOSE ENZYMES میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاسنی کے پودے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس میں کڑوے

مادے اور لعاب بھی ملتے ہیں مگر اس کے ساتھ فرکٹوس کی مٹھاس بھی ہے جب اسے بھونا جائے تو بعض جوہر اپنی کیمیاوی ہیئت تبدیل کر لیتے ہیں۔ مگر اس میں DEXTRIN اور CAMEL موجود رہتے ہیں۔

اطیاء جدید کے مشاہدات :

یستانی کاسنی پیاس کو بچھاتی ہے اور حیم کو توانائی دیتی ہے بڑھی ہوئی تلی۔ بخاروں اور اسہال میں مفید ہے۔ پودے کا بہترین حصہ اس کی جڑ ہے اس میں خوشبو کے علاوہ اسہال کو روکنے کی صلاحیت کے ساتھ پیشاب آور ہے۔ پرانے ڈاکٹر اس کی جنگلی قسم کو دمہ۔ کھانسی۔ سردی۔ بھوک کی کمی اور کمزوری میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ یہ حقیقت آور ہے۔ اس غرض کے لیے پودے کے کسی بھی حصہ کا جو شانہ مفید ہے۔

کاسنی کے استعمال سے پتہ سے صفراء کے اخراج میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہاضمہ کی اصلاح کرتی ہے۔ حیم کو تقویت دیتی ہے۔ زیادہ مقدار میں مسهل اور پیشاب آور ہے۔ کافی میں کاسنی ملا کر مسلسل استعمال کرنے سے بیٹائی خراب ہوتی ہے۔

ندکارنی کے مشاہدہ کے مطابق کاسنی کاسفوف۔ مغز تر بوز۔ یا خر بوزہ اور سولف ملا کر اس کے سفوف کا نصف چھوٹا چمچ کچھ عرصہ کھایا جائے تو گردوں سے پتھری نکل جاتی ہے۔

اس کے پتوں کا لیپ جوڑوں کی سوجن کے لیے مفید ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

کاسنی کی جڑوں سے مدرٹنکچر بنتا ہے۔ CICHORIUM INTYBUS

ان تمام کیفیات میں استعمال ہوتی ہے۔ جب جسم پر تھکن کی کیفیت طاری ہو۔ بوجھ محسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہو کہ جسم میں نہ تو جان ہے اور نہ طاقت اعضا، ششکئی، معدہ پر بوجھ جسم اور دماغ میں تھکن، صبح اٹھیں تو آنکھیں بھاری اور تھکی ہوئی میں کاسنی کی مدرٹنگ پھر مفید ہے۔

کلونجی — حبة السوداء

NEGELLA SATIVUM

کلونجی زمانہ قدیم سے اچار ڈالنے اور پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتی آئی ہے۔ آر یو ویدک طب میں "کرشن حیرک" اور کالی حیرے کے ناموں سے بیان کی گئی ہے۔ انگریزی نام کے معنی کا لائیرہ ہے۔ حالانکہ زیرہ بالکل مختلف چیز ہے۔ کلونجی کا پورا جھاڑیوں کی مانند تقریباً ادھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو تیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پورا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا۔ جہاں سے حکماء نے افادیت کی بنا پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خود رو بھی ہوتا ہے اور اس کی مرزوعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ غلط ہے اس کے بیج تلوٹے خوشبو میں تیز۔ ذائقہ میں تیز اور کاغذ کے لفافہ میں رکھیں تو اس پر تیل کے سے دھسے لگ جاتے ہیں۔

یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلونجی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفا کا منظر قرار دیا ہے۔

احادیث نبویؐ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في الحبة
السوداء شفاء من كل داء الا السام والسم الموت و
الحبة السوداء الشونيز -

(بخاری مسلم ابن ماجہ - مسند احمد)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ کانے
وانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا شفا ہے۔ اور کانے وانے شونیز ہے۔
عن سالم بن عبد الله يحدث عن ابيه ان الرسول صلى
الله عليه وسلم قال عليكم بهذه الحبة السوداء. فان
فيه شفاء من كل داء الا السام -

(ابن ماجہ)

سالم بن عبد اللہ اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر ان کانے وانوں کو
لازم کر لو کہ ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔
یہی روایت مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی سے ابن الجوزی اور ترمذی میں ابو ہریرہ
سے مذکور ہے۔

حضرت بریدہ رضی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الشونيز دواء من كل داء الا السام وهو الموت -

(شونیز موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے)

اسی قسم کی ایک لمبی روایت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے کلوتجی کی تعریف
میں بیان کرتے ہیں۔ جسے مسند احمد نے بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من داء الا وفي الحبة السوداء منه شفاء - الا السلام

(مسلم)

(بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے لیے کلونجی میں

شفائے ہو)

کتب سیرت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی طبی ضروریات کے لیے کبھی کبھی کلونجی کھایا کرتے تھے مگر وہ اسے شہد کے شربت کے ساتھ نوش فرماتے ہیں۔

عن خالد بن سعد قال خرجنا مع غالب بن ابي جبر
فمرض في الطريق فقد منا المدينة وهو مريض
فعاده ابن ابي عتيق وقال لنا عليكم بهذه الحبة
السوداء فخذوا منها خمسا او سبعا فاسحقوها
ثم اقطروها في انقه بقطرات نريت في هذا
الجانب و في هذا الجانب - فان عائشة حدثتهم
انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
ان هذه الحبة السوداء شفاء من داء الا ان يكون
السام وقلت وما السام قال الموت -

(بخاری - ابن ماجہ)

دخالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن جبر کے ہمراہ سفر میں تھا وہ راستہ
میں بیمار ہو گئے ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیق - (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے)
تشریف لائے مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلونجی کے پانچ سات دانے لے
کر ان کو پیس لو۔ پھر انہیں زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو۔

کیونکہ ہمیں حضرت عائشہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کانے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ مگر سام سے۔ میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موت۔ اس علاج سے غالب بن ابجر تندرست ہو گئے۔

محدثین کے مشاہدات:

عربی میں جسے حنظل السودا کہتے ہیں فارسی میں وہ شونیز ہے۔ محدث عبداللطیف نے زیرہ سیاہ قرار دیا اور اس کو "الکون الھندی" کا اصنافی نام دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا۔

وادتیت من کل شیء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر ایسی خوش خبریاں عطا کی ہیں۔ جیسے کہ صبح کھجور کھانے والا زہر سے محفوظ رہتا ہے یا سنار اور مسنوت میں بھی ہر بیماری سے شفا ہے۔ ان کے یہ ارشادات معجزات نبوت میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کلونجی اس امر میں یکتا ہے کہ وہ بیماریاں خواہ حدت سے ہوں یا رودت سے، یکساں مفید ہے۔ ذہبی کتبا ہے کہ کلونجی جسم کے کسی بھی حصہ میں واقع رکاوٹ یعنی سدہ کو دور کرتی ہے۔ بتجیری مادہ کو خارج کرتی ہے۔ معدہ کو مضبوط کرتی ہے۔ حیض۔ دودھ اور پشیاں لاتی ہے، اگر اسے پیس کر سرکہ میں ملا کر کھایا جائے تو پیٹ کے کيرے ماریتی ہے اور پرانے زکام میں مفید ہے۔ اس کو گرم کر کے سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے۔ اگر اس کا تیل نکال کر گینچ پر لگایا جائے تو بال اگتے ہیں اور بال جلد سفید نہیں ہوتے۔ اس کا نصف چمچ پیس کر پانی کے ساتھ پینے سے دمر میں مفید ہے اور بھڑکے

زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔

کلونجی لگاتار کھانے سے یا ولہ کتے کی زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کا دھواں سانس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ روٹی کے ساتھ کھائی تو پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی۔ زکام۔ فالج۔ لقوہ۔ درد شقیقہ۔ نسیان۔ چکروں گھبراہٹ میں مفید ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وسیع اور وحی الہی پر مبنی رہا ہے۔ انہوں نے جب اسے شفا کا منظر قرار دیا ہے تو اس کے فوائد کی فہرست صفحہ قرطاس میں احاطہ کر لیا جانا ممکن نہیں۔

کلونجی کی حیثیت پر ابن القیم کہتے ہیں الحری نے حضرت امام حسنؓ کی سند سے اسے خردل قرار دیا ہے۔ (خردل کو ہمارے یہاں اسی کہتے ہیں جو کہ بالکل مختلف چیز ہے) البروی نے اسے الحجۃ الحضرہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ شونیز ہے اور اس میں کوئی مغالطہ نہیں۔ یہ نفع کو دور کرتی ہے۔ پیٹ سے چرتے کیڑے نکال دیتی ہے۔ بخار اتارتی ہے۔ بلغم نکالتی ہے۔ رکاوٹیں کھولتی ہے۔ معدہ اور لبلبہ کی رطوبتوں کو اعتدال پر لاتی ہے۔ (یہ بات ذیابیطس کے علاج میں بڑی اہمیت رکھتی ہے) اگر اسے پیس کر گرم پانی میں شہد کے شربت کے ساتھ پیا جائے تو گردوں اور مثانہ سے پتھری نکال دیتی ہے۔ اس کے اصفانی فوائد میں دودھ۔ حیض اور پیشاب کو کھول کر لانا بھی شامل ہے۔ زکام میں اس کا سونگھنا اور پینا مفید ہے۔ اس کے بیج پیس کر دودھ میں ملا کر پینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کو مسلسل کھانے سے لقوہ اور فالج دور ہو جاتے ہیں۔ محدثین کہتے ہیں کہ اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیس کر پینے سے باؤلہ پن ختم ہو جاتا ہے۔ اسی جو شانہ کو پینے سے بوا سیر ختم ہو جاتی ہے اور جانوروں کے کانٹے کا زہر خاص طور بھڑکا زائل ہو جاتا ہے بعض لوگوں نے اسے سانپ کے زہر کے لیے بھی تریاق قرار دیا ہے۔

کلونجی کو سرکہ میں پکا کر اس کی کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوزش اور دانتوں کا درد جانا رہتا ہے۔ اسے آنکھوں میں پیس کر ڈالنے سے موتیا اگر ابتدا میں ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سرکہ اور کلونجی کا مرکب جلدی امراض۔ ایگزیمیا وغیرہ میں از حد مفید ہے۔ زیتون کے تیل میں کلونجی کو ابال کر چھان کر اس تیل کے چند قطرے کان میں ڈالنے سے اس کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ مرکب ناک میں ڈالنا پرانے زکام میں مفید ہے۔ زخموں پر چھلکے آتے ہوں تو چند روز کلونجی اور تیل لگائیں پھر کلونجی اور سرکہ لگانے سے جسم کے کسی بھی حصہ کے پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جلد کے داغ جاتے رہتے ہیں اور برص میں فائدہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

سرد کھانسی۔ درد سینہ۔ استسقا اور ریباہی فولنج میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیرٹوں کو خارج کرتی ہے۔ اگر قے میں پیپ آتی ہو متلی کے ساتھ تلی میں ورم ہو۔ اور سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہو تو کلونجی سے جلد فائدہ ہوتا ہے۔ اسے پانی میں پکا کر شہد ملا کر پینے سے مثانے کی پتھری نکل جاتی ہے۔ اسے تھارمنہ روغن زیتون کے ساتھ کھایا جائے تو چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ اسے گرم کر کے سونگھنے سے زکام دور ہو جاتا ہے۔

ویدک طب میں بھی کلونجی مقبول ہے۔ ان کے مشاہدات میں یہ پیٹ اور معدہ کے بادی کے درد دور کرتی ہے۔ بد ہضمی اور ضعف ہضم کا علاج ہے۔ عورتوں کا دودھ بڑھاتی ہے۔ پھیڑوں کا علاج ہے۔ چونکہ یہ بچہ نکال دیتی ہے۔ اسلئے حاملہ عورتوں کو نہ دینی چاہیے۔ اس کا تین ماشہ سفوف مکھن میں ملا کر چٹانے سے بچکی بند ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

سرکہ اور صنوبر کی لکڑی کے برادہ کے ساتھ کلونچی کو ابال کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔ سرکہ اور کلونچی لگانے سے متے جھڑ جاتے ہیں کلونچی اور حب الرشاد کو ملا کر سرکہ میں ابال کر گنچ پر لگانے سے بال آگ آتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے زہریلے کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اسے گرم کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔

کلونچی۔ باپچی۔ گوگل۔ دارہلد کی جڑ۔ گندھک میں سے ہر ایک پانچ تولہ کوناریل کے دو تولہ تیل میں پیس کر ڈال دیں۔ یہ تو تیل سات دن تک دھوپ میں پڑی رہے کبھی کبھی ہلاتے رہیں۔ پھر چھان کر تیل علیحدہ کر لیں۔ اس تیل کو لگاتے سے اکثر جلدی بیماریاں اور برص ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پانی میں کلونچی ملا کر لپیپ کرنے سے چھپ جاتی رہتی ہے۔

کیمیائی ہیٹ

کلونچی کے بیجوں میں دو قسم کے تیل ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اڑ جانے والا ہوتا ہے اور دوسرا گاڑھا۔ فرازی تیل ۵۔۱ فیصدی جبکہ گاڑھا تیل ۳۷.۵ فیصد ہوتا ہے اس کے علاوہ البیومن۔ مسٹاس۔ یسڈارٹلورٹا مبیاتی تیزاب اور گلوکوسائیڈ۔ MELANTHIN METARBIN کے علاوہ کڑواہٹ والے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس میں پایا جانے والا گلوکوسائیڈ سمیائی اثرات رکھتا ہے۔ اس لیے کلونچی کو زیادہ مقدار میں مسلسل کھانا تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء نے ابتداء ہی سے اسے امراض البطن میں بڑے اہتمام سے

استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسے زیرہ کی قسم سمجھتے رہے ہیں۔ جالیٹوس کو پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں بڑا دعویٰ تھا۔ اس باب میں اس کا تجربہ نسخہ کلونجی کو شہد میں ملا کر دینا تھا۔ اتفاق سے یہ ایک ایسی ترکیب ہے کہ اسے پیٹ کی بیماریوں کے علاوہ سانس کی گھٹن، جگر کی خرابی، پھوڑے پھنسیوں اور اعصابی تکالیف میں بڑے اعتماد کے ساتھ دیا جاسکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری میں شفا قرار دیا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر ذیابیطس کے مریضوں کو تین حصہ کلونجی اور ایک حصہ کاسنی کے بیج ملا کر ناشتہ کے بعد ایک چھوٹا پیچ دیا گیا۔ ایک ہفتہ میں خون میں گلوکوس کی مقدار کم ہونے لگی۔ پیشاب میں شکر ختم ہو گئی۔ اب تک چار ہزار مریضوں پر یہ علاج نہایت اچھے نتائج کے ساتھ استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ذیابیطس کے لیے اسے مکمل شفا قرار دینا ابھی قبل از وقت ہے۔ مزید مشاہدہ کی ضرورت موجود ہے۔ اس کے بیجوں کو دودھ اتارنے، حیض کا خون بڑھانے اور پیشاب لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یورپ میں درود سے حیض آنے کے لیے یہ مشہور دوائی ہے۔ زیادہ مقدار میں دینے سے اسقاط کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

پیٹ سے ہوانکا لے اورید مضمی میں مفید ہے۔ کلونجی کے ساتھ قسط شیریں ہمزون ملا کر ناشتہ اور رات کے کھانے کے بعد دیں تو پرانی پیمش کے علاوہ دمہ میں بھی مفید ہے۔ دمہ کے وہ مریض جن پر دیگر ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا کلونجی کی آمیزش سے بہتر ہونے لگے۔

قسط شیریں جنسی کمزوری کے لیے اچھی دوائی ہے۔ مگر بسا اوقات اس کا تنہا اثر اتنا مفید نہیں ہوتا۔ ایسے میں اس کے ساتھ حب الرشاد اور کلونجی کو جب شامل کیا گیا تو فائدہ جلد ہو گیا۔

کلونجی کو قسط اور حب الرشاد میں ہم وزن ملا کر پیسنے کے بعد سرکہ میں حل کر کے اُبالا گیا۔ پھر چھان کر ادویہ کے پھوک نکال دیتے۔ یہ لوشن جلدی امراض کے لیے از حد مفید رہا۔ اگرچہ جلد کے امراض کی ایک لمبی فہرست ہے اور ایسی کوئی دوائی موجود نہیں جو ہر ایک میں مفید ہو۔ لیکن یہ نسخہ اکثر بیماریوں میں فائدہ دیتا ہے۔

کلونجی اور حب الرشاد کو ہم وزن ملا کر توڑے پر جلا کر اسے سرکہ میں حل کر کے مرہم بنائی گئی یہ مرہم برص کے داغوں پر لگانے سے داغ تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کے ساتھ اسی نسخہ کو بھوننے بغیر خالص صورت میں شہد کے شربت کے ساتھ مرضی کو ایک چھ روزانہ کھلایا گیا۔ برص وہ بیماری ہے جس کا عام حالات میں کوئی علاج نہیں۔ مگر اس سے ٹھیک ہو گئی۔ گرتے بالوں بلکہ گنچ پر بال اگانے کے اور بقبہ کے علاج میں کلونجی اور مہندی کو سرکہ میں حل کر کے اگر سر پر تیسرے دن ایک گھنٹہ کے لیے لگایا جائے تو مفید ہے۔

بھارتی ماہرین نے اسے نفع درد شکم۔ قولنج۔ استسقا۔ ضعف اعصاب ضعیف دماغ۔ نسیان۔ فالج اور ریشہ میں مفید قرار دیا ہے۔ پرانے حفاظ بچوں کو قرآن حفظ کراتے وقت یادداشت کو بہتر بنانے کے لیے نماز منہ کلونجی کے چند دانے کھلاتے تھے۔

کھجور۔ تمر۔ بلح۔ رطب

DATES

PHOENIX DACTYLIFERA

کھجور ایک عام درخت ہے جو مشرق وسطیٰ۔ امریکہ اور ایشیائی ممالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ شمالی افریقہ بھی کھجور کا گھر ہے۔ امریکہ میں کیلی فورنیا کی کھجوریں بڑی لذیذ اور مقبول ہیں۔ ہندوستان میں راجستھان۔ مہاراشٹر میں یہ کثرت سے ہوتی ہیں۔ مالا بارٹر اور نکور اور میسور کے علاقہ میں کھجور کی ایک قسم۔

PHOENIX FARINIFERA پائی جاتی ہے۔ جسے ہندی میں پلوت کہتے ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹی اور مٹھاس میں قدرے ہلکی ہوتی ہیں۔ ان میں لیسیدار مادہ زیادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مغربی گھاٹ کے علاقہ میں ایک جنگلی قسم PHOENIX SYLVESTRIS۔ جسے بہا شڑا کے لوگ شٹڈی کہتے ہیں۔ انگریزی میں یہ جنگلی کھجور کے نام سے موسوم ہے۔ اسے تنے نکلنے والے لیسیدار پانی کے لیے زیادہ طور کا شت کیا جاتا ہے۔ برکھا جاتا ہے کہ اس کھجور میں تو انائی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

پاکستان میں کھجور کے لیے۔ خیر پور۔ ملتان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقے اگرچہ زیادہ مشہور ہیں۔ مگر کھجور چاروں صوبوں میں ملتی ہے۔ بلکہ صوبہ سرحد میں کھجوریں اگرچہ کم ہوتی ہیں مگر ان کا معیار عمدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح لاہور کے آس پاس بھی پائی جاتی ہیں مگر عمدگی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ خیر پور اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی ۹۵ اقسام کاشت کی جاتی ہیں اور وہاں اس کا مرہ بھی ڈالا جاتا ہے۔ عربی ایک جامع اور مکمل زبان ہے جس میں تلوار کے سونام ہیں۔ ہر نام تلوار

کی مختلف حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح کھجور کے جملہ اقسام اور حالتیں علیحدہ نام رکھتی ہیں۔

بلخ : یہ کچی کھجور ہے جو خواہ درخت کے ساتھ لگی ہو یا اتار لی گئی ہو۔
لبسہ : یہ کچی اور زرد کھجور ہے۔

لبسہ : کچی کھجوریں جب پکنے کے قریب آجائیں مگر ابھی پکی نہ ہوں۔

طلع : جب کونپوں سے پھل بننے لگے تو یہ پہلا شگوفہ ہے جو درخت پر ظاہر ہوتا ہے۔

رطب : وہ کھجور جو درخت پر لگی ہوئی پوری طرح پک جائے۔ اگر اسے اتارا نہ جائے تو اپنے آپ بھی گر جاتی ہے۔ قرآن مجید نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہی چیز زچگی کی کمزوری کے لیے مرحمت فرماتے کا ذکر کیا ہے۔

تمر : درخت سے پکنے کے بعد خشک کھجوریں جو عام طور پر کھائی جاتی ہیں۔

جمارہ : کھجور کا گاجھا۔

خشک : رومی کھجوریں۔

قرآن مجید میں کھجور کا ذکر صرف رطب اور نخل کی صورت میں آیا ہے۔ جبکہ احادیث میں یہ آٹھ ناموں سے موسوم ہوتے کے علاوہ گچھوں کے ذکر میں دوال کے نام سے مذکور ہیں۔ پانی میں بھگو کر اس کا عرق یا شربت فیذ ہے۔

ہندوپاک میں کھجور کی تین قسمیں مشہور ہیں۔ کچی کھجور۔ پکی ہوئی کھجور اور خشک

کھجور یعنی چھوہارا سندھ اور راجستھان میں قسمیں تو سہی ہیں مگر ان کے نام ذرا پیچیدہ

ہیں ہاسون۔ لونی کھر کون۔ دینا کیون۔

کھجور کا درخت بنیادی طور پر گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ ان علاقوں

میں بھی پھیل دیتا ہے جہاں پانی کم ہو۔ لمبائی میں تیس میٹر تک چلا جاتا ہے مگر اب

ٹھنکنی اقسام بھی کاشت کی جا رہی ہیں۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سردھوپ کی وجہ سے آگ میں اور سپر یعنی جڑیں پانی میں ہوتی ہیں۔ گرم علاقوں میں زیر زمین پانی کی سطح نیچی ہوتی ہے اس لیے کھجور کے درخت کی جڑیں بڑی گہری اور لمبی ہوتی ہیں تاکہ یہ دور دور سے اپنے لیے پانی اور توانائی حاصل کر سکے۔ مگر یہ ایسے علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں پانی چھوٹا پر موجود ہوتا ہے جلیج عرب کے کنارے کے اکثر ممالک میں۔ خاص طور پر سعودی عرب کے الشرقیہ کے ساحلی علاقوں میں خاص طور پر القطیف تاروت۔ الجبیل۔ راس تنورہ میں کھجوروں کے گھنے گھنے جنگل ملتے ہیں۔

کھجور کا درخت جنس کے لحاظ سے مذکر اور مؤنث ہوتا ہے۔ مذکر کو پھل نہیں لگتا جبکہ اس کے دانے مؤنث پودوں کو بارور کرنے کے لیے ہوا یا باغیانوں کی کوشش سے پہنچائے جاتے ہیں۔ پھل شدید گرمی میں لگتا ہے جو گھجوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ایسے درخت بھی ہیں جن کے ایک ایک گچھے میں ایک ہزار تک دانے ہوتے ہیں۔ درخت کی اوسط عمر ۱۵ سال ہے۔ اس کا کوئی حصہ بھی بیکار نہیں۔ پتوں سے ٹوکریاں بنتی ہیں۔ تنا عمارتی لکڑی کے طور کام میں آتا ہے۔ شاخیں کر سیاں بننے اور جلانے کے کام آتی ہیں۔

کھجور کا درخت دنیا کے اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے۔ ہندو اسے

درگاہ پوجا میں استعمال کرتے ہیں۔ یہودیوں کی FEAST OF TABER NACLES

کھجور پر مبنی ہے۔ عیسائیوں میں PALM SUNDAY تہوار بھی کھجور پر منایا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں اہمیت کی انتہا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں میں سے

اس درخت کو مسلمان کہا۔ کیونکہ یہ صابر۔ شاکر اور خدا کی طرف سے برکت

والا ہے۔

قرآن مجید کے ارشادات

ایود احد کھران تکون له جنت من النخیل واعناب

(البقرہ ۲۰۵)

دکھیا چاہتا ہے تم میں سے کوئی کہ اس کے پاس باغات ہوں کھجوروں کے اور انگوروں کے۔

فانخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حیاً متراکباً ومن النخل

من طلعتها قنوان دانیۃ۔ (۹۹- الانعام ۶۰)

دبارش کے فوائد کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ اس کے بعد ہم نباتات میں ایک قسم اگاتے ہیں جس میں ایک دوسرے پر چڑھے۔ تہ درتہ داتے ہوتے ہیں اور اس میں کھجور کے درخت بھی ہیں جس کے گاہے سے پھلوں سے جھکے ہوئے خوشے پھوٹتے ہیں۔

وهوالذی انشا جنت معروشات و غیر معروشات و

النخل والذراع مختلفاً اکلہ۔ (۱۴۱- م- الانعام ۶۰)

اور وہی ہے جس نے بنائے باغات جو ٹیلے پر چڑھے ہیں یا بن چڑھے ہیں۔ اور کھجوریں اور کھیتیاں جن کے ذائقے مختلف ہیں

ونخیل و صنوان و غیر صنوان یسقی بماء واحد۔

(۲- م- الرعد - ۱۳)

اور زمین پر ایسے قطعے ہیں جن میں کھجوروں کے ایک تہ میں سوا کی گئی تھوں

میں باغات ہیں۔ جن کو پانی ایک ہی ذریعہ سے بیسر آتا ہے۔ مراد یہ ہے

کہ ایک ہی ذریعہ کا پانی کسی قسم کی فصلیں اگا دیتا ہے۔

ينبت لکھ بہ الزراع والنخيل والاعناب ومن کل

الثمرات - (۱۱ - لک ، النحل : ۱۶)

وہ زمین سے تمہارے لیے کھیتیاں اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگانا ہے۔ اس کا یہ وہ عمل ہے جس پر وہ لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

ومن الثمرات، النخيل والاعناب . (۱۶ - لک - النحل : ۱۶)
اللہ تعالیٰ کی عنایات کے تذکرہ میں کھجوروں اور انگور کے درختوں سے حاصل ہونے والے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اگر غلط استعمال کرو تو ان سے منشیات حاصل ہوتی ہیں ورنہ ان سے عمدہ قسم کی غذا میسر آتی ہے۔

او تکون لك جنة من نخيل وعنب - (۹۱ - اسراہیل - ۱۷)
یہ وہ لوگ ہیں جو آرزو رکھتے ہیں کہ ان کے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں جن میں سے نہریں نکل کر جا رہی ہوں۔

واضرب لهم مثلاً رحلین جعلنا لاحدھما جنتین من
اعناب وحفقتھما بنخل وجعلنا بینھما زرعا۔

(۳۲ - لک الکھف : ۱۸)

ان کے لیے دو ایسے آدمیوں کی مثال بیان کرو جن میں سے ایک کے پاس دو باغ انگوروں کے ہیں جن کے ارد گرد کھجوریں ہیں اور ان کے درمیان کھیت ہیں۔

فاجاءھا المنخاض الی جوع النخلۃ - (۲۳ - لک - مریچ : ۱۹)
زرگی کی دروہوں سے کھجور کے درخت کے تنے کی طرف لے آئیں وہ

ثَدَّتِ الْمَسَّ اس کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئیں،
وَهَزَى إِلَيْكَ بِجَذَعِ النَّخْلَةِ تَسْقُطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا۔

(۲۵ ک۔ - مريم: ۱۹)

اکھجور کے درخت کے تنے کو توجیب ہلائے گی اس کی شاخوں پر سے تم پر
تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔

وَلَا وَصَلْبِنُكُمُ فِي جِذْوَعِ النَّخْلِ۔ (۱ ک۔ - طه: ۲۰)

ذرعون نے جادو گروں کو دھمکی دیتے ہوئے یہ فقرہ کہا تھا۔ میں تمہیں کھجور
کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر چھانی دے دوں گا۔

فَانشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُم فِيهَا
فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔

ہم نے تمہارے لیے زمین سے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کیے جن کے بہت
سے پھلوں کو تم کھاتے ہو۔

وَنَزَّلْنَا مِنْ سَمَوَاتِنَا مَائِدًا مِّنْ لَّدُنَّا لِيَشْرَبَ (۱۴۸- الشعراء: ۲۶)

(اور وہاں پر ایسے کھیت اور کھجور کے درخت ہیں۔ کہ جن کی شاخیں ان کے
پھلوں کے بوجھ سے ٹوٹی جا رہی ہیں)۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ (۳۳- ک۔ - يسين: ۳۶)

اور ہم نے وہاں تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ اگائے۔

وَالنَّخْلُ بُسُقٌ لَهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ۔ (۱۰- ک۔ ق: ۵۰)

(اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت ہیں جن میں تہ درتہ پھلوں کے خوشے
لگے ہیں)۔

تَنْزِعِ النَّاسَ كَانَهُمَا عِجَازَ نَخْلٍ مَنْقَعٍ۔ (۲۰- القمر: ۵۲)

اس دن نے لوگوں کو یوں اکھاڑ کر پھینک دیا جیسے کہ جڑ سے اکھاڑی ہوئی
کھجور کے تنے ہوں۔

فیہا فاکہۃ والنخل ذات الاکمام (۱۱-۳-الرحمن ۵۵)

وہاں پر پھل ہیں اور کھجوریں ایسی کہ خوشیوں والی

فیہا فاکہۃ ونخل ورممان (۶۸-۴-الرحمن ۵۵)

وہاں پر کئی قسموں کے پھل اور کھجوریں اور انار موجود ہیں

فتری القوم فیہا صرعی کانہما اعجاز نخل خاویۃ۔

(۷۹-ک الحاقۃ)

دیکھا اس قوم کو کہ وہ اس طرح گری ہوئی تھی جیسے کہ کھجور کے تنے کی
ایک کھوٹی لکڑی ہوتی ہے۔

فانبتنا فیہا حبا وعبأ وقضبا و زیتون ونخلا۔

(۲۷-۳۹-ک عبس: ۸۰)

اور ہم نے اگائے تمہارے اجناس۔ انگور۔ ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں

کیونکہ باغات گھتے ہوں گے۔

کتاب مقدس

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے۔ جن میں اہم یہ ہیں۔

”سو تم پہلے دن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھسنے درختوں

کی شاخیں اور ندیوں کی بیدمجنوں لینا اور تم خداوند اپنے خدا کے آگے سات

دن تک خوشی منانا۔“

مسرت اور شادمانی کے اظہار کے ساتھ خدا کی تحریم کے لیے کھجور کا یہ استعمال
فدہی تیوہار کو اہمیت دینے کے لیے تجویز کیا گیا۔

..... تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔

(غزل الغزلات (۷-۶: ۷)

جب لوگوں کی تکلیف اور اذیت کا ذکر کیا گیا تو ارشاد ہوا۔

”تا کہ خشک ہو گئی۔ انجیر کا درخت مرجھا گیا۔ انار اور کھجور اور سید کے

درخت ہاں میدان کے تمام درخت مرجھا گئے۔

(یرايل — ۱۲: ۱)

ارشادات نبویؐ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور بہت پسند تھی۔ حضرت سہل بن سعد
الساعدی روایت فرماتے ہیں کہ،

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل الرطب بالبطين

زاد ابوداؤد و يقول يكسر حر هذا ببرد هذا و برد هذا

بجر هذا۔ (ابن ماجه - ترمذی، مسلم)

(میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ تر بوز کھا رہے تھے)

ابوداؤد نے اضافہ کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کھجور کی گرمی کو تر بوز کی

ٹھنڈک سے برابر کرتا ہوں یا تر بوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے زائل

ہو جاتی ہیں۔

بسر رضی کے بیٹے روایت کرتے ہیں۔

دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد منا زبدا

وترا وكان يحب الزبد والتمر (ابوداؤد، ابن ماجه)

رہا رہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم نے ان کی خدمت
 مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ کیونکہ ان کو مکھن کے ساتھ کھجور پسند تھی۔
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی روایت فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 کلو البلمح بالتمر فان الشيطان اذا نظر ابن ادم ياكل البلمح
 بالتمر يقول، بقى ابن ادم حتى اكل الحديث بالعقيق۔

(ابن ماجہ، نسائی)

اپرانی کھجور کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھاؤ۔ کیونکہ شیطان جب کسی کو ایسا
 کرتے دیکھا ہے تو افسوس کرتا ہے کہ پرانی کے ساتھ نئی کھجور کھا کر آدمی
 تو مند ہو گیا۔

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی روایت کرتے ہیں۔

سایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ کسرة من خبز
 الشعير فوضع عليها تمرة فقال هذه ادم هذه و

اکل۔ (ابوداؤد)

اس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جو کی روٹی کے ایک ٹکڑے پر
 کھجوریں رکھے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے،
 حضرت انس بن مالک رضی ام المؤمنین حضرت صفیہ کی شادی اور ولیمہ حال میں بیان
 کرتے ہیں۔

فدعوت المسلمين الى وليمة امر بالانطاع فبسطت فالتن

عليها التمر والاقط والسمن۔ (بخاری)

اس میں لوگوں کو ولیمہ کی دعوت پر بلا لایا۔ چڑھے کا دسترخوان بچھایا گیا اور اس
 پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تینوں

چیزیں علیحدہ نہ تھیں۔ بلکہ ان کا حلوہ بنا کر پیش کیا گیا تھا جسے حلوہ حبس کہتے ہیں،
حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

اقی ابواسید الساعدی فد عا رسول الله صلى الله عليه
وسلم في عرسه فكانت امراته خادما لهم وهي العروس
قال اتدرون ما سقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
انقعت له تمرات من الليل في تور۔ (بخاری)

ابو اسید الساعدی نے اپنی شادی کے ولیمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مدعو کیا۔ اس کی دلہن ان کی خدمت کرتی رہی اور آپ جانتے ہیں کہ انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ انہوں نے رات کو مٹی کے ایک
کوٹے میں کھجوریں بھگو کر رکھیں۔ صبح ان کو یہ پانی پلایا گیا۔
حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔

دایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقعیا یا کل تورا۔
ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ

یا کل منہ اکلا ذریعا۔ (مسلم)

اس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اکڑوں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا
رہے تھے۔ دوسری روایت کا اضافہ ہے کہ وہ اس طرح بیٹھے ہوئے
جلد جلد کھجوریں کھا رہے تھے۔

سفیان جلیلہ بن سحیم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو فرماتے
ہوئے سنا۔

ذہی رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقرن الرجل بين
التمرتين حتى يستاذن اصحابه۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع کیا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کا مجلس کی اجازت کے بغیر ایک وقت دو یا ان سے زائد کھجوریں کھٹی کھائے۔

کھجور کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجوع اهل بیت عندہم

التمر۔ (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو۔ اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔

اسی روایت کو بعض محدثین نے ایک دوسری صورت میں یوں بیان کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ! بیت

لا تمر فیہ جیاع اہلہ او جاع اہلہ قالہا مرتین او

ثلثہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں۔ انہوں نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی کہ اس گھر والے بھوکے ہیں۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بیت لا تمر فیہ کالبیت

لا طعام فیہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں۔ وہ گھر ایسا ہے

کہ جیسے اس میں کھانا نہ ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تعشوا ولو كف من حشف فان ترك العشاء مہرمتا۔

(ترمذی)

رات کا کھانا ضرور کھاؤ خواہ تمہیں رومی کھجور کی ایک مٹھی میسر ہو۔ کیونکہ رات
کا کھانا ترک کرنے سے بڑھا پا (کمزوری) طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا تدعوا العشاء ولو كف۔ فان تركہ، یمہم۔

(ابن ماجہ)

رات کا کھانا ہرگز نہ چھوڑو۔ خواہ ایک مٹھی کھجور ہی کھاؤ۔ کیونکہ رات کا کھانا۔
چھوڑنے سے بڑھا پا طاری ہو جاتا ہے۔
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔

اتى النبي صلى الله عليه وسلم بتمر عتيق فجعل تفتشه
ويخرج السوس منه۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرانی کھجوریں آئیں۔ انہوں نے ان کو کھول کر دیکھا
اور ان میں سے کسریاں نکالتے رہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں کسری
نکالتے والی بات نہیں۔ صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ انہیں کھول کر دیکھتے تھے۔

حضرت ابو عبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے ساتھ لیا پھر راستہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کو لیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شامل کیا
اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔

فقال لصاحب الحائط اطعمنا بسرا فجاء بعدنا فوضع

فأكل رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه . (مسند احمد، بيهقي)
 انہوں نے باغ کے مالک سے کہا کہ ہمیں نیم پچی ہوئی کھجوریں کھلائے۔ وہ گیا اور
 وہ کھجوروں کے گچھے لے کر آیا۔ اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
 کے گرامی اصحاب نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی روایت فرماتے ہیں۔

رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم يا كل القثاء بالرطب۔

(بخاری مسلم ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ کھیرا لکڑی
 کھا رہے تھے۔

حضرت رافع بن عمر المزنی رضی بیان کرتے ہیں۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول العجوة و

الصخرة من الجنة . (ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عجوہ کھجور

اور بیت المقدس کی مسجد کا گنبد (صخرہ) دونوں جنت سے آئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی روایت فرماتے ہیں۔

بيننا نحن عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتى

بجمار نخلة فقال النبي صلى الله عليه وسلم

ان من الشجر لما بركة كبركة المسلم فظننت انه يعنى

النخلة ، فأردت ان اقول هي النخلة يا رسول الله صلى

الله عليه وسلم ثم التقت فاذا عاشر عشرة انا

احد شهر فسكت فقال النبي صلى الله عليه و

سلمہ ہی النخلۃ - (بخاری)

ہم کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کھجور کا گابھ آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب کر کے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے برکت دی ہے جیسے کہ وہ مسلمان ہو۔ میں نے گمان کیا کہ ان کی مراد کھجور کے درخت سے ہے۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ میں جراب میں عرض کروں کہ یا رسول اللہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر مجبوراً اس سے چپ ہوا کہ اتنے لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔

کھجور کے بارے میں احتیاط

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ ذہی ان ینتبد الذیب والتمر جمیعاً (بخاری)

(منقہ اور کھجور کو بیک وقت کھانے سے منع کیا) اسی ارشادِ گرامی کو ترمذی اور النسائی نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے مروی کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے والدِ گرامی سے سماعت کیا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ اور حضرت ام سلمہ روایت فرماتی ہیں کہ

انہ ذہی ان ینتبد البسر والرطب۔

نیم پختہ کھجور کو پرانی کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

ابن القیم نے سند کے بغیر ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور

اور انجیر کو بیک وقت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ام منذر روایت فرماتی ہیں۔

دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي
ولناد وال معلقة فجعل الرسول صلى الله عليه وسلم
يا كل وعلى معه يا كل فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لعلي يا علي فانك ناقتة - (ابن ماجة، ترمذی، مسند احمد)
ہمارے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہمراہ علیؑ تھے
اس وقت ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ یہ ان کی
خدمت میں پیش کئے گئے۔ دونوں کھاتے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک جگہ علیؑ سے کہا کہ تم اب اور مت کھاؤ کہ تم ابھی بیماری سے
اُٹھے اور کمزور ہو۔

اسی روایت میں مزید آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے سات کھجوریں کھائی تھیں کہ ان
کو روک دیا گیا۔ ام المندثرؓ نے اس پر ان کے لیے چقندر گوشت اور جو کی روٹی
پکائی۔ انہوں نے اس کھانے کو حضرت علیؑ کے لیے پسند فرمایا۔
حضرت صہیبؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں مجلس رسالت میں کھجوریں کھا رہا تھا۔
ان دنوں میری آنکھ دکھ رہی تھی کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتاكل التمر و بک سارمد۔ (طبری)

(تم کھجوریں کھا رہے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہیں)
صہیبؓ نے اس ارشاد گرامی کو مزاجیر رنگ دیتے ہوئے کہا کہ میری دائیں
آنکھ دکھتی ہے جبکہ میں کھجوریں بائیں طرف سے کھا رہا ہوں۔
یہ ارشاد گرامی اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ جب آنکھیں دکھتی ہوں تو اس
وقت کھجوریں کھانا مناسب نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیراتہم اتم البرنی یذہب الداء و لاداء فیہ .

(عقبلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)۔

تمہاری کھجوروں میں سے سب سے اچھی کھجور برنی ہے۔ یہ بیماری کو دور کرتی

ہے اور اس میں خود کوئی مضر چیز نہیں)۔

یہ روایت الرویانی اور ابن حبان نے بربرۃؓ، طیالسی، مستدرک الحاکم اور ابو نعیم

نے اپنی سعید الخدریؓ سے بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ یہی مضمون محمد احمد ذہبی نے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بغیر سند کے بیان کیا ہے۔

البرنی دواء لیس فیہ داء .

(عقبلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)

ربرنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے۔ جبکہ اس میں بذات خود کوئی بیماری نہیں یعنی

اس کے کھانے سے کوئی ضرر نہ ہوگا)

محمد احمد ذہبیؓ حوالہ کے بغیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

خیراتہم اتم البرنی . یذہب الداء .

(تمہاری کھجوروں میں اچھی برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے)

راوی کا ذکر کیے بغیر محمد احمد ذہبی بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من وجد تمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی السماء

فانہ طہوس۔ (النسائی)

(جسے کھجور میسر ہو۔ وہ اس سے روزہ افطار کرے۔ جسے نہ ملے وہ پانی

سے کھول لے۔ کیونکہ وہ بھی پاک ہے)

کیونکہ دن بھر کے فاقہ کے بعد تو اتانی کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے افطاری ایسی

چیز سے ہو جو جلد مضم ہو اور طاقت دے۔

ومن السنة للصائم الفطر على العجوة أو التمر .
 (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ روزہ دار عجورہ کھجور یا کسی اور کھجور سے روزہ
 کھولے)

یہ حدیث بھی اسناد کے بغیر ذہبی نے بیان کی ہے۔
 حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفطر على رطبات
 قبل ان يصلي فان لم تكن رطبات فتمرات - فان
 لم تكن تمرات احسأ حسوات من ماء -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچی ہوئی کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے اگر وہ
 نہ ہو تو پرانی کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی اور ستود وغیرہ سے)

نوزائیدہ بچوں کے لیے بہترین گھٹی

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی روایت فرماتی ہیں۔

انما حملت بعبد الله بن زبير بمكة قالت توالت
 بقباء ثم اتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فوضعت في حجره دعا بتمرة فوضغها ثم تفل في فيه
 ثم حنكه ثم دعاه و برك عليه فكان اول مولود ولد
 في الاسلام (بخاری، مسلم)

مجھے مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر پیدا ہونے والا ہو گیا تھا۔ یہ بچہ مجھے قبا
 میں آکر پیدا ہوا۔ میں بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور
 ان کی گود میں ڈال دیا۔ انہوں نے کھجور منگوائی۔ اسے اپنے منہ میں چبایا پھر

اپنا لعاب اور کھجور بچے کے منہ میں ڈال کر اس کے تالو سے لگا دیا۔ پھر بچے

کے لیے برکت کی دعا کی۔ یہ وہ پہلا بچہ تھا جو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا

کہ ان کے جادو کے زور سے اب کوئی مسلمان عورت بچہ نہ جن سکے گی۔ ہم نے ان

کو بانجھ کر دیا ہے۔ عبداللہؓ کی پیدائش ان کے اس دعویٰ کی تکذیب اور تردید تھی

یہ مہاجرین کا پہلا بچہ تھا۔ ان کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے بلند آواز میں نعرہ تجیر بلند کیا

قال ولد لی غلام فاتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسماہ

ابراہیم فحکتہ بتمرۃ ودعاه بالبرکتہ و دفعہ الی (بخاری)

(حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ میں

اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے چبا کر

اس کے منہ میں کھجور ڈالی۔)

کھجوروں کی طبی حیثیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی عجوۃ العالیۃ

شفاء وانہ تریاق اول البکرۃ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری سے

شفاء ہے۔ اور اگر اس سے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہروں سے تریاق ہے۔

ایسی روایت مستدرجہ میں اضافہ کے ساتھ بھی ہے۔

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد گرامی سے روایت کرتے تھے۔

سمعت سعدا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول من تصبح بسبع تمرات عجوۃ. لم يضره ذلك

اليوم سم ولا سحر. (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

میں نے سعدؓ سے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس نے صبح اُٹھے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھالیے۔ اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی ذاتی تجربہ بیان فرماتی ہیں۔

كانت اُمِّي تعالجني للسمنة تريد ان تدخلني على رسول الله صلى الله عليه وسلم فما استقام لها ذلك اكلت القثاء بالرطب فسمنت كاحسن سمنة.

(بخاری، مسلم، النسائی، ابن ماجہ)

امیری والدہ مجھے موٹا کرنے کے لیے بہت علاج کرواتی رہیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں تو موٹی ہوں۔ لیکن ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور کھیرے کھائے۔ ان سے میں نہایت خوبصورت جسم والی موٹی ہو گئی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو وہ دہلی چلی گئیں۔ چونکہ اس زمانے میں عرب دہلی عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کی والدہ محترمہ حضرت ام رومان چاہتی تھیں کہ رخصتی تک یہ موٹی ہو جائیں۔ ان کو قثاء سے فائدہ ہوا۔ عربی میں اس سے مراد کھیرا بھی ہو سکتا ہے اور کلڑی بھی۔ عام لوگ کھیرا ہی قرار دیتے ہیں۔ یہ علاج اس حدیث سے سند ہے جو بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے بیان کی کہ حضور کھجور اور کھیرا کھایا کرتے تھے۔

عامر بن سعید اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

من اكل سبع تمرات ما بين لابتي المدينة على الریق لمريضه
يومه ذلك سم ولا سحر وان اكلها حين يهسى لمريضه حتى
يصبح . (مسند احمد)

جس کسی نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں پیدا ہونے والی
کھجوروں میں سے روزانہ سات کھجوریں ہمار متہ کھائیں۔ اسے روز شام ہونے
تک کوئی زہر اثر نہ کرے گا اور جس نے شام کو کھائیں وہ صبح تک مامون رہے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
العجوة من الجنة وفيها شفاء من السم والكفاة من المن
وماؤها شفاء للعين والكبش العربي الاسود شفاء من
عرق النساء يوكل من لحمه ويحسى من مرقه .

(ابن النجار)

(عجوة کھجور جنت سے ہے۔ اس میں زہروں سے شفا ہے۔ کھنی من کا حصہ تھی اور
اس کے پانی میں آنکھوں کی بیماریوں سے شفا ہے۔ عربی ذنبہ جو کہ سیاہ رنگ کا
ہو، اس میں عرق النساء سے شفا ہے۔ اس کا گوشت کھایا جائے اور بخنی پی جائے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

اكل التمر امان من القولنج . (ابونعیم)

(کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا)۔

جسم کے وہ آلات جن کی ساخت ایسے عضلات سے ہے جو قوت ارادی
کے ماتحت نہیں (جیسے کہ گردوں کی نالیاں، آنتیں، بچے دانی کی نالیاں) اگر ان میں
سکڑن کے ساتھ درد ہو تو اسے قولنج کہتے ہیں۔ قولنج کسی ایک حصہ جسم تک محدود نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا التمر على الريق فإنه يقتل الدود۔

(مسند فوردوس، ابوبکر فی الغلانیات)

صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ينفع من الجذام ان تأخذ سبع تمرات من عجوة المدينة كل يوم يفعل ذلك سبعة ايام۔

(ابونعیم، ابن العدی، فی الکامل)

اگر سات دن تک عجمہ کھجور کے سات دانے روزانہ کھائے جائیں تو اس سے کوڑھ میں فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔

مرضت مرضاً۔ اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع

يده بين ثدي، حتى وجدت بردها على فوادي۔

فقال: انك رجل مفشود ائت الحارث بن كلدة،

اخاً ثقيناً، فإنه رجل يطيب فليأخذ سبع تمرات

من عجوة المدينة فليجأهن، بنواهن ثم ليلد

لك بهن۔ (ابوداؤد، مسند احمد، ابونعیم، الحسن بن سفیان)

میں بیمار ہوا میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ہاتھ کی

ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے

اسے عارت بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہیے کہ وہ مدینہ کی سات عجمہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے (کھجور کے فوائد کے بارے میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ طب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مریض کے دل کے دورہ کی تشخیص کی گئی۔ اس کی روایت عام طور پر مجاہد کے ذریعہ ہے۔ علاؤ الدین الہندی نے کنز العمال میں اسے مسند علیؑ و ذخیرہ الحسن بن سفیان اور ابو نعیم سے بھی ماتخذ کرنا بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرے محدثین اسے صرف ابو داؤد ہی سے اخذ کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کو دل کے دورہ کی وجہ سے چھاتی میں جو شدید درد تھا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے جانا رہا اور انہوں نے اس کے ساتھ ایک خصوصی دعا بھی فرمائی جسے احادیث میں "اللهم اشف سعداً کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا لِلنِّسَاءِ عِنْدِي شِفَاءٌ مِثْلَ الرُّطْبِ وَالْمَرِيضِ مِثْلَ الْعَسَلِ۔ (ابو نعیم، ابوالشیخ)

(میرے نزدیک عورتوں کے حیض کی کثرت کے لیے کھجور سے بہتر اور مریض کے لیے شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں)۔

کھجور سے معالجہ کی قرآنی ترکیب

کھجور کی افادیت کا اہم ترین پہلو قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ جب ان پر زچگی کا وقت قریب آیا تو وہ دروں کی شدت اپنی تنہائی اور بعد کی کمزوری سے دہشت میں تھیں۔ انہوں نے خدا سے چاہا کہ وہ اس

اذیت سے تڑپنے کی بجائے مرجائیں تو اچھا ہو۔ خدا تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھجور کے درخت کے سایہ میں لیٹ جائیں۔ ان پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔ جن کو کھانے سے ان کی کمزوری جاتی رہے گی۔ دروہیں کم ہوں گی۔ زچگی کا مرحلہ کسی پچیدگی کے بغیر فوراً گزر جائے گا۔ کھجوریں کھانے سے ان کی زچگی جلد مکمل ہوئی۔ نفاس سے کوئی خاص اذیت نہ ہوئی اور وہ اپنے توڑاٹیدہ بچے کو گود میں لے کر اطمینان کے ساتھ بستی کی سمت پیدل چل پڑیں۔ عام حالات میں کسی عورت کے لیے زچگی کے بعد اپنے پیروں سے چل کر جانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور یہ خاتون تو نہ صرف کہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بلکہ بچے کا وزن اٹھا کر انہوں نے بستی تک کا فاصلہ بھی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے ان کو INSTANT ENERGY (فوری توانائی) حاصل ہوئی کیونکہ کھجور دافع قریح بھی ہے اس لیے ان کو دروہی کم ہوئیں۔ قرآن مجید نے تاریخ طب میں پہلی مرتبہ INVALID FOOD کا تصور کھجور کی صورت میں پیش کیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری کے لیے خصوصی غذا جو کا دلیا (تلبینہ) کی صورت میں عطا فرمائی۔

محدثین کے مشاہدات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو رات بھگو کر اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ ابو اسیدؓ کی دعوت ولیمہ میں یہی پانی بڑے شوق سے پیا۔ جبکہ ابا الہیم بن الیثمہؓ نے جب ان کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اپنے باغ میں دعوت کی تو ان سے کہا کہ تم نے تو پکی ہوئی کھجوروں کو بھگوایا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجوروں کو بھگوایا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجور کے ساتھ نیم بختہ (سبر۔ رطب) کھجوریں بھی ملا کر ان کا پانی ہمیں پلایا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کی تلبینہ میں بھی توانائی کے ساتھ ساتھ فرحت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

یہ پانی جسم کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ منہ کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش میں مفید ہے۔

پھلوں میں کھجور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے ہر حصے کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے سکنجبین زیادہ مؤثر ہے۔ جبکہ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ کھجور کے ذیلی اثرات کو دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ بادام اور خشک خاص کا استعمال زیادہ مفید رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے کے لیے ہمیشہ کھجور استعمال فرمائی۔ یہ اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ روزے کے دوران مسلسل فاقہ کی وجہ سے جسم میں نقاہت ہوتی ہے۔ اس وقت ایک ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو جامع اور سہل الهضم ہو۔ اس کا اثر فوری طور پر شروع ہو جائے اور کمزوری جاتی رہے۔ معدہ دن بھر خالی رہنے کی وجہ سے کسی بھاری چیز کو آسانی سے قبول نہیں کرتا۔ کھجور فوری طور پر ہضم ہو کر جگر کے لیے تقویت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہ زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ نفث الدم میں مفید ہے۔ اسہال کو دور کرتی ہے۔ یرقان کے لیے بہترین ہے۔ کیونکہ پتہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے۔ اپنے بیش بہا فوائد کی وجہ سے اسے مسلمان سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ یہ فوائد کے ساتھ ساتھ بھلائی کا ذریعہ ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حاملہ عورتوں کو کھجور کھلانے سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جو کہ حلیم خوبصورت اور یردیار ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں عجوہ زیادہ پسند تھی۔ انہوں نے اسے جنت کا میوہ قرار دیا۔ انہوں نے بعض لوگوں کو غدا ب قبر سے نجات دلوانے کے لیے کھجور کی ڈالی ان کی قبروں پر اپنے ہاتھ سے گاری۔ انہوں نے اس سے روزہ افطار کیا۔ اسے نہار منہ کھانے کے تلقین کی اور اس سے پیٹ

کے کیڑوں کا علاج بھی بتایا۔

رطب کی صورت میں یہ حضرت مریم علیہا السلام کی خوراک تھی۔ اسے روزہ دار کی کمزوری کے لیے بیان فرمایا۔ صنوبر کے بیجوں کے ساتھ کھجور جگر کے لیے مزید مقوی ہو جاتی ہے۔ یہ جسمانی اور خمسی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ لیکن جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اسے نہ کھانا چاہیے۔ ترہی اسے انگور اور کشمش یا منقہ کے ساتھ کھایا جائے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں سب سے زیادہ پسند عجبہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں غذائی عناصر دوسری کھجوروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ مدینہ کی کھجوروں میں سے بہترین قسم ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور یہ فوائد کے لحاظ سے دیگر اقسام سے بہتر اور لذیذ ہوتی ہے۔

تازہ پکی ہوئی کھجور کا پانی پیتے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ اسے کھانے کے بعد کھایا جائے تو معدہ میں بوجھ کی کیفیت نہیں ہوتی۔ صغرا اور تیزابیت کو ختم کرتی ہے قرآن مجید نے جنت کے پھلوں کی تعریف میں کھجور کے ساتھ انار کا ذکر کیا ہے۔

فیہا فاکھتہ و نخل و سماں

کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال مزمن میں مفید ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

کھجور کے درخت کو چیت بیسا کھ (مارچ اپریل) میں پھول لگتے ہیں۔ بھادوں اور اسوج راگست ستمبر میں پھل پک کر تیار ہوتا ہے۔ اس کے پیر سے ایک قسم کا گوند نکلتا ہے جو بیرونی چوٹوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔ اس کے درخت کے تنے میں گھاؤ لگائیں تو ایک بیٹھا اور خوشبودار رس نکلتا ہے۔ تازہ پسین تو بڑا لذیذ اور روح افزا ہوتا ہے۔ مگر ایک دن گزرنے کے بعد اس میں خمیر اٹھ جاتا ہے اور

نشہ آور بن جاتا ہے۔ بنگال۔ بہار اور ساحل مالا بار کے لوگ اس رس کو گھڑوں میں بھر کر اوپر تپلا کپڑا باندھ دیتے ہیں۔ دو ایک دن میں اس میں خمیر اٹھ کر یہ نشہ آور ذائقہ میں تیز ہو جاتی ہے۔ ویدک طب کی مشہور کتاب "بھوت چکنتسا ساگر" میں اسے تاڑی کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے نشہ آور ہونے کا تعلق ہے یہ تاڑی کی مانند ہے۔ لیکن بھارت کے مغربی گھاٹ کے علاقہ میں تاڑی ناریل کے اس پانی کو کتنے ہیں جس میں خمیر اٹھایا گیا ہو۔ ناریل کا تازہ پانی لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مگر خمیر اٹھنے کے بعد الکحل کی موجودگی کی وجہ سے یہ نشہ آور۔ بد ذائقہ اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ فعلاً کھجور کے تنے کے رس اور تاڑی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ ان کے ماخذ جدا جدا ہیں۔

چیت کے مہینہ میں کھجور کے درخت کو لگنے والے پھول اگر پانی میں گھوٹ کر پیتے جائیں تو اس سے معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے۔ حرارت کو تسکین دیتا ملطف اور منہ سے نکلنے والے خون کو بند کرتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں پر ملی جائے تو منہ کے تعفن کو دور کرتی ہے۔ دانتوں سے میل اتارتی ہے۔ جہاں سے بھی خون بہتا ہو اس کی راکھ لگانے سے بند ہو جاتا ہے زخموں کو صاف کر دیتی ہے۔

کھجور کھانا قوت کا باعث ہے۔ جگر کو طاقت دیتی ہے۔ ویدک طب میں یہ منہ کی خشکی دور کرنے میں اکسیر ہے۔ کمزوری سے پیدا ہونے والے صفرا کے لیے مفید ہے۔ کھجور کا گودا۔ اور چڑچڑے کی جڑ پیس کر پانی میں رکھ کر کھانے سے سردی لگ کر آنے والا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

کھجور کی جڑ یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد کے لیے مفید ہے راکھ کی بجائے اگر ان کو پانی میں پکا کر اس پانی سے کلیاں کی جایش تو بھی مفید ہیں۔ کھجور کے مضر اثرات انار کارس یا سکنجبین۔ روغن بادام۔ نشتناص یا سیاہ مزج

کے شامل کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔

بھارتی ادارہ طب نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا قرار دیا ہے۔ اس کو دودھ میں پکا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ایک وقت میں ۵ تولہ سے زیادہ استعمال نہ کی جائیں۔ طب یونانی کی مشہور دوائی معجون آرد خرمیا۔ گٹھلیوں سے بنتی ہے جبکہ ہمدرد کی خوں میں کمزوری کے لیے کھجور اور خوں بانی شامل ہیں۔

کھجور کا گاجا

عربی میں اسے ”جمار“ قلب النخل یا ”شحم النخل“ کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے دل خرما۔ مغز خرما اور پنیر خرما کہتے ہیں کھجور کے درخت کی شاخوں میں جس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں پر کونپلوں سے پہلے یہ گاڑھا۔ لیسدار شیریں اور خوشبودار جمع ہوتا ہے۔ ذائقہ دودھ اور بادام جیسا ہوتا ہے۔ جس درخت کی شاخوں سے جمار نکال لیں اس کو پھر پھول نہیں لگتے۔ اس کے کھانے سے قنص پیدا ہوتی ہے۔ آنتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور دست رک جاتے ہیں۔ سینہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ اگر نھوک میں خون آتا ہو تو وہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کھانے سے حلق اور سینے کی جلن اور سوزش ختم ہوتے ہیں۔ آواز میں نکھار آتا ہے۔ کھانسی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ صفرا کے غلیہ اور خون کے جوش میں مفید ہے۔ گردوں کی سوزش رفع ہوتی ہے۔ نشیات سے پیدا ہونے والا نمار جاتا رہتا ہے۔ تھے روکتا ہے۔ چکروں میں مفید ہے۔

کھجور کا گاجا لگانے سے بھڑکاٹنے کے بعد دم نہیں ہوتا ہے۔ حسابیت کو دور کرتا ہے۔ اطباء نے اسے پھیپھڑوں اور معدہ کے لیے مضر قرار دے کر اصلاح کے لیے چھوہارے اور ک کامربہ یا سکنجبین یا شہد تجویز کیا ہے۔

کیمیائی ماہیت

درخت پر پکنے کے دوران کھجور کے پھل میں کیمیائی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں جیسے کہ جب یہ زردی سے پکنے پر آتی ہے تو اس میں خشک مادہ کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ پانی کم ہونے لگتا ہے اور مٹھاس کی مقدار بڑھتی ہے۔ مٹھاس از قسم INVERT SUGAR کی مقدار ۲۲ فیصدی سے ۴۷ فیصدی تک ہو جاتی ہے۔ پانی کم ہونے اور مٹھاس کی زیادتی کے باوجود یہ چکدار نہیں ہوتی۔ قدرت کی عجیب ضاعی ہے کہ پورے پھل میں مٹھاس یکساں نہیں ہوتی۔ چوپنج کی طرف مٹھاس پینے کی نسبت کم ہوتی ہے۔

درخت سے اتارنے کے بعد کھجوروں کو پکانے کے عمل میں درجہ حرارت کا بڑا دخل ہے۔ جو پھل گرم جگہوں پر یا ایسے مقامات پر رکھے گئے جہاں ان پر دھوپ پڑتی تھی وہ گھٹیا رہے اور ان میں لذت نہ تھی۔ جبکہ ٹھنڈی جگہوں پر جہاں نمی کم تھی وہاں پر پکائی گئی کھجوریں خوشبودار ہوئیں اور ان کے پھلکوں کا رنگ زیادہ گہرا پایا گیا۔

امریکی ریاست کیلی فورنیا میں کھجوروں کی ایک قسم "دجلۃ النور" بڑی مقبول ہے۔ ماہرین نے اسی کھجور پر تجربات کے دوران پھل کے پکنے کے عمل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ جب وزن اور حجم میں اضافہ ہوتا ہے REDUCING SUGARS کی مقدار بڑھتی ہے اور پھل کی نمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ وزن میں اضافہ معمولی ہوتا ہے۔ مگر نمی بڑھتی اور مٹھاس میں اضافہ بہت تھوڑا۔

۳۔ رنگ ہلکا بھورا یا گہرا بھورا ہو جاتا ہے۔ نمی میں اضافہ کی رفتار کم ہوتی ہے۔

مگر شکر کی قسم SUCROSE بڑھ جاتی ہے۔

تیسرے مرحلہ کا عمل پھل کے پکنے کے آخری درجہ تک جاری رہتا ہے۔ اسی دوران اس میں PECTIN کی مختلف اقسام بڑھنے لگتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو آنتوں کی غیر معمولی حرکات کو کم کر کے اسہال میں مفید ہے۔

کھجور میں شکر کی دو واضح اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جس میں خالص شکر پائی جاتی ہے۔ دوسری قسم میں اس کے ساتھ ایک کیمیائی جوہر INVERTASE پایا جاتا ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جو کھانڈ والی شکر کو ایک ایسی مٹھاس میں تبدیل کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے جسے جسم آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور وہ ذیابیطس کے مریضوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ اسے FRUCTOSE کہتے ہیں۔ کھانڈ کو اس مٹھاس میں تبدیل کرنے والا یہ جوہر شہد میں بھی پایا جاتا ہے۔

مرینہ منورہ کی عجمہ اور برنی کھجوریں ان اقسام میں سے ہیں جن میں یہ جوہر پایا جاتا ہے اس لیے پوری پک جانے کے بعد ان میں مضر مٹھاس باقی نہیں رہتی۔ امریکہ میں VINCON نے ایریزونا بونورسٹی کے لیے تحقیقات کرتے ہوئے جو مشاہدات کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کھجور میں صحیح مٹھاس صرف اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس پر پکنے کا مرحلہ وزحت کے اوپر گزرے۔ کچی کھجور کو اتار کر مصنوعی طریقہ سے پکانے سے کھجور کی مٹھاس نامکمل رہے گی۔ یہ کام کم از کم ۳۴ دن میں تکمیل پاتا ہے۔ اس طرح پکی ہوئی کھجوروں میں مٹھاس کی مقدار ۴۸ فیصدی پائی گئی جس میں سے ۲۴ فیصدی فرکٹوس اور اسی قدر گلوکوس تھا جبکہ عام چینی کی مقدار ایک فیصدی سے کم تھی۔ حالانکہ انہی کھجوروں میں ۱۴ دن پہلے چینی ۱۵ فیصدی اور گلوکوس اور فرکٹوس ۱۲ فیصدی کے لگ بھگ تھے۔ اس دوران اگر بارش بھی ہوئی تو پانی پڑنے سے اچھی کھجوروں کی کیمیائی بیہیت متاثر نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ کھجوروں میں ایک اور جوہر PEROXIDES بھی پایا جاتا ہے۔
 یہ تمام جوہر صرف انہی کھجوروں میں ملتے ہیں جن کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔ ہلکے رنگ
 والی کھجوریں مسیاریں ہلکی اور چینی والی کھجوریں سمجھی جاتی ہیں۔
 کھجور میں تمام وٹامین معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۰۰ گرام کھجور کا تجزیہ یہ ہے:-

PROTEINS	۲۶۰
FATS	-
CARBOHYDRATES	۲۴
CALORIES	۲۶۰۰
SODIUM	۲۶۶
POTASSIUM	۶۵۲
CALCIUM	۶۶۶۹
MAGNESIUM	۵۸۶۹
COPER	۶۲۱
IRON	۱۶۶۱
PHOSPHORUS	۶۳۸
SULPHUR	۵۰۲۶
CHLORINE	۲۹۰

اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں انسان کو تندرست رکھنے
 کے لیے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہیں۔ عہد رسالت میں فوجی
 کارروائیوں کے دوران مجاہدین کا راشن زیادہ تر کھجور اور سٹورپر مشمل رہا ہے۔ کھجور
 اور جو کی کیمیاوی حیثیت کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی کے بقا کے
 لیے اور کھانے والے کو توانا رکھنے کے لیے اس سے بہتر خوراک تجویز نہیں کی
 جاسکتی تھی۔

کھجوروں میں پوٹاسیم کی مقدار علاقہ پر بھی منحصر ہے۔ مثلاً امریکہ کی چنچیل وادی
 اور مدینہ منورہ کی کھجوروں میں یہ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ
 INVERTASE ابتدا میں حل پذیر نہیں ہوتا۔ مگر جب کھجور پک جاتی ہے تو حل پذیر
 ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے گٹھلی میں STEROLS کا بھی سراغ لگایا ہے۔ مگر یہ
 کھجور میں نہیں ہوتے۔

جدید مشاہدات

بلوچستان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی درجنوں اقسام کاشت ہوتی ہیں۔ جن کو مختلف ناموں سے ان کی اقسام اور حالتوں کے مطابق پکارا جاتا ہے۔ جن میں کھجور۔ چھوٹی کھجور یا پلاوت۔ ہتالا۔ جنگلی کھجور۔ ناری۔ لاوانی۔ کنوچہ تروری۔ کموتی۔ زیادہ مشہور ہیں۔ حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت کی سرکاری تخصیص کے مطابق بازار میں فروخت ہونے والی کھجور پھل کے پکنے کی تین مختلف حالتیں ہیں۔ ہاکسون۔ لونی کھرکون۔ دنیا کیون۔ حکومت بمبئی کے زرعی گزٹ کے مطابق سندھی کھجور اسوبی۔ ٹھوٹیار۔ عیدل شاہی اور لوہار قسموں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ڈوکا اور یہ تمام اقسام ہند اور پاکستان کی اپنی کاشت ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر کابینج عراق سے درآمدہ ہے اور یہ عربی اقسام ہیں جو یہاں کی کوشش اور زمینی اثرات سے خصوصی رنگت اور شکل اختیار کر چکی ہیں۔ پاکستان میں لسٹن چائے کمپنی نے بھی کھجوریں بازار میں پیش کی ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹی اور رنگت میں بھوری ہیں۔ شکل و صورت میں یہ یہ مدینہ منورہ کی عجمہ سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ رنگت ہلکی ہے۔

کھجور کی تیاری

درخت سے اترنے والی رطب کا چھلکا موٹا اور ذائقہ کسبیلہ ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں کھجوروں کی کاشت کے سب سے بڑے مرکز القطیف میں دیکھا گیا کہ درخت سے اتارنے کے بعد ان کو تاریک کمروں میں کچھ دنوں کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں خمیر اٹھتا ہے۔ اور اس خمیر میں اگرچہ الکحل ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اوپر کا سمحت چھلکا گل کر گوڑے کے ساتھ یک جاں ہو جانا

ہے۔ اس کے بعد کھجوروں کو لوہے کے کڑاہے میں ڈال کر ہلکی آہنی پر پانی میں پکایا جاتا ہے۔ آگ کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنتی ہے اس حرارت سے تخمیر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ کھجوروں کو کڑاہوں سے نکال کر دھویا جاتا ہے۔ سکھانے کے بعد ان کا رنگ براؤن ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی وہ شکل بن جاتی ہے جسے بازار میں کھجور کی صورت فروخت کرتے ہیں۔

طبی فوائد

کھجور کے ذرحت سے نکلنے والی گوند آنتوں۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لیے مشہور ہے۔ اسے کھانے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
 بنیادی طور پر کھجور غذائیت سے بھرپور ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ مقوی ہے۔
 جلن کو رفع کرتی ہے۔ ملتین ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے اور پیشاب آور ہے۔
 کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا یہ پانی اگر پیاجائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو دھو کر دودھ میں ابال کر دینے سے ایک مقوی اور فوری طور پر توانائی مہیا کرنے والی غذا تیار ہو جاتی ہے۔ یہ غذا بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لیے حد درجہ مفید ہے۔ کھجور میں توانائی مہیا کرنے والے عناصر فوری اثر کرتے ہیں۔ یہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر زچگی کی افیت اور بعد کی کمزوری کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کو کھجور مہیا کی گئی، اس لیے بنجار اور چیچک کے بعد کی کمزوری جلد رفع ہو جاتی ہے۔ اطباء میں تپا و دق کے دوران کھجوریں تجویز کرنے کا رجحان اس لیے بڑھ رہا ہے۔ کہ کھجور مخرج بلغم ہے اور قبض کو دور کرتی ہے۔ چونکہ یہ کمزوری میں بھی مفید ہے۔ اس لیے دق کے مریضوں کو کھجور سے فائدہ ہوتا ہے۔

خشک کھجور کو پیش کر اس میں بادام۔ بی دانہ۔ پستہ۔ قرقل اور سونٹھ ملا کر جسمانی کمزوری کے لیے ویدک طب کی مشہور دوائی ہے۔ بھارت میں کھجور کی گٹھلی کو پیس کر اس میں چرچہ ملا کر پانی میں گھول کر اسے پان کے پتے پر کتھا اور چونا کی ماتند لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ کتھ۔ الچی سبز۔ لونگ اور چھالیہ ملا کر بیڑا بنا کر سردی سے آنے والے یا زرتی بخار کے حملہ سے پہلے گھنٹے گھنٹے کے بعد دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایسے تین بیڑے کھانے کے بعد بخار نہیں آتا۔ کھجور کا عرق اور جو شانہ اپنے غذائی فوائد کے علاوہ مسکن ہیں۔ اس لیے گردوں کی سوزش پتھری اور پرانے سوزاک میں انہیں بار بار پلایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے مرہٹے کھجور کے عرق سے ایک مفرح مشروب "سٹندی" تیار کرتے ہیں جسے گرمی کے دنوں میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پیاس بجھانے میں دوسرے تمام مشروبات سے زیادہ مفید ہے۔

کھجور کے ذرحت کی جڑوں کو جلا کر زخموں پر مرہم کی صورت لگاتے ہیں اس سفوف کا منجن کرنے سے دانت کا درد جانا رہتا ہے۔

کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر ان کی دھوئی دینے سے بوا سیر کے مستے خشک ہو جاتے ہیں۔ گٹھلیوں کو بھون کر ان کو کافی کی شکل میں پیا جاتا ہے۔ جسے DATE COFFEE کہتے ہیں۔

کرنل جو بیڑا نے کھجور کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ یہ مخرج بلغم۔ مقامی طور پر مسکن۔ گردوں اور آنتوں کی بیماریوں میں مفید۔ کمزوری کو دور کرتی اور بہترین غذا ہے۔ اس کی جڑ کو جلا کر دانتوں پر لگانے سے درد جانا رہتا ہے۔

کھجور کی عملی افادیت

تعلیمات نبوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کھجور کی صرف دو قسموں کو پسند فرمایا۔ وزحمت پر پکی ہوئی کھجور ”رطب“ پائل ڈال کر پکائی ”تمس“ قرآن مجید اور احادیث سے ان کی افادیت کے یہ پہلو سلسلے آتے ہیں۔

۱۔ شدید کمزوری کے لیے رطب۔ جیسے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق نصیحت کی گئی۔

۲۔ جسمانی کمزوری کے لیے۔ خاص طور پر جب کسی کو کچھ عرصہ کھانے کو نہ ملے تو وہ اپنی توانائی کی جلد بحالی کے لیے کھجور پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق روزہ افطار کرنے کے لیے کھجور کھانے کی ہدایت کی گئی۔

۳۔ جنسی اور جسمانی کمزوری کے لیے اور جب اعتدال سے زیادہ دُپلا ہو تو کھجور کے ہمراہ کھیرا، گلڑی۔ بھارتی ماہرین اس غرض کے لیے تر بوڑ کو بھی تجویز کرتے ہیں۔

۴۔ پیٹ کے کيرے مارنے کے لیے نہار مہ۔

۵۔ گردوں۔ مثلاً۔ پتہ۔ آنتوں میں قولنجی درروں کو روکنے کے لیے۔

۶۔ تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال

MENORRHAGIA

یعنی عورتوں میں حیض کے خون کا کثرت سے آنا میں مفید ہے یہ کیفیت

غدودوں کی خرابی۔ جھلیوں کی سوزش۔ غذائی کمی اور خون میں فولاد کی کمی وغیرہ

سے پیدا ہو سکتی ہے۔ کھجوران میں سے ہر ایک کا مکمل علاج ہے۔

۷۔ آنکھوں کی سوزش میں کھجور کھانا درست نہیں اور بیماری سے اٹھنے

کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں کھجوریں درست نہیں۔

۸۔ دل کے دورہ MYOCARDIAL INFARCTION میں کھجور کو گٹھلی سمیت

کوٹ کر دیتا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ احادیث میں اس غرض کے لیے عجبہ کھجور تجویز کی گئی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس غرض کے لیے دوسری کھجوریں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مگر ان کا عرصہ استعمال طویل ہونا چاہیے۔ چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں خاص طور پر BUE-RGER'S DISEASE میں کھجور کی گٹھلی تریاق کا اثر رکھتی ہے۔

۹۔ چونکہ کھجور دافع قویج اور جھلیوں سے نچیزش کو دور کر کے مسکن اثرات رکھتی ہے اس لیے دمہ خواہ وہ امراض تنفس سے ہو یا دل کی وجہ سے اسے دور کرتی ہے۔

۱۰۔ کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پسی ہوئی گٹھلیاں دل کی توسیع (عظیم القلب) CARDIAC ENLARGEMENT میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ کالا موتیا کے مریضوں کو بھی مفید رہا۔

۱۱۔ مخزج بلغم ہونے کی وجہ سے بھارتی ماہرین نے اسے تپ دق میں مفید پایا۔

۱۲۔ پرانی قبض کی بہترین دوائی اور بہترین ناشتہ ہے۔

کھنسی — من

MUSHROOM

AGARICUS CAMPESTRIS

یہ خود رو نباتات ہے جو FUNGUS کے خاندان سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برسات کے موسم میں باغوں اور نہروں کے کناروں پر بطور خود رو نباتات ہے اگرچہ ان کی پچاسوں اقسام معلوم ہو چکی ہیں۔ مگر عام استعمال کے لیے اس کا خاندان AGARICUS CAMPESTRIS ہے۔ جبکہ دوسرے خاندان — ازقم PSALLIOTA CAMPESTRIS کے تمام اراکین قابل خوراک نہیں۔ اس کی اکثر قسمیں زہریلی ہیں۔ پنجاب کے باغات میں اس کی دو قسمیں ملتے ہیں۔ چھتری کی شکل میں ملتے والی AGARICUS ALBUS ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زہریلی قسم ہے۔ لیکن ہومیوپیتھک اور ویدک طب میں اس سے AGARACIN بنتی ہے۔ دوسری گول سروالی ہے جسے لوگ عام طور پر سالن میں پکا کر کھاتے ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الکماة من المن وماؤها شفاء للعين

(بخاری، النسائی، مسند احمد)

(کھنسی من میں سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے)۔

یہی روایت ان مؤلفوں نے جابرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ جبکہ ابو نعیم نے
 یہی بشارت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی ہے۔
 حضرت ابی سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الکفاة والمن من الجنة وماؤها شفاء للعين (ابو نعیم)
 دکنہی من کا حصہ ہے۔ من در حقیقت جنت سے ہے۔ اس کا پانی
 آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 الکفاة من المن الذي انزل الله تعالى على بنى اسرائيل وماؤها
 شفاء للعين۔ (مسلم۔ ابن ماجہ)

دکنہی اس من میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے
 نازل فرمایا تھا۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے،

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 عليكم بالكفاة الرطبة فانها من المن وماؤها شفاء
 للعين۔ (ابو نعیم، ابن السنی)

تمہارے فائدے کے لیے دکنہی موجود ہے۔ یہ من میں سے ہے۔ اور
 اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے،

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان ناساً من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا
 لرسول الله صلى الله عليه وسلم الكفاة جدري الامراض
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكفاة من المن
 وماؤها شفاء للعين والعجوة من الجنة وهي شفاء

من السم۔

قال ابو هريرة فاخذت ثلاثة اكموء او خمسا او سبعا
فحصرتهم وجعلت ماءهن في قارورة وكحلت به جارية
لي عمشا فبرأت۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک روز ان کو مخاطب کر کے
کہا کہ کھنپی زمین کی چیچک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کھنپی من میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لیے شفا
ہے۔ جبکہ عجبہ کھجور جنت سے ہے۔ اور وہ زہروں کی تریاق ہے۔ ابو ہریرہؓ
کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین یا پانچ یا سات کھنپیاں لیں اور ان کا
پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں ڈال لیا۔ پھر میں نے یہ پانی اپنی ایک ایسی لونڈی
کی آنکھوں میں ڈالا جس کی آنکھیں چندھی تھیں۔ اس پانی سے وہ شفا یاب
ہو گئی۔

اس حدیث مبارکہ کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت
نے عربی دانوں کی ایک بحث کو حل کر دیا۔ کیونکہ بزرگان کرام ایک عرصہ سے اس
بحث میں مشغول تھے کہ 'الکماء' واحد میں جمع ہے یا واحد۔ ابو ہریرہؓ نے جب کھنپی
کی مقدار ایک سے زیادہ بیان کی تو اس کے لیے انہوں نے اكموء کا لفظ جمع کے
طور استعمال کیا۔

یہ حدیث کھنپی کے پانی سے آنکھوں کی بیماریوں سے شفا کی بہترین مثال
ہے۔ محمد احمذہ ہی نے کھنپی کے بارے میں حوالہ کے بغیر ایک روایت مزید نقل
کی ہے۔

حضرت عبداللہ عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

خروج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ضحكك
الجنة فاخرجت الكفاة وضحكك الارض فاخرجت
الكبر۔ (الطب النبوی)

ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جیب
جنت مسکرائی تو کھنٹی زمین پر آگئی۔ اور جب زمین مسکرائی تو کبر نکلی،
کبر ایک خوردرو کانٹوں والی جھاڑی ہے جس کے ساتھ پیر کی مانند پھیکے پھل
لگتے ہیں۔ صحراؤں میں یہ جھاڑی خوردرو ہے جسے بکریاں اور اونٹ شوق سے کھاتے
ہیں صحرائین اسے مقوی قرار دیتے ہیں اور تلی بڑھی میں استعمال کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

کھنٹی ایک خوردرو پودا ہے جس میں نہ تو شاخیں ہیں اور نہ پتے۔ اس کی
ماہیت پر کچھ محدثین کا خیال ہے کہ خوردرو ہونے کے باعث کاشت کی تکلیف
کے بغیر بنی اسرائیل کی سکونت کے علاقہ میں پیدا کر دی گئی اور اس طرح ان کے
یہ یہ تحفہ خداوندی بن گئی۔ جبکہ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
بنی اسرائیل کی مشکلات کے زمانہ میں ان پر آسمان سے پکے ہوئے کھانے نازل
فرمائے جن کے دو حصے تھے۔ سلویٰ سے مراد پرندوں کا گوشت ہے۔ اور من
سے مراد کئی قسم کی سبزیاں جن میں سے ایک من بھی تھی۔ من و سلویٰ کے یہ اجزاء،
غذائی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب خورد کسی کے لیے
کوئی غذا تجویز یا مہیا کریں تو وہ غذائی نقطہ نظر سے جسمانی ضروریات کے لیے صحیح قسم
کی متوازن غذا ہوگی۔ اسے بہر حال مثالی غذا سمجھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ
بہترین غذا یا متوازن غذا یہ ہے کہ اس میں سبزیاں ہوں اور پرندوں کا گوشت۔

ذہبی کتے ہیں کہ اس کا زراعت کے بغیر پیدا ہونا اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ ایسا کر کے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ دیا ہے اس لحاظ سے کھنبی کا مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

کھنبی نہ تو سردی کی شدت میں پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی گرمی کا پورا ہے۔ بلکہ یہ اس وقت ظہور میں آتی ہے جب موسم معتدل اور خوشگوار ہو خاص طور پر ربیع کی بارشوں کے دوران۔ عرب قدیم میں لوگ اسے زمین کی چمپک کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل چمپک کی پھنسیوں سے ملتی ہے۔ اسی طرح وہ انگور کو کھینچتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو ناپسند فرما کر آئندہ استعمال سے منع فرمایا۔ عرب اسے آسمانی بجلی کی سبزی، "نبات السعد" کا نام بھی دیتے آئے ہیں کیونکہ یہ بجلی چمکنے اور مینہ برسنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

کھنبی کو کچا بھی کھایا جاسکتا ہے اور پکا کر بھی۔ اس کی سفید شکل کھانے میں بہتر ہے جبکہ سُرخ قسم زہریلی ہے معدہ کو خراب کرتی ہے۔ پشیاہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کے علاوہ اعصاب میں سوزش کا سبب بن کر فالج کا باعث ہو سکتی ہے اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پکانے میں صعتر بھی شامل کر لیا جائے جو اس کے برے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔

کھنبی کو آنکھ میں ڈالنا صفت بھارت اور سوزش کے لیے از حد مفید ہے اور اس کی تصدیق فاضل اطباء میں سے بوعلی سینا اور مسیحی نے کی ہے۔ کھنبی کی صلاحیت اور من و سلوی کی شمولیت کے بارے میں بعض محدثین یہ کہتے ہیں کہ سلوی سالن تھا جس کے ساتھ من روٹی کا کام دیتی تھی۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ من بطور تحفہ ان کے لیے زمین سے اگائی گئی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے کھانے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ ان کی اپنی بدعتوں یاں بھی ہو سکتی

ہیں۔ کیونکہ جانوروں اور پودوں میں بہت سے ایسے ہیں جن میں نقصانات بھی ہیں۔ ضرر سے کوئی چیز بھی خالی نہیں۔ حتیٰ کہ روٹی بھی اگر اعتدال سے زیادہ کھائی جائے تو تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے۔ انسان کو انتخاب اور مقدار پر قدرت حاصل ہے اور اسے یہاں پر عقل استعمال کرنی ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ من کی جو قسم ان کو میسر تھی وہ زہری نہ تھی۔ جیسے کہ مسند احمد کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سبزیاں اور اجناس، بنی اسرائیل کے لیے پیدا کیے ان کی شکل و صورت اور ذائقہ آجکل کے پھلوں۔ سبز یوں اور اناج سے مختلف تھا۔ ان کی گندم کا دانا بڑا تھا اور اس میں کھجور کا ذائقہ تھا۔ اور ان انعامات کے بعد جب ان کی حکم عدولیاں حد سے بڑھ گئیں تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب بھی مختلف شکلوں میں تھا جیسے کہ طاعون کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب میں ایک طاعون بھی تھی۔ توریت کی روایت کے مطابق ایک ایک و بار میں لاکھوں افراد مر گئے۔ امراض چشم میں کھنپی کے فوائد کے بارے میں محدثین نے یہ عملی نکات بیان کیے ہیں۔

۱۔ کھنپی کا پانی نذات خود ایک دوا ہے۔ اسے اسی صورت میں استعمال کیا جائے۔

۲۔ اسے کسی دوسری دوائی کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔

۳۔ علامہ النافقیؒ کے مشاہدہ کے مطابق کھنپی کا پانی دوسری ادویہ کے اثر کو دو بالاکرتا ہے۔ جیسے کہ اسے اگر سرمہ پیتے وقت اس میں ملا لیا جائے اور پھر یہ سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ پلکوں کو مضبوط کرتا ہے۔ نظر کو تیز کرتا ہے اور آنکھ میں پائی جانے والی ہر سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

غذائیات کے معیار کے بارے میں برٹش ریسرچ کونسل کی تحقیقات کے مطابق کھنبی کے کیمیائی اجزاء کا تناسب یہ ہے۔

PROTEINS	۱۵
FATS	-
CARBOHYDRATES	-
CALORIES	۲
SODIUM	۲۶۶
POTASIUM	۱۳۳
CALCIUM	۰.۶۱۸
MAGNESIUM	۳۶۸
COPPER	۶۱۸
IRON	۶۲۹
PHOSPHORUS	۳۸۶۶
SULPHUR	۹۶۶
CHLORINE	۲۲

اس کے برخلاف دوسرے محققین نے بتایا ہے کہ کھنبی میں PROTEIN یعنی لحمیات کی مقدار ۳ فیصدی ہوتی ہے۔ جبکہ اس میں ۹ فیصدی پانی اور ۵ فیصدی نشاستہ اور ایک فیصدی معدنی نمک اور وٹامین ہوتے ہیں۔ بھارتی ماہرین ادویہ اور تغذیہ کی تحقیقات کے مطابق اس میں ایک بیروزہ کڑوے اجزاء۔ گوند۔ نباتاتی البیومن۔ اور موم ہوتے ہیں۔ اس کا صحیح جزو عامل — AGARIC FUNGIC تیزاب ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں فاسفورک ایسڈ۔ ایمونیا پائے جاتے ہیں۔

اس کے جزو عامل — AGRICIN میں ۹ فیصدی AGARIC ACID ہوتا ہے اور ۳ فیصدی AGARACIN ہوتی ہے۔ اس میں موم۔ گوند اور بیروزہ کی موجودگی سے جب یہ کسی سوزش والی جگہ ڈالی جائے گی تو اسے مقامی طور پر سکون بھی مہیا کرے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دیگر ادویہ اور غذاؤں کی مانند اس میں سوڈیم کی مقدار کم سے کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

سفید رنگ کی کھنبی سب سے عمدہ ہے۔ بعض اطباء نے سرخ کو بھی اچھا کہا ہے مگر سرخ اور سیاہ زہریلی ہوتی ہیں۔ ویدک طب میں کھانے والی قسم کھنبی اور زہریلی "پد بھیرا" کہلاتی ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر سے آتی ہے اور کانچو کہلاتی ہے اسے گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا جاتا ہے اور خوش ذائقہ اور مقوی باہ بیان کی جاتی ہے۔

کھنبی کا رس نکال کر اور خاص کر اسے بند دیکھی میں ڈال کر بھوننے پر اس وقت جو پانی اس میں سے نکلتا ہے آنکھ میں ٹپکانے سے آنکھ کا جالاکٹ جاتا ہے۔ کھنبی کے پانی میں سرمہ کو کھل کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ بصارت کو تیز کرتا ہے۔ پلکوں کو قوت دیتا ہے۔ پلکوں کے گرتے بالوں کو روکتا اور ان کو لمبا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کے استاد ابو سہیل مسیحی اور بوعلی نے اسے آنکھ کی متعدد بیماریوں میں اکیسر قرار دیا ہے۔

کھنبی کو سکھا کر پیس کر کھانے سے دست آنے رک جاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ منشیات کا استعمال کیا جائے تو پیٹ میں نفع پیدا کرتی ہے اور فوج ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر کہلاتی ہے۔ یہ حرارت کو مٹاتی ہے یہ بلغم کو کم اور گاڑھا کرتی ہے۔ دیلی تیلی عورتیں اسے حلوا میں ملا کر موٹا ہونے کے لیے کھاتی ہیں۔ اسے مرغی کے گوشت یا انڈوں کے ساتھ کھانے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پینے سے پیٹ میں مستقل خرابی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

زبان میں لکنت پیدا کرتی ہے۔ سانس میں تنگی لاتی ہے۔ اور پیشاب میں رکاوٹ ہو جاتی ہے مگر یہ سب علامات بالخصوص زہریلی اقسام کے بارے میں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مصلح صعتر ہے۔ کھنبی پکاتے وقت صعتر کو ضرور شامل کر لینا چاہیے اگر اس کے زہریلے اثرات پیدا ہوں تو مولیٰ۔ پودینہ۔ سکنجبین یا کانچی کے ساتھ بورہ ارمتی اور نمک ملا کر بار بار دیں۔ الجحیر کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ نمک اور سرکہ کے ساتھ اور شہد بار بار چٹائیے۔

مقامی اثرات کے سلسلہ میں کھنبی کو سریش ماہی کے ساتھ کوٹ کر سرکہ میں حل کر کے بچوں کی بڑھی ہوئی ناف پر لگانے سے وہ اندر چلی جاتی ہے۔ قفق یعنی ہرنیا HERNIA میں بھی یہی لپ مقید پایا گیا ہے۔ کھنبی خون بڑھاتی ہے۔ اسے پیس کر ایسے زخموں پر لگانا مفید ہے۔ جو آسانی سے بھرنے میں نہ آتے ہوں۔ وید خشک کھنبی سر پر ملنے کو بال اگانے کا باعث قرار دیتے ہیں۔ سوکھی کھنبی کے استعمال کے بارے میں اطباء کا مشورہ ہے کہ اسے پہلے ایک دن پانی میں بھگو یا جائے پھر صاف کر کے گھی میں بھوتنے کے بعد استعمال میں لاویں۔ اس کے مضر اثرات کی اصلاح کے لیے گھی کی بجائے زیتون کے تیل میں بھوننا زیادہ مفید ہوگا۔ اس کے ساتھ تاشپاتی اور سرکہ کا استعمال نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے۔

جدید مشاہدات:

کھنبی ایک مقبول غذا ہے۔ یورپی ہٹلوں میں لوگ بڑے شوق سے کھنبی کا سالن کھاتے ہیں۔ اب متعدد ملکوں سے قابل خوردنی کھنبیاں ڈیوں میں بند ہو کر سٹوروں پر آسانی سے مل جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے ذائقے کے علاوہ ان میں لحمیات کی اضافی مقدار ان کو مفید بنا دیتی ہے۔ چینی کھانوں میں مرغی اور کھنبی۔ مرغی اور بچھڑے

کا گوشت یا مچھلی کے علاوہ کھنبی کا پلاؤ بڑا مقبول ہے۔

کھنبی کا تعلق **FUNGUS** خاندان سے ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جس سے اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ از قسم پنسلین سے کلورومائیٹین تک حاصل ہوتی ہیں۔ کھنبی سے بھی اب تک کئی قسم کی جراثیم کش ادویہ میسر آئی ہیں جن پر مشاہدات جاری ہیں اور اس امر کا امکان مستقبل قریب میں موجود ہے کہ کھنبی سے حاصل ہونے والے مرکبات علاج میں اپنا مقام پالیں۔ اس میں جراثیم کش ادویہ کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے جب احادیث میں اسے آنکھوں کی بیماریوں میں شفا قرار دیا گیا تو وہ ثابت ہے۔ طب جدید اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ کھنبی کے پانی میں جراثیم کو مارنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس کے دیگر اثرات میں اسے مدر ایبول۔ مخرج بلغم۔ مسهل۔ دودھ پیدا کرنے والی اور پسینہ کو روکنے والی قرار دیا گیا ہے۔ اسے شہد کے ساتھ ملا کر موتی جھرہ۔ ٹائیفس اور دوسرے بخاروں میں افادیت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ تھوک میں خون آنے۔ تپ دق۔ پرانی کھانسی اور رات کو پسینے آنے میں مفید ہے۔ جوتک لگنے کے بعد زخم سے بہنے والا خون اس سے رک جاتا ہے۔ اس کی بعض اقسام سے اسہال رک جاتے ہیں اور جسم کو طاقت ملتی ہے۔

جدید انکشافات کے مطابق زہریلی اقسام میں ایک زہر **MUSCARINE** ہوتا ہے۔ یہ زہر جسم میں جاتے ہی معدہ میں خیزش پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد عصبی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے سچھوں میں درویں۔ اعضا میں اینٹھیں اور ریشہ کی مانند کپکپی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دماغی اثرات سے فالج یا کنزاز کی طرح تشنج۔ اور اس کے بعد موت واقع ہو سکتی ہے۔ مگر موت واقع ہونے کے لیے ایک ادھ کھنبی کافی نہیں ہوتی۔ زیادہ مقدار میں کھانا اور اس کے بعد علامات کے ظہور

سے مسلسل لاپرواہی موت کا باعث ہوتی ہے۔ جرمن اطباء کا خیال ہے کہ —
 MUSCARINE کے جسم پر اثرات کو ختم کرنے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ البتہ
 ابتدا میں پتہ چل جائے تو مریض کا معدہ دھو کر اسے جسم سے نکالا جاسکتا ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

زہریلی کھنبی کھانے سے جسم پر جو اثرات نمایاں ہوتے ہیں ان کو سامنے رکھتے
 ہوئے علاج بالمثل کے اصول پر اسی قسم کی کیفیات میں کھنبی کا جوہر
 AGARICS ہومیوپیتھک طریقہ علاج کی ایک مقبول دوائی ہے۔

جب دماغ میں گھیرا ہٹ۔ چلینڈا ہٹ۔ مسلسل باتیں کرنے اور گاتے کو جی چاہے
 سر میں چکر آئیں۔ روشنی بری لگے۔ ہلنے جلنے سے چکر آئیں۔ سر میں بھاری پن اور سردی۔
 پڑھنے میں مشکل پڑے۔ نظر اٹھانے کے بعد اسے کتاب پر مرکوز کرنے میں مشکل پڑے۔
 آنکھوں پر معمولی کام سے بوجھ پڑے۔ ایک کے دو دو نظر آئیں۔ پلکیں پھڑپھڑائیں۔ کانوں
 میں جلن۔ بخارش اور یہاں سے ہوئے معلوم ہوں۔ پیٹ میں اکڑاؤ۔ چھین کی درد۔ بد ہضمی۔
 شدید کھانسی کے دورے پڑتے ہوں۔ ماہواری کم اور درد سے آتی ہوتی ان کیفیات
 میں AGARICUS کا دینا مفید ہوتا ہے۔

وبائی امراض اور کھنبی

پچھلے چند سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں آنکھوں کی سوزش وبائی صورت
 میں پھیلتی رہی ہے۔ چونکہ یہ سوزش وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے ابھی
 تک اس کے خلاف کوئی بھی مؤثر دوائی دریافت نہیں ہو سکتی۔ سال ۱۹۸۵-۸۶ء میں اس
 آثروب چشم کے تقریباً ایک سو مریضوں کی آنکھوں میں کھنبی کا پانی دن میں تین مرتبہ
 ڈالا گیا۔ ہر مریض دو دن میں شفا یاب ہو گیا۔

گوگل — کندر

OLIBANUM

BALSMODENDRON MUKUL

یہ ایک پستہ قد درخت ہے جس کی اونچائی چھ فٹ کے قریب ہوتی ہے
 بنیادی طور پر یہ خشک اور صحرائی علاقوں میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ سندھ اور بہاولپور
 بھارت میں راجپوتانہ۔ تخاندیش۔ کاٹھیاوار۔ آسام اور کورومندل کے علاقوں میں
 گوگل کی زیادہ طور پیداوار ہوتی ہے۔ تدرکاری اور سید صغی الدین کو اس کے نباتاتی
 نام سے اتفاق نہیں اور وہ اسے BOSWELIA GLABRA کہنا پسند کرتے ہیں۔
 گوگل کے درخت کو بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول لگتے ہیں۔ سردی
 کے موسم میں اس کے تنے میں گھاؤ لگائی تو گاڑھا سا ایک سیال نکلتا ہے۔ جو
 خشک ہو کر گہرے سبز رنگ کی گوند کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ گوند ذائقہ میں کڑوا
 اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اسے سنسکرت میں کوشی کا نا اور گوگلو کہتے ہیں جس سے
 درخت اور اس کی گوند کا نام گوگل پڑ گیا۔

ارشادات نبویؐ

محدثین نے کندر اور لوبان کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ
 یہ دونوں مختلف ہیں۔ لیکن یہ مغالطہ آج سے ہزار سال پہلے والوں کو نہیں بلکہ آج بھی

موجود ہے۔ پاکستان کونسل آف ہومیو پیتھی نے ملک میں استعمال ہونے والی ہومیو پیتھک ادویہ کے فارما کوپیا میں بھی لوبان اور کنڈر کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ لوبان کو انگریزی میں BENZOIN جبکہ کنڈر کو OLIBANUM کہتے ہیں۔

ابن القیم نے آداب الشافی کی سند سے حضرت انس بن مالک کی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔

انه شكاه اليه رجل - النسيان فقال عليك بالكندر، وانقعه

من الليل، فاذا اصبحت فتد منه شربة على الريق :

فانه جيد للنسيان . (الطب النبوی)

ایک شخص نے ان کی خدمت میں یادداشت میں خرابی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ کنڈر لے کر رات اسے پانی میں بھگو دیا جائے۔ صبح نہار منہ اس

کا پانی پیا جائے۔ کیونکہ یہ نسیان کے لیے بہترین دوائی ہے۔

ابن القیم نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے

جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

انه شربه مع السكر على الريق جيد للبول والنسيان -

(الطب النبوی)

انہوں نے صبح نہار منہ اسے شکر ملا کر پیا اور فرمایا کہ یہ پیشاب کی تکلیف

اور حافظہ کی کمی کے لیے بہترین ہے۔

گوگل اور لوبان - دونوں پیشاب آور و دفع تعض ہیں۔ اس لیے ممکن ہے

کہ انہوں نے لوبان یا گوگل میں سے کسی ایک کو اس غرض کے لیے پسند فرمایا ہو۔

لیکن جہاں تک حافظہ کی خرابی کا تعلق ہے اس غرض کے لیے صرف گوگل مفید ہے

جیکہ لوہان کا اعصابی نظام پر اس قسم کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ابن القیم رقمطراز ہیں۔

”اللیبان : هو الکندر“ اس لیے وہ ان دونوں کے فوائد اور اثرات کے درمیان فرق نہیں کر سکے۔

محدثین کے مشاہدات

حافظہ میں کمی تفکرات۔ غم۔ برے ماحول۔ کھٹے سبب کھانے۔ کھڑے پانیوں کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ قبروں کی الواح کو بار بار پڑھنے۔ چوہوں کی روندی ہوئی خوراک کھانے اور سر میں جوئیں پڑنے سے بھی حافظہ کمزور ہوتا ہے اور یہ بات تجربات سے کہی جاتی ہے۔

گوگل مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر ہے۔ یہ جسم کے کسی بھی حصہ میں چوٹ یا بیماری کی وجہ سے ہونے والے اجماد خون کو دور کرتا ہے۔ چونکہ یہ واقع تعفن ہے اس لیے اسہال کو دور کرتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے اور خاص طور آنکھوں کے زخم اور سوزش اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

گوگل کو گرم پانی میں حل کر کے اگر اس سے غرارے اور کلیاں کی جائیں تو یہ منہ کے زخموں اور خاص طور پر زبان کی جلیں اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ اس کے غرارے کرنے سے گلے میں وبائی سوزشیں نہیں ہوتیں۔ مسوڑھوں کے زخم مندمل ہوتے ہیں اس سے ذہن کو طاقت ملتی ہے اور سانس خوشبودار ہو جاتی ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

گوگل کے ذرعت کی لکڑی ہمیشہ گیلی رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں تیل ہوتا ہے

دو سال میں بھی نہیں سوکھتی۔ اسے ایک بیٹھا پھل بھی لگتا ہے۔ ویدوں نے اس کی سیاہ قسم کو "بھینسیا گوگل" اور دوسری قسم "ہیرا بھینسیا گوگل" قرار دی ہے۔ ویدک میں اسے گندھنے کے پانی میں حل کر کے یا لکڑیوں کے پانی کے ساتھ کھل کر کے بوائیر میں استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ "اٹریفیل و معجون گوگل" ویدک نسخہ کے مطابق گوگل کو روگنے گائے کے گھی میں ڈال کر پکانے کے بعد نیچے بیٹھے ہوئے مواد کو نکال لیتے ہیں اسے مزید نسخہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

اعصابی امراض میں گوگل کثرت سے مستعمل ہے۔ جب فالج کی وجہ سے جسم کا کوئی عضو نا کارہ ہو جائے تو گوگل کا استعمال خون کی رکاوٹ کو دور کر کے دوران جاری کرتا اور فعالیت کو واپس لے آتا ہے۔ سردیوں میں مفید ہے۔ خنازیر پر پانی کھانسی پھیپھڑوں کے ورم اور درمیں نافع ہے حلق کے ورم کو دور کرتا ہے۔ بوائیر کے لیے اس کا کھانا اور دھونی دونوں مفید ہیں۔ مقعد اور خسیوں کا ورم دور کرتا ہے مسوڑھوں کی سوزش کم کرتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری نکال سکتا ہے۔ پیشاب اور ہے۔ رودھ بڑھاتا ہے عرق النساء۔ کمزور اور نقرس کو فائدہ دیتا ہے۔

ویدا سے بھوک بڑھانے ضعف باہ۔ گانٹھوں کو تحلیل کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ سونٹھ کے جوشاندہ کے ساتھ گوگل ضعف ہضم کے لیے اور کالی مرچ اور سورنجان تلخ کے ساتھ گنٹھیا میں دیتے ہیں۔

گوگل کو سرکہ میں حل کر کے لگانے سے سر کے گنج کو فائدہ ہوتا ہے۔ ناریل کے تیل میں اس کا مرہم متعفن زخموں کو اچھا کرتا ہے۔

کیمیاوی ہیٹ :

اس کی کیمیاوی ہیٹ کو مر کے ساتھ الجھا دیا گیا ہے۔ بلکہ کرنل چو پڑا جیسے

تھو محقق قرار دیتے ہیں کہ گوگل کو وہی کچھ سمجھا جائے جو مر ہے۔

اب تک کے تجزیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے اجزاء ترکیبی میں ۳۵ فیصدی کے قریب بیکار چیزیں ہیں جبکہ خالص گوند ۳۲ فیصدی ہے۔ اس میں ۱.۲۵ فیصدی تیل ہے۔ یہ دوسرے تیلوں کی طرح مقامی طور پر محزش اور دوران خون میں اضافہ کرتا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں بھاٹیہ نے معلوم کیا کہ اس میں ۶۵ فیصدی ایک نامیاتی عنصر MYRCENE پایا جاتا ہے۔ ابھی تک کسی نے اس جزو کے اثرات کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہیں کیں۔

۱۹۲۲ء میں گھوش نے اس میں گوند کے علاوہ معدنیاتی عناصر کو ۹.۵ فیصدی کی مقدار میں دریافت کیا۔ جن میں ایلو مینیم، میگنیشیم، کلسیم، فولاد اور سلیکا زیادہ اہم ہیں۔

گوگل کی ساخت میں BALSUM OF TOLU کی ایک مقدار پائی جاتی ہے۔ اطباء قدیم کی ایک تعداد اسے روغن بلسان قرار دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں روغن بلسان گوگل کا ایک حصہ ہے۔ لیکن روغن بلسان میں گوگل نہیں ہوتا۔

اطباء جدید کے مشاہدات

اثرات کے لحاظ سے یہ کیا پچنتی یعنی COPAIBA اور CUBEBS سے متا جلتا ہے۔ یہ ثابت اور سالم جلد پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ مگر جب جلد پر کوئی زخم، تعفن یا سوزش ہو تو اس کے واقع تعفن اثرات بڑے مفید ہوتے ہیں۔ یہ پیپ کو ختم کر دیتا۔ اور زخم کو جلد بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کا مرہم کوڑھ کے زخموں کو بھی مفید ہے۔

اس کے مقامی اور اندرونی اثرات کی بنیاد اس کے واقع تعفن۔ مقامی طور

پر ASTRINGENT اثرات اور دورانِ خون کو جاری رکھنے کی عمل پر مبنی ہیں۔ یہ اعصاب کے لیے بیک وقت سکون آور اور محرک ہے۔ اس کے ذائقے کی کڑواہٹ اسے بھوک بڑھانے والا بناتی ہے اور یہ پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کوڑھ، گنٹھیا، آتشک، لاہوری پھوڑے اور امراضِ البول میں اسے بڑی شہرت حاصل ہے۔

اس کی دھونی دق، سل، پرانی کھانسی، حلق کی سوزش اور یو ایس میں مفید ہے۔ اس کے دھوئیں سے گھروں کے کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں اور کمرے میں اگر جراثیم موجود ہوں تو ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اس کے کھانے سے جسم کی قوتِ مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے اور خون کے سفید دانے WBC بڑھتے ہیں۔ کھانے کے بعد یہ پسینہ، پیشاب اور تھلیوں کی رطوبت کے راستہ خارج ہوتا ہے جہاں پر جراثیم کو مارتا ہے۔ مدر البول اور پتھری کو نکالتا ہے۔ اسہال، آنتوں کی سوزش، کمزوری، سوکھاپن میں مفید ہے۔ چونکہ اس کے عام طور پر مضر اثرات نہیں اس لیے زیادہ عرصہ کھایا جاسکتا ہے۔ اس لیے اطباء، بیماریوں تپ دق اور آنتوں کی دق، پلوری میں دیتے ہیں۔

اس کے غراوں سے مسوڑھوں کے زخم بھر جاتے ہیں۔ اور حلق کی سوزش مندرل ہو جاتی ہے۔

لوبان — لیبان

BENZOIN

STYRAX BENZOIN

لوبان ایک درخت سے نکلنے والی گوند ہے۔ درخت کے تنے پر جیب گھاؤ لگاتے ہیں تو بیروزہ کی مانند ایک گاڑھا لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے۔ جسے سکھا کر استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے درخت ہندوستان میں بھی ہیں لیکن دنیا میں زیادہ تر لوبان کی درآمد جنوبی تھائی لینڈ۔ ملیشیا اور جزائر شرق الہند سے ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں BENZOIN اور مرہٹی میں اود کہتے ہیں۔ چونکہ غلط ہے۔ کیونکہ اود ایک مختلف چیز ہے۔ تو ریت مقدس میں یہ FRANKISENCE کے نام سے مشہور ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیخ (بیہقی، شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں لوبان اور شیخ کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا۔

بخروا بیوتکم باللبان والصعتر (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

محدثین نے ان احادیث کی تفسیر میں لوبان کو کندر کے ساتھ خلط ملا کر دیا ہے

ابن القیم نے لوبان کو کندر قرار دیتے ہوئے دونوں کے فوائد ملا دیئے ہیں۔ دوسری طرف بھارتی ماہرین نے اگرچہ کندر کو مختلف چیز قرار دیا ہے۔ مگر ایک دوسری گوند BOSWELLIA SERRATA کو بھی لوبان ہی لکھا ہے۔ جبکہ یہ گوند اپنے اثرات اور شکل و صورت کے لحاظ کندر کے زیادہ قریب ہے۔

توریت مقدس

توریت اور انجیل میں لوبان کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ ان کی انگریزی میں اسے FRANKISENCE کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اس کا ذکر ۸ مرتبہ آیا ہے۔

”اور اگر کوئی خداوند کے لیے ندر کی قربانی کا چڑھا والا لائے تو اپنے چڑھاؤ کے لیے میدہ لے اور اس میں تیل ڈال کر اس کے اوپر لوبان رکھے اور اسے ہارون کے بیٹوں کے پاس جو کاہن ہیں لائے۔ اور تیل ملے ہوئے میدہ میں سے اس طرح اپنی مٹھی بھر کر نکالے کہ سب لوبان اس میں آجائے۔ تب کاہن اسے ندر کی قربانی کی یادگاری کے طور پر لے اور جلائے۔“

(احبار۔ ۳ : ۲ : ۱ - ۲)

... اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ (متی ۱۲ : ۱۱ - ۲)

محمدین کے مشاہدات

لوبان قبض کشا ہے۔ اس میں فائدے زیادہ ہیں۔ اور نقصان بہت کم بعدہ کی درد کو دور کرتا ہے۔ اسہال میں مفید ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ آنکھوں کے

زخم مندمل کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ بلغم نکالنے کے بعد اس کی پیدائش کو کم کرتا ہے۔

اگر لوہان یا اس کے ساتھ صعتر ملا کر غرارے کے جھائیں تو گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ زبان کے زخم بھر جاتے ہیں۔ حافظہ کو بہتر کرتا ہے۔
گلے ہوئے زخموں پر لوہان کا استعمال سوزش کو دور کرنے کے ساتھ صحت مند گوشت اگانے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کی دھونی گھر کو خوشبودار بنانے کے علاوہ ویائی امراض کو ختم کرتی ہے۔

اطیائے قدیم کے مشاہدات

آریو ویدک کتابوں میں لوہان کا ذکر نہیں ملتا۔ یورپ میں بھی اس سے واقفیت ۱۳۹۹ء کے بعد سے شروع ہوتی ہے جب ابن بطوطہ اپنی سیاحت کے بعد اسے لے کر یورپ گیا۔ عمدہ قسم کے لوہان کے سفید دانے ہیں ورنہ بھوری رنگت کا ہوتا ہے جو الکحل میں پوری طرح حل ہو جاتا ہے۔

معدہ۔ دل اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ سردی کی کھانسی کو مفید ہے۔ بلغم نکالتا ہے۔ کھانے یا لگاتے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ نزلہ میں مفید ہے۔ ویدوں نے اسے مفرح قرار دینے کے علاوہ پسینہ کو خوشبودار کرنے والا بیان کیا ہے۔ اس کے کھانے سے مثلنے کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔ دق اور سل میں نافع ہے۔

لوہان کا لبب نزلوں کو روکتا ہے۔ روغن کنجد یا زیتون میں ملا کر اگر کان میں ڈالا جائے تو کان کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کی دھونی کیڑوں مکوڑوں کو بھگا دیتی ہے۔ لوہان درنیم کو ب کر کے ہانڈی میں گل حکمت کر کے ڈال کر ایک ہلکی بخارات کے

اخراج کے لیے لگا دیتے ہیں۔ اس ہانڈی کو آگ دینے کے بعد لوہان کے جو تجارتی ٹکی کے ذریعہ باہر آتے ہیں ان کو شیشی میں جمع کر لیں۔ یہ لوہان کا چوا کھلاتا ہے۔ اس سیال کو پھٹوں کی کمزوری کے علاوہ داؤ قریبا اور ایگزیمیا کے لیے مفید پایا بتایا جاتا ہے۔

کیمیاوی تجزیہ

یہ آنسوؤں کی شکل کے خشک دانے دار ٹکڑے ہوتے ہیں جن میں BENZONIC ACID اور CINNAMIC کے علاوہ ANILINE پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فراری روغن بھی موجود ہے۔

چونکہ لوہان ایک درآندی چیز ہے اس لیے مہنگا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ مصطکی رومی کو رنگ دے کر خوشبو ملا کر نقلی لوہان بناتے تھے۔ چونکہ اب مصطکی بھی گراں ہے اس لیے بیروزہ سے لوہان تیار کرنے کی صنعت زوروں پر ہے۔ پاکستان کے دو افروشوں کے یہاں عام طور پر اصلی لوہان دیکھا نہیں گیا۔

جدید تحقیقات

دافع تعفن۔ حالبس خون ہونے کی وجہ سے زخموں کے علاج میں اہمیت رکھتا ہے۔ چرائیم کش ہونے کی وجہ سے سانس کی تالیوں کی سوزش۔ گروہ کی سوزش اور پتھری کے علاوہ پیشاب اور اثر کی وجہ سے مقبول ہے۔

جب پیشاب میں فاسفیٹ زیادہ مقدار میں ہوں تو لوہان کے مرکبات ان کو تحلیل کر کے باہر نکالتے ہیں دوسرے پیشاب اور نمکیات کے ساتھ لوہان کے اپنے تک از قسم SOD BENZONATE پیشاب اور ہونے کے علاوہ

دافع تعفن اور پتھیاہ کے ذریعہ پانی نکالتے ہیں۔ جوڑوں کے درد میں مفید ہیں۔
تپ دق۔ سل۔ پرانی کھانسی میں اس کا استعمال بہت سی دوسری ادویہ سے بہتر ہے۔
پرانی ادویہ میں سے وہ ادویہ جو طب جدید میں اب بھی استعمال ہوتی ہیں۔

ان میں لوہان اہم ہے۔ اس کی ٹنکچر TR-BENZOIN CO کو FRIAR'S BALSAM
بھی کہتے ہیں۔ کھولتے پانی میں یہ ٹنکچر ملا کر پرانی کھانسی نمک اور گلے کی سوزش کے
مریضوں کو اس کی بھاپ دی جاتی ہے۔ دن میں دو تین بار بھاپ لینے سے
جی ہونی بلغم باہر آنے لگتی ہے۔ اور وہ مریض جسے سانس لینا بھی دوہرا تھا سہولت
محسوس کرنے لگتا ہے۔

زخموں کے علاج میں ٹنکچر کو روٹی پر لگا کر زخم پر لگائیں تو یہ چپک جاتی ہے۔
زخم سے عفونت کو دور کرنے کے علاوہ اسے مندل کرتی ہے۔ اس کو لگانے
سے بار بار پٹی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سوڈیم بنزویٹ اکثر مریضوں کا اہم
جزوہ ہے۔ خاص طور پر پھیپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں۔ داؤ۔ چینیل اور
پرانے۔ ایگزیمیا میں تنہا یا سیلی سلک ایسڈ کے ساتھ ایک مقبول دوائی ہے۔
طب جدید کی ایک مشہور مرہم WHITFIELD OINTMENT کا نسخہ یہ ہے۔

BENZOIC ACID گرین ۶۰ بنزویٹک ایسڈ

SALICYLIC ACID گرین ۳۰ سیلی سلک ایسڈ

VASELINE گرین ۹۰ وسلین

یہ مرہم ایگزیمیا اور پھیپھوندی کے لیے خاص طور پر بڑا مفید ہے۔

آدھ سیر پانی میں ٹنکچر کا ایک چمچ ڈالنے سے دووہیا محلول بن جاتا ہے
اس میں روٹی کو تر کر کے عورتوں کی اندام نہانی کی سوزشوں اور لیکوریا کے لیے
اندر رکھا جاتا ہے۔

لوبان کی دھونی

حشرات الارض سے نجات حاصل کرنے کا جدید طریقہ کرم کش ادویہ ہیں۔ ان میں سے اکثر کلورین سے مرتب پاتی ہیں۔ یہ تمام ادویہ زہریلی ہیں۔ ایک حالیہ جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ ہر سال تین لاکھ افراد ان کے مضر اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ لاہور میں پچھلے سال ایک عورت کی موت انہی ادویہ کی وجہ سے ہوئی۔ ان ادویہ کے سپرے کے نتیجے میں پرندے ختم ہو گئے ہیں۔ اشیاء خوردنی پر اگر یہ گر جائیں تو مہلک اثرات ہو سکتے ہیں۔ MALATHION اور ENDRINE کے بارے میں اب یہ طے ہو چکا ہے کہ ان کو آباؤ بپوں میں استعمال نہ کیا جائے۔ اس مسئلہ کا سب سے آسان اور مفید حل بارگاہ نبوت سے عطا ہوا کہ گھروں میں لوبان اور صعتر یا لوبان اور الشیح ملا کر دھونی دی جائے۔ ایشیح بنیادی طور پر حسب الرشاد ہے۔ جیکہ صعتر کا جزو عامل THYMOL ہے۔ یہ دونوں چیزیں خوشبودار اور انسانی صحت کے لیے مفید ہیں۔ اگر کسی کمرے میں خنقاں یا ذوق کا مریض رہا ہو اور ہم اسے جراثیم سے پاک کرنا چاہیں تو طپ جدید کے پاس گندھک اور فارملین کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ یہ دونوں کپڑوں کے لیے نقصان دہ اور انسانوں کے لیے مہلک ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر اس کمرے میں لوبان کے ساتھ صعتر یا ایشیح ملا کر دھونی دی جائے تو نہ صرف کہ مچھر، مکھیاں، لال بیگ چھپکلیاں ہلاک ہو جائیں گے بلکہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس دھونی کے دوران اہل خانہ کمرے میں موجود رہیں تو ان کی سانس کی نالیاں بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں گی۔ بد قسمتی یہ کہ ہمیں ابھی تک یہ یقین نہیں آسکا کہ ہمارے نبیؐ کے نسخے دوسروں سے بہر حال میں بہتر ہیں۔

لسن — ثوم

GARLIC

ALLIUM SATIVUM

لسن قدیم ترین نباتات میں سے ہے۔ اہرام مصر کی تعمیر میں کام کرنے والے مزدوروں کو دوپہر کے کھانے میں لسن دیا جاتا تھا۔ قدیم ہندو تہذیب میں بھی لسن بطور غذا اور دوا شامل تھا۔ البتہ بعض برہمن لہسن اور پیاز کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے آئے ہیں۔ علم نباتات کی درجہ بندی کے مطابق پیاز اس سے قریبی تعلق والا ہے۔ اگرچہ اس کی شکل و صورت جدا ہے اور ALLIUM CEPA کہلاتا ہے۔

لسن جنگلوں میں خود رو بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پوتھی میں متعدد جوتے ہوتے ہیں جن کی تعداد متعین نہیں۔ یہ پوتھی زمین کے نیچے ہوتی ہے اور بعض قسموں میں پوتھی میں صرف ایک ہی جو یا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی جسامت ایک انچ سے فٹ تک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب سے انسانوں نے غذا مصالحوں اور دوا کے طور پر اسے پسند کیا ہے۔ اس کو محنت سے بویا اور اگایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں گوشت اور سبزیاں پکانے وقت لسن کا بگھا روینے کا رواج ہے۔ اس کو ڈالنے سے کچے گوشت کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ لسن کی چٹنی بنائی جاتی ہے۔ یورپ سے یہ امریکہ گیا جہاں کے لوگ ڈبل روٹی کے توس بھی لسن میں بھوننے ہیں۔ اٹلی اور فرانس کا جنگلی لسن زیادہ مقبول ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کے جنگلی لسن کی رس دانشوروں کو لوگ علیحدہ پکا کر کھاتے ہیں۔ طب میں ان ٹانخوں کو ساق کہتے ہیں جبکہ بھارتی

اہل زبان انہیں آل، کہتے ہیں۔ احادیث میں پیاز اور لہسن کی شانوں کو کرات کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں بدبو لہسن اور پیاز کی مانند ہوتی ہے۔

لہسن کا ذکر احادیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے بھی اسے مقبول عام ہونے کی سند حاصل تھی۔ قرآن مجید میں لہسن کے ذکر کے بارے میں مسئلہ متنازعہ ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ يُمُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامِهِمْ وَإِنَّا لَفَاعِدٌ لِّئَنَّا بِكُمْ يُخْرِجُ لَنَا مِمَّا تَنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا قَالُوا اتَّبِعُوا لَوْ نَالُوا الذِّي هُوَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

(البقرة: ۶۱)

بنی اسرائیل اللہ میاں کی لاڈلی اُمت تھی۔ ان کو من و سلویٰ کی صورت میں آسمان سے بھٹتے ہوئے پرندے اور سبز یوں کامرکب تیار آتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم ایک ہی طرح کے کھانے سے تنگ آگئے ہیں۔ ہمیں وہ چیزیں دی جائیں جو زمین سے نکلتی ہیں جیسے کرساگ۔ کبیرا ککڑی۔ گندم؛ مسور کی دال اور پیاز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھانا چاہا کہ وہ اچھی خوراک چھوڑ کر گھٹیا کے طلبکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گھٹیا انتخاب کو ناپسند کرتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ مصر چلے جائیں جہاں ان کو مطلوبہ چیزیں میسر آجائیں گی۔ مگر اس کے ساتھ ان پر عتاب الہی اور ذلت مقدور کر دی گئی۔ اس آیت میں 'قوم' کے معنی اکثر مفسرین لہسن کرتے آئے ہیں۔ بلکہ المنجد نے قوم کو لہسن ہی بنایا ہے۔ مفسرین کرام میں مجاہدؒ نے قوم کو لہسن قرار دیا ہے۔ اکثر

اُردو ترجموں میں بھی ایسا ہی ہے۔ مگر ابن کثیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے متعدد حوالوں اور قدیم عرب شعرا کی مثالوں سے 'فوم' کو گندم قرار دیا ہے۔ قبیلہ بنی ہاشم کی مکی لغت میں فوم گندم کے اٹے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ البتہ بصل پیاز سے اور اس کے ساتھ لہسن کو منسلک سمجھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ "قنا" کے بارے میں ہے۔ اگرچہ یہ لکڑی ہے اور کھیرا خیار ہے۔ لیکن اطباء اور زبان دان اسے دونوں کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں۔

کتب مقدسہ

توریت مقدس میں بنی اسرائیل پر من اور سلوئی کی نعمت کے ذکر کے سلسلہ میں بیان ہوا کہ

..... ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ گندے اور پیاز اور لہسن۔ لیکن اب تو ہماری جان خشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔
(گنتی - ۶۰ : ۱۱)

ان آیات میں بنی اسرائیل خدا کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہوئے من سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے مصر کی اور ان سبز یوں کو یاد کرتے ہیں جو انہیں وہاں میسر تھیں۔ ان کی اسی کج روی کا بعد میں اثر یوں ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اپنے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں کھیروں۔ لکڑیوں والے دیس لے جاؤ ہمیں خدا کی مہیا کردہ غذا پسند نہیں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے حقا ہو کر فرمایا کہ پھر تم مصر کو واپس چلے جاؤ۔ وہاں پر وہ سب کچھ موجود ہے جو تم چاہتے ہو۔ یہ لوگ ایسے بے قدر تھے کہ اچھی چیزیں چھوڑ کر گھٹیا خوراک چاہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ

ہوا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ بے سرو سامانی میں در بدر بھٹکتے رہے۔

احادیث نبویؐ

عن عبد العزيز قال قيل لانس ما سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم في الثوم فقال من اكل فلا
يقرب من مسجدنا۔

(بخاری)

عبد العزیز نے انسؓ سے پوچھا کہ تم نے لہسن کے بارے میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اسے کھائے
ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔

یہی روایت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زیدؓ سے طیالسی نے بھی دی ہے
دوسری روایت حضرت ابو بکر رضیؓ سے بھی ہے۔

ان جابر بن عبد الله ثم عم عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال من اكل ثوما او بصلا فليعتزل
اوليعتزل مصلانا۔

(بخاری)

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا کہ جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ دور رہے یا فرمایا کہ
ہماری مسجد میں نہ آئے۔

عن ابى ايوب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا
اتي بطعام اكل منه وبعث بفضله اتي وانه بعث الى

یوما بقصعة لم یأکل منها لان فیہا ثوما فسألتہ
احرام ہو قال لا۔ ولکن اکرهہ من اجل ریحہ قال
فانی اکرہ ما کرهت۔ (مسلم)

ابو ایوبؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانا
آتا وہ اس میں سے کھانے کے بعد بقیہ مجھے مرحمت فرما دیتے تھے۔ ایک
روز ایک طشتری ایسی آئی جس میں سے انہوں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ کیوں کہ
اس میں لہسن تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا۔ نہیں۔ البتہ مجھے
اس کی بو نا پسند ہے۔ جس چیز سے وہ نفرت کرتے تھے میں بھی کرتا ہوں،
عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من
اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او قال فلیعتزل مسجدنا
اولی بعد فی بیتہ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اتی بقدر، فیہ خضرات من یقول فوجد لہا ریحاً
قربھا الی بعض اصحابہ وقال کل فانی انا جی من
لاتناجی۔ (بخاری، مسلم)

(جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھاتے
ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے یا اپنے گھر بیٹھے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی تھی جس میں کئی قسم کی سبزیاں
پکی تھیں۔ اس میں سے پو محسوس کر کے فرمایا کہ اسے فلاں اصحاب کے پاس
لے جاؤ وہ کھالیں۔ کیونکہ میں ایسے لوگوں سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے
تم نہیں کرتے۔)

حضرت ابی سعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نهى عن اكل البصل والكراث والثوم. (طیالسی)

پیاز۔ لہسن اور گندنے سے منع فرمایا

گندنا جنگلی لہسن کی اقسام میں سے ہے اس کی بھی ساق ہوتی ہے۔

اسی مسئلہ پر ابی سعید رضی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تفصیلی روایت میں

فرماتے ہیں۔

من اكل من هذه الشجرة الخبيثة شيئاً فلا يقربنا

في المسجد، يا ايها الناس! انه ليس في تحريم ما احل

الله ولكنها شجرة اكره مريحها۔

جس نے اس خبیث پودے سے کچھ بھی کھایا ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اے

لوگو! میں کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ نے حلال کیا حرام نہیں کرتا لیکن مجھے یہ درخت

اور اس کی بد بو نا پسند ہے

مسند احمد اور طبری نے اسے ابی ثعلبہ سے بھی روایت کیا ہے۔

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اكل هذه الخضروات: البصل والثوم والكراث و

الفجل فلا يقربنا مسجداً۔ (طیالسی)

جس نے ان سب ترہوں یعنی پیاز۔ لہسن اور کراث اور مولیٰ کو کھایا وہ ہماری

مسجد میں نہ آئے۔

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اكل من هذه البقعة المتكررة يعنى الثوم فليجلس

في بيته۔ (النسائی)

جو اس پھورہ پودے یعنی لہسن کو کھائے۔ وہ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

حضرت ابی سعیدؓ لسن کے بارے میں شرط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں بیان کرتے ہیں۔

كلوه ، من اكله منكم فلا يقرب هذا المسجد حتى يذهب
 رايحه منه يعنى الثوم - (ابوداؤد ، ابن حبان)
 رتم اسے کھاتے ہو تم میں سے جس نے اسے کھایا ہو وہ اس مسجد کے قریب
 نہ آئے حتیٰ کہ اس کے متہ سے اس لسن کی بدبو چلی نہ جائے۔

عن امرایوب قالت صنعت للنبي صلی الله عليه و
 سلم طعام فيه بعض البقول . فلم ياكل وقال انى
 اكره ان اوذى صاحبى - (ابن ماجه)

ام ایوبؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں
 بعض سبزیاں (لسن وغیرہ) تھے۔ انہوں نے وہ نہ کھایا اور فرمایا کہ میں پسند
 نہیں کرتا کہ میرے متہ سے بدبو آئے اور لوگ پریشان ہوں۔

عن معدان بن ابی طلحة الیعمری ان عمر بن الخطاب
 قال يوم الجمعة خطيبا نحمد الله واثني عليه ثم
 قال - يا ايها الناس انكم تاكلون شجرتين لا اراهما
 الا خبيثتين . هذا الثوم وهذا البصل . ولقد
 كنت ارى الرجل عهد رسول الله صلی الله عليه
 وسلم يوجد رايحه منه فيؤخذ بيده حتى يخرج
 به الى البقيع فمن كان اكلهما لا بد فليمتهما طبخا .

(ابن ماجه)

معدان بن ابی طلحہ الیعمری بیان کرتے ہیں کہ ایک جمعہ والے دن حضرت عمر بن

خطابِ خطبہ دینے میں پکڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا
 ”اے لوگو! تم ان دو چیزوں کو کھاتے ہو جن کو میں ہر طرح سے خبیث قرار
 دیتا ہوں۔ یعنی کہ یہ لہسن اور یہ پیاز۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اگر کوئی
 شخص ان کو کھاتا تھا اور اس کے منہ سے ان کی بو آرہی ہوتی تھی تو اس کا
 ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر بقیع کی سمت نکال دیا جاتا تھا۔ اگر تم نے انہیں کھانا
 ہی ہو تو پکا کر کھاؤ کہ اس طرح ان کی بدبو کم ہو جائے۔“

عن جابر ان قرا اتوا النبي صلى الله عليه وسلم
 فوجد منهم ريح الكراث فقال الم اكن نهيتكم
 عن اكل هذه الشجرة ان الملائكة تناذى مباتا ذى
 منه الا انسان - (ابن ماجه)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کچھ لوگ آئے جن کے
 منہ سے کراث (گندتا کی بو آرہی تھی)۔ فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اس
 درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ فرشتے بھی اس چیز سے
 پریشان ہوتے ہیں جس سے انسان ہوتے ہیں!

لہسن کی اجازت

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 كلوا الثوم وتداؤوا به فان فيه شفاء من سبعين
 داء - (الدیلمی)

(لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے
 شفا ہے)۔

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان الملك ينزل على لاكلته يعني الثوم - (المخطيب)

(اگر میرے پاس فرشتے نہ آتے ہوں تو میں اسے یعنی لہسن کو کھا لیتا)۔

ابونعیم کی طب پر ایک تالیف مطبہ نو لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے جس میں اس تے متن کے بغیر ایک روایت بیان کی ہے کہ جس کے منہ سے لہسن پیاز یا مولیٰ کی بدبو آئے وہ درود شریف پڑھے تو بدبو جاتی رہے گی۔

محدثین کے مشاہدات

اس کے لگاتے سے جلد بھٹ جاتی ہے اور اس پر پھوڑے نکل آتے ہیں اس کے لگاتے سے سانپ اور بھچو کے زہر کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں ابن القیم نے کتا کاٹے کے لیے بھی اس کا لگانا مفید قرار دیا ہے جلد پر لگائے سے مقامی طور پر حدت محسوس ہوتی ہے۔ اسے کوٹ کر سرکہ۔ شہد اور نمک ملا کر بھوڑے پھسیوں اور چھابٹوں پر لگائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔

لہسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔ فالج میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ پیٹ کے سدے نکالتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جسم کو گرمی پہنچاتا ہے۔ حلق کی سوجھی اور ورم دور کرتا ہے۔ سینے سے بلغم اور پیٹ سے کیڑے نکال دیتا ہے۔ اس کے مضر اثرات میں دماغ اور بصارت کو کمزور کرتا ہے۔ صفرا میں اضافہ کرتا ہے۔ باہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کو بدبو دار کرتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ سداب کے پتے کھائے جائیں تو اس کی اپنی بدبو بھی کم ہو جاتی ہے۔ جوڑوں کے پرانے درد پھر سے شروع کرتا ہے اور بوا سیر میں مضر ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

لسن سرد ملکوں کے رہنے والوں کے لیے مفید ہے کیونکہ گرمی پیدا کرتا ہے۔ غلیظ اخلاط کو کاٹ دیتا ہے۔ خون کو تپلا کرتا ہے۔ زیادہ مقدار خون کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ کھانے والے کے خون۔ پیشاب۔ پانخانہ اور پسینہ سے بھی لسن کی بو آتی ہے۔ ریادر ہے کہ جنگ میں استعمال ہونے والی زہریلی گیہوں میں MUSTARD گیس کی بدبو بھی لسن کی مانند ہوتی ہے۔ لسن دمر اور تپتی میں مفید ہے تپ بلغمی۔ باؤ گولہ۔ بلغم۔ بوا سیر اور جذام کو زائل کرتا ہے۔ اس کا معجون پتھری کو توڑتا ہے۔ اس کا معجون باہ کو قوت دیتا ہے۔ فالج۔ لقوہ۔ مرگی اور ریشہ میں مفید ہے۔ لسن کو کچل کر اس کا ساڑھے سات تولہ پانی نکال کر اس میں ہم وزن گھی اور پانچ تولہ گڑ اور تھوڑا سا آٹا ملا کر حریرہ پکا یا جاتا ہے۔ پہلے لسن کا خالص پانی پی کر اوپر سے حریرہ کھالیا جائے۔ تپ لرزہ کو آرام آجائے گا۔ ساڑھے سات تولہ لسن کے پانی سے معدہ میں شدید جلن پیدا ہو جائے گی۔

اگر اسے گھی میں بھون کر شہد ملا کر چٹائی تو دمر میں فائدہ ہوتا ہے۔ فالج کے لیے مریض کو پہلے روز ایک پونھی۔ پھر دو۔ پھر تین اس طرح چالیس تک چاویں اور پھر روزانہ ایک کم کر لیں۔ فالج ٹھیک ہو جائے گا۔ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ لسن کے چوتھاندرہ کے ساتھ حقنہ کرنے سے عرق النساء ٹھیک ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ خون اور صفرا کے دست آئیں تو بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے۔ انجیر اور اخروٹ کے ساتھ ملا کر کھانے سے فوائد میں اضافہ ہوتا ہے۔ قویج ریجی۔ بلغمی اور آنٹوں کے درد کو مٹا دیتا ہے۔ اس کو کھانے سے دست بھی آجاتے ہیں مگر ایسا ہونے سے پیٹ کے کپڑے نکل جاتے

ہیں۔ بوڑھے آدمیوں میں پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی ہے۔
 انجیر۔ سداب اور اخروٹ کے ساتھ لہسن اکثر زہروں اور زہریلے کیڑوں
 ختی کرتا کاٹے کے لیے بھی مفید ہے۔
 ویداسے طبیعت کو خوش کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ ہاضمہ اور عقل بڑھاتا
 ہے۔ صفرا اور خون میں اضافہ کرتا ہے۔ باؤ گولہ۔ تپ سرد۔ ورم اعضاء، بواسیر اور
 جریان کے لیے مفید ہے۔ کھانے کے بعد کی منہلی کو دور کرتا ہے۔ باوی کو مٹاتا ہے
 لہسن کو نچوڑ کر یا بھیکے میں ڈال کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ جس کے خواص بالکل لہسن
 والے ہیں۔ گرم پانی میں لہسن کا عرق کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا حلوہ تیار کر کے
 کھانے سے نقوہ دور ہو جاتا ہے۔

جنگلی لہسن

اس کی بو لہسن کی مانند ہوتی ہے۔ پتے اور ساق لمبی ہوتی ہے۔ پھول نیلے
 رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول کے ارد گرد ستاروں کی مانند پتے جمع ہوتے ہیں۔ اس
 کی پوتھیاں زیادہ نہیں ہوتیں۔ اس کا مزہ لہسن سے زیادہ تیز اور بوشندید ہوتی ہے اسے
 کرات، البری، بھی کہتے ہیں۔ بعض اطباء نے اسے 'ٹوم الجیہ' بھی قرار دیا ہے۔ البتہ اسے
 حافظ الاجاد کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اس کے فوائد بالکل لہسن والے ہیں بلکہ تیز ہونے کی وجہ سے سریع الاثر ہے۔

مقامی استعمال

لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں۔ برص۔ بالجوزہ۔
 گنج۔ چھیب اور داوٹھیک ہو جاتے ہیں۔

سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جوڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ خاص
 لہسن کا عرق ملنے سے جویش مر جاتی ہیں۔ کمرے میں اس کی دھونی دینے سے بھڑ
 اور دوسرے ضرر رساں کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ جسم کے کسی حصہ میں ورم ہو تو
 لہسن کو سرکہ میں گھوٹا کر لگانے سے وہ تخیل ہو جاتا ہے۔ دوسری صورت میں
 اسے دودھ میں پکا کر یہ دودھ بھوڑوں کو پکانے کے لیے نکالیں۔ اس کو گرم
 گرم چبانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کو رائی کے تیل میں تل کر
 یہ تیل لگانا خشک کھجلی کے لیے مفید ہے۔ ایک پوتھی لہسن کو سوا توڑ تیل کے تیل
 میں تل کر پھرس نکال کر کان کے آس پاس لگانے سے سرہ پن میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہسن
 کی دھونی سے ادھ سرکا درد جاتا رہتا ہے۔

کیمیائی ہیٹ

لہسن کو کوٹ کر اگر اسے کشید کیا جائے تو اس سے ایک قراری تیل نکلتا
 ہے جسے اس کا جزو عامل کہہ سکتے ہیں۔ اس کا رنگ کھلتا ہوا زرد یا پراؤن ہوتا ہے
 اور اس میں سے لہسن کی شدید پید پید آتی ہے۔ یہ تیل ۱۵۰ پراپا لٹرنے سے اڑ جاتا ہے
 اگر اسے درجاتی کشید کے عمل سے گزاریں تو مختلف مراحل پر اس سے چار قسم کے
 سیال حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک کی خوشبو پیاز کی مانند ہوتی ہے۔
 امریکی محقق کاوالیسٹو نے ۱۹۴۳ء میں پیاز کو کوٹ کر اسی سے ایک جراثیم کش دوائی
 ALLACIN نام کی حاصل کی ہے۔ یہ دوائی خالص صورت میں جلد ضائع ہو جاتی ہے
 اس کا ۲-۳ فیصدی محلول زیادہ دیر تک مؤثر رہ سکتا ہے جبکہ لہسن میں اس کی مقدار
 ۴-۵ فیصدی تک ہو سکتی ہے۔ بعد میں کیمیا دانوں نے ALLACIN کا نام ترک کر دیا
 کیونکہ اسی نام کا ایک اور مرکب علم کیمیا میں پہلے سے موجود اور مشہور تھا۔ اس کے

بعد ۱۹۴۶ء میں وینکٹ رامن اور اس کے ساتھیوں نے اسے ہر قسم کے جراثیم کے خلاف مؤثر پایا۔ حتیٰ کہ تپ دق اور کوڑھ کے جراثیم بھی اس کی زد میں تھے اور یہ پھپھوندی پر بھی مؤثر تھا۔ یہ نمون اور معدہ کے جوہر کی موجودگی میں بھی مؤثر رہ سکتا ہے مگر آنتوں میں موجود بلیبہ کے جوہروں PANCREATIC JUICE کی موجودگی میں بے کار ہو جاتا ہے یہ جوہر دودھ کے پھاڑنے یا ہضم کرنے والے ہاضم جوہروں کے عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد پاکستانی کیمیادان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی نے ۱۹۴۶ء میں گندھک سے مرکب بناتاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی جراثیم کش ادویہ پر تحقیق کر رہے تھے۔ انہوں نے لہسن پر پھر سے توجہ دی اور دیکھا کہ اسے چھ گھنٹہ تک ایٹھریں بھگونے سے اس میں سے ۴۰ فیصدی کی مقدار میں ایک جراثیم کش عنصر خارج ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں دیکھی گئیں ایک وہ جو کلوروفارم میں حل پذیر تھا اور دوسرا غیر حل پذیر ہے۔ ان کو ALLISATIN-1 — ALLISATIN کے نام دیئے گئے۔ پہلا پیپ پیدا کرنے والے STAPHYLOCOCCUS کی اقسام کے خلاف مؤثر پایا گیا۔ جبکہ دوسرا صرف STREPTOCOCCUS کے خلاف مفید رہا۔ ان دو کے علاوہ ایک دانہ دار مرکب بھی برآمد ہوا جو الکحل میں حل پذیر نہ پایا گیا۔

کاوائیٹون نے ان جراثیم کش عناصر کا تقابلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی استعداد نیسلین کی صلاحیت کے سوال حصہ یا ایک فیصدی سے کم ہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ کلوروفارم میں حل ہو جانے والا حصہ مینڈک کے دل کے بے مقوی ہے جبکہ بتی کے بلڈ پریشر میں اضافہ کرتا ہے اور خرگوش کی انٹریوں میں فالج پیدا کرتا ہے۔ کلوروفارم میں حل نہ ہونے والے حصہ میں نہ تو جراثیم کش اثرات تھے اور نہ ہی اس نے مینڈک کے دل پر کوئی اثر ڈالا نہ بتی کے دل کو متاثر کیا اور نہ ہی خرگوش کی آنتیں مفلوج ہوئیں۔ ان مشاہدات سے یہ ثابت ہوا کہ دل پر اس کے مفید

اثرات والی بات والی بات محض خوش فہمی ہے حقیقت نہیں۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیقات لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے اس تالیف کے لیے خصوصی طور پر لہسن کے ترکیبی اجزاء تلاش کر کے رپورٹ مرتب کی ہے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ایک سو گرام لہسن کے کیمیاوی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

پانی، لحمیات، نشاستہ، کیلیم، فاسفورس فولاد

لہسن کی پوتھی - ۶۳۱ ۵۱۱ ۳۷۳ ۲۳ ۱۳۶ ۱۷۷

لہسن کے پتے (ساق) ۱۷۱ ۹۱۹ ۱۷۹ ۵۶۳ ۱۲۰ ۵۳ ۱۷۱

سوڈیم، پوٹاشیم، میگنیشیم، حیاتین بی، وٹامین سی

۲۶ ۲۹۴ ۳۳ ۰۰۵۰۳۲ ۷۰

۱۴ ۵۸۷ ۴ ۰۰۲۰۶۹ ۲۲۶۰

اطباء جدید کے مشاہدات

اس کے زیادہ تر اثرات اس تیل کی وجہ سے ہوتے ہیں جو اس میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک نصف سے دو قطر سے ہے۔ یہ تیل زبردست جراثیم کش ہے۔ کاربائلک ایسڈ سے دوگنی صلاحیت کا مالک ہے۔ اس کو کھانے سے منہ سے ناگوار بو آتی ہے جس کو کم کرنے کے لیے جرمنی کی فرم ڈاکٹر میڈ اس نے نام کے کیپسول بنائے ہیں۔ چونکہ ان میں زائقہ اور بو نہیں اس لیے آسانی سے کھائے جاسکتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی فرم سینڈوز نے لہسن کے جوہر کے ساتھ پسا ہوا کوئلہ ملا کر تیخیر معدہ کے لیے — ALLISATIN نامی گولیاں بنائی ہیں

جیکہ ہمارے ملک میں LASONA فروخت ہوتی ہے۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیق کے ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے لہسن کا جوہر دانے دار صورت میں تیار کیا جس میں بدبو کم ہے۔ اسے مصالحوہ بنانے والی پاکستانی کمپنیاں اب "لہسن پوڈر" کے نام سے بازار میں فروخت کر رہی ہیں۔

اندرونی طور پر اس کا سفوف، جوہر، یا تیل بد مضمی، یا ڈگولہ، جھوک کی کمی میں مفید ہیں آنتوں کے جراثیم اور کیڑے مار دیتے ہیں۔ انہی تکالیف کے لیے لہسن کا مرہم بنا کر پیٹ کی جلد پر مالش کی جاتی ہے۔

یہ دماغ اور پرانی کھانسی میں مفید ہے۔ ۱۹۱۶ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ

سے بچانے والا قرار دیا۔ پھر اسے تپ محرقہ کے علاج میں یوں تجویز کیا گیا کہ لہسن کے عرق کا ایک چھوٹا چمچہ گائے کے گوشت کی بخنی کی ایک پیالی میں ڈال کر اس میں کوئی ثربت ملا کر میٹھا کر لیا جائے۔ یہ پیالہ ہر چھ گھنٹے کے بعد دیا جائے بارہ سال سے کم عمر بچوں کے لیے نصف چمچ کافی ہے۔

خناق میں لہسن کی پوتھیاں بار بار چبانا مفید ہے۔ چونکہ اس بیماری میں حس ذائقہ نہیں ہوتی اس لیے مریض آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ ۱۸۱۸ء میں کراسمین نے دعویٰ کیا کہ لہسن نمونیر کے لیے مفید ہے۔ اس نے مطبوعہ مقالہ میں بیان کیا ہے کہ اس کے ہر مریض کو پانچ روز کے اندر فائدہ ہوا۔ اس نے لہسن کی ٹسکچر۔ استعمال کی اور سانس کی دوسری بیماریوں میں بھی افادیت کا اظہار کیا

ہے۔

دق اور سل کے علاج میں لہسن کو شہرت رہی ہے۔ اس کا عرق تکلیف دہ کھانسی کو ختم کر دیتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں میں رات کو پسینے آنے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں سے مریض کا وزن بڑھتا اور بھوک میں اضافہ

ہوتا ہے۔ اس کے لیے نصف سے پورا چھ دن میں تین سے چار مرتبہ دیا گیا۔
ہمیرگ (جرمنی) کی ایک دواساز کمپنی نے لہسن میں کیمیاوی عناصر شامل کیے
بتغیر لہسن کے تیل کے کیپسول تیار کیے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ خون کو تپلا کرتے
ہیں۔ ہاضمہ کو درست کرتے ہیں۔ خون کی نالیوں کی وسعت کو بڑھاتے۔ دمہ،
کھانسی۔ گنٹھیا میں مفید ہیں۔

لہسن کے عرق میں نمک ملا کر اعصابی امراض۔ مثلاً سردرد۔ ہسٹریا میں مفید
بتایا گیا ہے۔ اس کا تیل باری کے بخار (میربا) میں مفید پایا گیا ہے۔ اس کو
پانی اور کھانڈ میں پکا کر شربت بنا کر گنٹھیا اور جوڑوں کے دردوں میں دیا جاتا
ہے۔ اسے پینے سے سردی لگتی بند ہو جاتی ہے۔

خارجی استعمال:

داد کے زخموں پر لہسن کوٹ کر ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اسی
ملغوبہ کو ہسٹریا کے مرض کو سنگھایا جائے تو بیہوشی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ ناریل
یا سرسوں کے تیل میں اورک کو جلائی۔ پھر یہ تیل ایسے زخموں پر لگایا جائے جن
میں کیرے پڑے ہوں یا بدبو آتی ہو۔ یہ تیل کھجلی میں بھی مفید ہے۔ پھوں کی اکڑن
جوٹ اور درد میں اسی تیل میں نمک ملا کر لگانا مفید ہے۔ اس کی جگہ ندرکاری اور
چوڑا *SUCCUS ALLII* تجویز کرتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا پانی نکال
کر اسے چار گنا آب مقطر میں حل کر لیا جائے۔ یہ لوشن زخموں سے بہنے والی پیپ
کو بھی بند کرتا ہے اور انہیں بھرتے میں مددگار ہوتا ہے۔ تلی کے تیل یا سرسوں کے
تیل میں لہسن کے دو ایک جوئے جلا کر تیل کان میں ڈالنا کان کے درد میں مفید ہے
اس کا جوہر اگر کان کے آس پاس روزانہ ملا جائے تو بہرا پن کو دور کرتا ہے۔ لہسن کا

خالص عرق حلق کا کو اڑھ جانے پر لگانے سے اس کی سوزش کم ہو جاتی ہے۔
 ویدک طب کی جدید تحقیقات میں ۱۲ تولہ لہسن پھر ہیننگ۔ زیرہ سیاہ
 نمک لاہوری۔ نمک سا تبھر۔ سونٹھ۔ مرخ سرخ۔ مرخ سیاہ میں سے ہر ایک
 ڈیڑھ ماشہ لے کر ان سب کو پیس لیا جائے۔ اس سفوف کے پیس گرین روزانہ
 صبح کھانے سے لقمہ۔ فالج۔ عرق النساء۔ ادھر ٹنگ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اسی قسم
 کا ایک اور نسخہ "سوپر سوتا" کے نام سے مروج ہوا ہے جس میں ۳۲ تولہ ادراک
 کو چار سیر پانی اور چار سیر دودھ میں اتنی دیر لپکا یا جائے کہ وہ نصف رہ جائے۔
 پھر اسے چھان کر رکھ لیں۔ اس کا ایک چمچ روزانہ صبح دل کی کمزوری۔ پیٹ میں
 نفخ۔ وجع المفاصل اور ہسٹریا میں مفید ہے۔

حیوانات میں لہسن کا استعمال

برطانوی ڈاکٹر ملٹن ڈیوہرسٹ نے لہسن کو جانوروں اور خاص طور پر کتوں کے
 اجسام سے کیڑے لگانے میں مفید بتایا۔ اس کے نسخہ کے مطابق لہسن کے تازہ عرق
 کے ایک اونس میں تیس اونس پانی ملا کر دینا ایک چھوٹے اور عام جسامت کے
 کتے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس مرکب کو اگر کسی خوردنی تیل میں ملا کر دیا جائے
 تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ملٹن کا مشاہدہ ہے کہ لہسن کا عرق ہر مرتبہ تازہ نکالا
 جائے۔ پرانا عرق بیکار ہوتا ہے۔

لہسن کے بارے میں خصوصی احتیاط

یارتی ماہرین کا بیان ہے کہ لہسن کے مرکبات ایسے اداروں کے بنے
 ہوئے خریدے جائیں جن کی شہرت اچھی ہو۔ کیونکہ اسی کے ایجنس کی خوشبو لہسن

کی طرح کی ہوتی ہے۔ اس کی قیمت لہسن کے تیل سے بیس گنا کم ہے۔ اس کی ملاوٹ عام ہوتی ہے اور یہ الینس خطرناک ہے کیونکہ اس میں سایا نائٹزہر ہوتے ہیں۔

لہسن کی حقیقت

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لہسن ناپسند تھا۔ اُمت کے لیے انہوں نے شرط لگائی کہ کچا نہ کھایا جائے۔ عام لوگ ہندیا میں پکا ہوا لہسن کھا سکتے ہیں۔ حضرت ام ایوبؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے لہسن میں پکا ہوا سالن کھانا بھی پسند نہ فرمایا۔ اس عمل مبارک کے بعد لہسن کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ جس چیز کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کسی فائدہ کا باعث نہ ہوگی۔

لہسن کوئی نئی چیز نہیں لوگ اسے چھ ہزار سال سے جانتے ہیں۔ اتنی لمبی واقفیت کسی یقینی فائدے کا باعث نہیں ہو سکی۔ آجکل مشہور ہے کہ لہسن کھانے سے خون میں کولسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ یہ بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے۔ برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر گھرانوں میں لہسن بڑی باقاعدگی سے سالن میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو سالوں سے لہسن کھا رہے ہیں ان میں سے ہزاروں ایسے ہیں جن کو بلڈ پریشر ہوا۔ خون میں کولسٹرول بڑھی اور دل کے دورے پڑے۔ اگر لہسن اس باب میں مفید ہوتا تو یہ لوگ بیمار نہ ہوتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی الصبح شہد پیئے وائے کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوتی۔ اس بات پر اطباء نے اسے "حافظ الامین" کا لقب دیا کیونکہ وہ بیماریوں سے بچاتا ہے۔ ایسی کوئی صفت کسی بھی ذریعہ سے لہسن کے بارے میں معلوم نہیں ہوئی۔ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۸ء میں ماہرین نے اسے تباہ خرقہ اور

تخاق میں استعمال کیا اور بڑے اچھے نتائج بیان کیے مگر ستر سال گزر جانے کے باوجود پھر کسی نے ان مشاہدات کو قابل عمل نہ قرار دیا۔

۱۹۴۵ء میں لوگوں نے لہسن سے ALLISATIN نکال کر اسے

قرار دیا۔ مگر ۳۲ سال میں یہ دوائی بازار میں بکنے نہ آسکی۔

بھارتی ماہرین کا خیال ہے کہ بلڈ پریشر کے لیے لہسن کو پکا کر کھایا جائے۔ جرمن کہتے ہیں کہ کھائیں تو کچا مگر زیادہ چھایا جائے۔ جو با روٹی کے لقمہ میں رکھ کر نگل لیا جائے۔ اب کراچی یونیورسٹی کی علم الادویہ کی پروفیسر زبیدہ قریشی نے اثرات کا مشاہدہ کر کے بتایا ہے کہ اس کے کاغذ کی مانند باریک قتلے بنا کر انہیں چھبائے بغیر نگل لیا جائے۔ علم غذا کے ایک ماہر سے پوچھا گیا کہ کیا ان کے خیال میں لہسن مفید ہے۔ فرمانے لگے ہیں دل کا مریض بھی ہوں۔ ایک دفعہ تھارمنٹ لہسن کھانے کی بیوقوفی کی تو کئی دن اس کی جلن نہ گئی۔

احادیث میں مذکور ہے کہ لہسن میں فوائد بھی ہیں۔ چونکہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اس لیے یہ کبھی بھی تریاق نہ ہوگا۔ شراب میں فوائد بھی ہیں۔ اور بیسویں صدی تک یہ متعدد بیماریوں میں بطور دوا مستعمل رہی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا استعمال متروک ہو گیا۔ کئی بیماریوں میں زخموں کو آگ سے داغا جانا تھا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا تھا آہستہ آہستہ لوگ بھی اس کی افادیت کے منکر ہو گئے کچھ عرصہ پہلے آگ سے گرم کٹے ایسے چاقو ایجاد ہوئے تھے جن سے اپریشن کرنا بڑا آسان تھا مگر انہیں مقبولیت میسر نہ آسکی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

لہسن کا براہ راست اثر انٹریٹیوں کی مچلیوں پر ہوتا ہے۔ جس سے ان میں

خیزش پیدا ہوتی ہے اور ان کی حرکات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خون کی تالیوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل مدیچر دینے کے تیس سے پتالیس منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے۔

لسن کی ہومیوپیتھک شکل ان لوگوں میں زیادہ مفید ہے جن کو چکنائیاں کھانے سے بد مضمی پیدا ہوتی ہو۔ جگر اونچا ہو۔ بسیار خوری کا شوق ہو اور کوٹھے کے جوڑے اور راتوں کے اندر کی طرف درد ہوتا ہو۔

تپ دق کی اس صورت میں جب بلغم زیادہ ہو۔ تھوک میں خون آتا ہو بخار ہوتا ہو اور جسم میں کمزوری ہو لسن کے قطرے دینا مفید ہوتا ہے۔

منہ میں تھوک زیادہ آئے۔ گلے میں یوں محسوس ہو جیسے کہ بال بھنس گیا ہے زبان کھروری اور زرد ہو طبیعت بار بار کھانے کو چاہے تو لسن دینا چاہیے۔

دل کی اس کیفیت میں جب بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اور سانس میں سیٹیاں بچنے کی آواز محسوس ہو۔ چھاتی میں درد۔ صبح اٹھ کر شدید کھانسی اور بلغم نکالنے میں مشکل پیش آئے تو یہ علامات لسن کے استعمال کی ہیں۔

عورتوں میں راتوں کے درمیان جلن اور خارش محسوس ہو جو کہ ایام کے بعد بڑھ جائے اور چھاتیوں میں ورم۔ بوجھ اور درد ہو تو لسن دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

مرکی — مر

MYRRH

BALSAMODENDRON MYRRHA

یہ ایک قدیم اور مشہور پودا ہے جس کا ذکر اکثر مذہبی کتابوں میں بار بار آیا ہے۔
زمانہ قدیم میں اسے سونے کی طرح قیمتی اور برکت والا جانتے تھے جب لوگوں
کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معلوم ہوا تو انجیل مقدس کے مطابق بچے
کو جو تحائف پیش کیے گئے وہ مر۔ لوبان اور سونا تھے۔ اس درخت کی وجہ
شہرت گوند ہے جو اس کے تنے میں سے شکاف دے کر نکالا جاتا ہے۔ یہ
گوند مر سے جبکہ بھارتی زبانوں میں یہ بول۔ بولم۔ بولا۔ ہیرا بول۔ پووم وغیرہ کے
ناموں سے مشہور ہے سنسکرت میں یہ "گرس گندھا" ہے۔ اس کا درخت جنوبی
عرب۔ شمال مشرقی افریقہ۔ ایچھوپیا۔ ایران اور تھائی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔
بھارتی بازاروں میں اس کی دو در آمدہ قسمیں کرم اور موتیا زیادہ مشہور ہیں۔ ورنہ
بازار میں ملنے والی مر عام طور پر خالص نہیں ہوتی۔ قیمت زیادہ ہونے کی وجہ
سے اس میں ملاوٹ عام ہے بہترین قسم وہ قرار دی جاتی ہے جو عرب یا
مکہ سے آتی ہے اور اسی بنا سبت سے سنسکرت کی طرح اس کا نام بھی مرکی
مشہور ہو گیا۔

اپنے فرائد کی اہمیت کے اعتبار سے یہ برٹش فارما کوپیا کی تسلیم کردہ معیشت
کی فہرست میں شامل ہے۔ وہاں پر اس کا مسلمہ نباتاتی نام COMMIPHORA MYRRH

قراردیا گیا ہے بعض ماہرین اسے مڑکی بجائے MOL MOL کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جیکہ بھارتی ماہرین اسے BALSAMODENDRON MYRRHA کہتے ہیں۔

کتاب مقدسہ

اس کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے ہو سکتا ہے..... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے نختور اساروغن بلسان۔ نختور اساشمد۔ کچھ گرم مصالح اور مر اور پتہ یادام۔

(پیدائش ۱۲ : ۱۱ - ۲۳)

خداوند کی عبادت کے لیے ارشاد ہوا۔

اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو خوشبودار مصالح۔ مر اور مصطکی اور تمک اور خوشبودار مصالح کے ساتھ خالص لوبان وزن میں برابر برابر لینا۔ اور گندھی کی حکمت کے مطابق خوشبودار روغن کی طرح صاف اور

پاک بخور بنایا۔ (خروج - ۳۵ : ۳۲ - ۳۰)

اس کی خوشبو کو اہمیت دیتے ہوئے فرمایا۔

(تیسرے لباس سے مراد عود اور سچ کی خوشبو آتی ہے۔)

(زبور - ۸ - ۴۵)

اس کی خوشبو کی پسندیدگی کا اظہار عزرا العزلات اور دوسرے ابواب میں

کرنے کے بعد حضرت مسیح کی مفروضہ تدنیں کے تذکرے میں آیا۔

..... پچاس سیر کے قریب، مر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے

بسورع کی لاش لے کر اسے سوئی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے

(یوحنا - ۶۰ - ۱۶)

ساتھ کھنایا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی تدفین ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ان کے مصلوب کیے جانے یا قتل کیے جانے سے پوری طرح انکار کرتا ہے۔ البتہ اس آیت کی ایک تفسیر کے مطابق یہودیوں نے جس شخص کو صلیب دیا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہرگز نہ تھے البتہ ان کا ہم شکل کوئی شخص تھا۔ اسی ضمن میں حالیہ تحقیقات کے مطابق کچھ عیسائی مورخ بھی صلیب کے واقعہ کی تفصیل اور حقیقت پر مشتبہ ہیں۔ انجیل مقدس کے مطابق ان کا صلیب پر قیام چار گھنٹے سے زائد نہ تھا اور کسی شخص کی موت اتنے قلیل عرصہ میں واقع ہونا طبی طور پر ممکن نہیں۔

ارشادات نبوی

حضرت عبداللہ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 بخروا بیوتکم بالشیخ والمر والضعتر (بیہقی شعب الایمان)
 (اپنے گھروں میں الشیخ۔ مر اور صعتر کی دھونی دیا کرو)
 یہی روایت انہی مرتب نے ابان بن صالح بن انس سے بھی نقل کی ہے۔
 اس حدیث میں مذکور الشیخ کو WATER CRESS کہتے ہیں اطباء نے اسے
 درمنہ زکی یا پودینہ کی اقسام میں سے قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ حرف یا حب الرشاد
 ہے۔ عرب میں حب الرشاد کے پتوں کا قموہ بنا کر پیٹ درد کے لیے عام
 استعمال ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

مصر قدیم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۰۰ ق م میں مر کا پودا افریقہ سے
 مصر لایا گیا اور اس دور کے معالج اسے زخموں کے علاج میں استعمال کرتے تھے۔

مر کو معبدوں میں بخور کے طور پر جلایا جاتا تھا۔ فرامین مصر سے اپنے خزانوں میں بیش قیمت خوشبو کے طور رکھتے تھے امر کی شراب میں خوشبو کے لیے ڈالی جاتی تھی اور سر پر لگاتے والے تیل کو خوشبو دار بنانے کے لیے اسے ملایا جاتا تھا۔ یونانی دیو مال میں یہ پودہ اس نیک بخت بچی مرہا کی یادگار ہے۔ جس کے بارے میں ان کے یہاں ایک بہبودہ داستان بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ اپنے لفظی معانی کے اعتبار سے اس کے معنی خوشبو کے ہیں۔ حکیم دلیسفوریدوس نے اسے سمرنا کے نام سے اپنے نسخوں میں استعمال کیا ہے۔

عقوننت کے مادہ کو خشک کرتی ہے۔ سردی اور بلغمی اور ام کو تحلیل کرتی ہے پرانے دانتوں کو بند کرتی ہے۔ پرانی کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔ سینے اور پسلی کے درد کو دور کرتی ہے۔ مقوی معدہ اور کاسر الریاح ہے۔ خون کے سفید دانوں کو بڑھاتی ہے۔ آنتوں کے کیڑے مارنے کے لیے اسے کسٹرائیل میں ملا کر دیتے ہیں۔ مر کو الہچی۔ طباشیر اور شہد کے ساتھ ملا کر چٹانے سے کمزوری جاتی رہتی ہے۔ مقامی طور پر مر کا استعمال کھلی۔ دار۔ بعلوں کی بدبو۔ رانوں کے درمیان کی خارش کے لیے مفید ہے۔ اس سلسلہ میں اسے عام طور پر سرکہ میں ملا کر لیبیا کیا جاتا ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے غرارے کرنے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے اور دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے بعلوں کی بدبو مٹانے کے لیے اس میں پھسکڑی ملا کر الکحل یا شراب میں حل کر کے استعمال کیا ہے۔ پیرونی استعمال کے لیے الکحل یا شراب کی بجائے سپرٹ بھی ویسی ہی مفید ہے۔ یہی نسخہ گنج پر لگاتے سے بال پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کا پانی نکال کر اگر ناک میں ٹپکایا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ درختوں سے حاصل ہونے والا یہ گوند پہلے گول گول دانوں کی شکل میں ہوتا

ہے۔ پھر یہ دانے آپس میں جڑ کر ایک بڑا ٹکڑا بنا لیتے ہیں۔ باہر سے یہ دانے بھورے
سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور اندر سے سفید ہوتے ہیں۔ خوشبودار ہیں اور
ذائقہ تلخ۔

کیمیائی تجزیہ

ابتدائی تجزیہ کے مطابق اس میں گوند کی مقدار ۶۰-۴۰ فیصدی کے درمیان
فرازی تیل ۱۰-۲ فیصدی۔ بیروزہ ۵۰-۲۷ فیصدی اور اس کے علاوہ ایک کڑوا و اعفر
شامل ہے۔ اس میں روشن بلسان کے اجزاء ۵۰ فیصدی ملتے ہیں اور اس کے علاوہ
خوشبودار اجزاء میں BENZYL BENZOATE ہوتا ہے یہ وہ منفرد دوائی ہے جو متعدی
قسم کی خارش پر تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ بازار میں متعدد دوا ساز اداروں کی طرف اس
دوائی کا دس فیصدی محلول مقامی طور پر لگانے کے لیے عام دستیاب ہے۔ جسے
صرف ایک مرتبہ رات کو لگاتے سے خارش کی یہ قسم SCABIES جاتی رہتی ہے۔
اس کے علاوہ مریں BENZYL CINNAMATE ملتا ہے۔ ۱۵-۱۲ فیصدی
مقدار میں CINNAMIC ACID ملتا ہے۔ جبکہ ۵-۶ فیصدی ایک خوشبو VANILIN
ملتی ہے۔ اس میں موجود بیروزہ خالص شکل میں نہیں ہوتا بلکہ وارچینی کے اجزاء کے
ساتھ اس طرح مرکب ہے کہ پانی میں حل ہو جائے۔ بیروزہ ہی کی ایک الکحل۔
TOLURECINOTANNOL پائی جاتی ہے۔ یہ چاروں اجزاء روشن بلسان اور گوگل
میں بھی ملتے ہیں۔ اس لیے اپنے جملہ اثرات کے اعتبار سے مریں سے قریب
ترین واقع ہوئی۔ بلکہ ایک لحاظ سے یہ بلسان لوبان اور گوگل سے زیادہ مؤثر ہے۔
کیونکہ اس میں لوبان کے تمام اجزاء کے ساتھ ساتھ وارچینی سے مرکب عناصر
بھی ملتے ہیں۔ جن کا دافع بعض اثر دوسری چیزوں سے بہتر ہے۔

اس میں گوگل کی طرح MYRCENE — DIMYRCENE

۱۱% ۶۴%

POLYMYRCENE معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

نڈکارنی کے مشابہہ کے مطابق اس میں دو قسم کے فرازی تیل VOLATILE

OILS پائے جاتے ہیں۔ جو حجم کے لحاظ سے مڑکی کل مقدار کا ۱۰%

ہوتے ہیں۔ پیروزہ چوتھائی سے نصف کے برابر۔ گوند کے علاوہ ایک GLUCO SIDE

بھی پایا جاتا ہے۔ فرازی روغن میں دارچینی اور کاربالک ایسڈ کی قسم کے مرکبات ہوتے ہیں۔ جبکہ غیر نامیاتی مرکبات میں کلیم کے فاسفیٹ اور کاربونیت، ایوشیم۔

سلیکا۔ فولاد بھی موجود ہوتے ہیں۔

جدید مشاہدات

مراپنی کیمیاوی ساخت اور اجزاء کی بنا پر دافع تعفن، مخرج بلغم مدر ایبول و حیض ہے۔ ان افعال کی بنا پر اسے ان تمام زخموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں سوزش اور بدبو پائی جاتی ہو۔ منہ اور زبان کے زخموں کے لیے غرارے مفید ہیں۔ اندرونی استعمال میں مزمن سعال، دمر، منانہ کی سوزش اور فولاد کے مرکبات کے ساتھ حیض کی کمی اور کاوٹ میں دیتے ہیں۔ خاق میں اس کے جوشاندہ کے غرارے اور ۲ گرام کی خوراک شہد کے ساتھ مفید ہے۔

طیب جدید میں اس کا ٹینکچر TR. MYRRH کے نام سے غراروں اور اندرونی سوزش اور خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش کے لیے مستعمل ہے۔

اطباء جدید نے بھی اس کے دافع تعفن اثر، مخرج، بلغم صلاحیت کا اعتراف کیا ہے۔ چونکہ یہ مقامی طور پر قابض ہے اس لیے مسوڑھوں پر لگانے والی ادویہ

میں مڑ ایک اہم جزو ہوتی ہے۔

درخت سے علیحدہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد یہ گوند سخت ہو جاتی ہے۔ منگی اور در آمدی چیز ہونے کی وجہ سے بازار میں خالص مڑ آسانی سے میسر نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں گوگل کی ملاوٹ عام ہے۔ جہاں تک اس کے طبی فوائد کا تعلق ہے گوگل سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے افعال میں اس کے قریب ترین ہے۔

متہ پکنے یا مسوڑھوں اور ہونٹوں پر زخموں کے علاج میں عرق گلاب کے ساتھ اس کا جوشاندہ یا بھارتی ماہرین کے بقول مڑ کے ساتھ گلاب کی پتیاں ڈال کر اسے دس منٹ پکالینا کافی ہوتا ہے اور یہ متہ میں ہر قسم کے زخموں حتیٰ کہ آتشک کے زخموں میں بھی مفید ہے۔

اسے مرکب صورت میں پرانی کھانسی۔ دمر۔ اور ان امراض میں جب بلغم آسانی سے نہ نکلتی ہو استعمال کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس کے اندرونی فوائد کافی ہیں۔ مگر ذیلی اثرات کی بنا پر اس کا صحیح مصرف خارجی استعمال تک محدود رہتا چاہیے۔ اسے سرکہ اور کبھی زیتون کے تیل میں ملا کر پرانی خارش کے لیے نہایت اچھے اثرات کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ SCABIES کے لیے یہ بہترین مرہم ہے۔

مربطور جراثیم کش دھونی :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکوبیادی طور پر گھروں میں دھونی دینے کے لیے حب الرشاد اور صغتر کے ساتھ مرکب میں تجویز فرمایا ہے۔ یہ تینوں اور نہایت عمدہ قسم کی جراثیم اور کرم کش ہیں۔ اس لیے جس گھر میں ان کی دھونی دی جائے گی۔

وہاں پر موجود بیماریوں کے تمام جراثیم ہلاک ہو جائیں گے۔ تمام حشرات
مرجائیں گے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ محفوظ دوائی ہونے کی وجہ سے
اہل خانہ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ دھوئی اور سپرے والی تمام اودوینہ زہریلی
ہوتی ہیں۔

مشہور مرکبات : حب مدر سفوف اربعہ TR. MYRRH

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

میں مڑ کے مرکب کو آلات تنفس کی سوزش میں پسند کیا جاتا ہے۔ وہ مرضی جن
کی بلغم زیادہ اور گاڑھی ہو اس سے فائدہ پاتے ہیں۔ ناک کے اخراج میں لسی اور
گاڑھاپن کے ساتھ بدبو میں مفید ہے۔ ایگزیمیا ٹھیک ہوتا ہے۔ سعال مزمن اور
سل کے ان مریضوں کو جن کو رات میں پسینے آتے ہوں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔
پیشاب کم آئے اور اس کے نیچے تہ جم جائے تو یہ مفید ہے۔ مقامی طور پر گندے
زخموں اور خارش میں لگانی مفید ہے۔

مرزنجوش — مرزنجوش — مروا

ORIGANUM MAJORANA

فارسی میں اسے مرزنجوش کہتے ہیں۔ اصل نام مرزہ گوش بیان کیا جاتا ہے۔ علم الادویہ کی کتابوں میں اسے ”دوتا مروا“ لکھا گیا ہے۔ جو کہ دوا دویہ کے نام کا مغالطہ ہے۔ ہندی طبیب اسے ”مروا“ بیان کرتے ہیں۔ مرزہ فارسی میں چوہے کو کہتے ہیں جبکہ گوش کا مطلب کان ہے۔ اس کے پتے چونکہ چوہے کے کان سے مشابہت رکھتے ہیں اسی لیے لوگوں نے اسے چوہے کتی یا مرزنجوش قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی مشابہت چوہے کے کان سے نہیں ہوتی بلکہ یہ سدا بے مشابہت ہے اور باغوں میں بطور خوشبودار روئیدگی کے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت اونچائی میں دو سے تین میٹر تک ہوتا ہے۔ ہندی میں اسے ستر کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ نباتات کے مطابق دوسری چیز ہے۔

اس کا ایک قریبی وزحنت *ORIGANUM VULGARE* جو ستر کہلاتا ہے۔ جسے انہی کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے مرزنجوش کی جنگلی قسم قرار دیتے ہیں۔

یہ درخت مغربی ایشیا، بھارت اور ہمالیہ کی ترائی میں واقع گرم علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں گھروں کی زیبائش کے لیے لگایا جاتا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالمرئینجوش فانه جید للخشام
 یہ حدیث محمد بن احمد ذہبی نے حوالہ کے بغیر اپنی الطب النبوی میں بیان کی
 ہے۔ جبکہ امام ابن القیم نے بھی اپنی الطب النبوی میں حوالہ اور سند کے بغیر اسی
 روایت کو انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔
 (تمہارے لیے مرزنجوش موجود ہے۔ یہ زکام کے لیے بڑی مؤثر دوائی ہے)

مخدین کے مشاہدات

دماغ کی رکاوٹیں گھول دیتا ہے۔ زکام کو تحلیل کرتا ہوا بندناک کو کھولنے کے
 بعد اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ اس کی خوشبو زکام کی بندش
 کو کھول دیتی ہے۔ اسی خوشبو سے جہاں ہوا نزلہ پتلا ہو کر بہ جاتا ہے۔ پھیپھڑوں سے
 جھی ہوئی بلغم کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ اس کا لیپ پرانی دردوں اور خاص طور پر
 جوڑوں کے درد اور سوجن میں مفید ہے۔ اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے نیچے لگی
 ہوئی چوٹ پر لگائے جائیں اگر کسی اور جگہ بھی چوٹ لگنے سے نیل پڑ گیا ہو تو اس
 مقام پر بھی پتوں کے لیپ سے رنگ اتر جاتا ہے۔ مرزنجوش کے پتوں کو سرکہ میں
 گھوٹ کر بچھو کے کاٹے پر لگایا جائے تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا تیل لگانے
 سے کمر اور گھٹنوں کی درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان کا دم اتر جاتا ہے۔ اگر کوئی اسے
 باقاعدہ سونگھتا رہے یا تھوڑی دیر اس کے درخت کے نیچے بیٹھا کرے تو اس کی
 آنکھوں میں موتیا نہیں اترتا۔

اس کے پتوں کو بادام روشن کے ساتھ گھوٹ کر پلانے سے دماغ میں اگر
 انجامد خون سے کہیں رکاوٹ آگئی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ یہی مرکب پرانے درد سر
 اور شقیقہ میں مفید ہے۔

اطیاء قدیم کے مشاہدات

یہ سدوں کو کھولتا ہے۔ رطوبتوں کو جذب کرتا ہے۔ اس کے سونگھنے سے زکام ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا جو شانہ کھانسی زکام کو دور کرتا ہے۔ مایخولیا میں فائدہ کرتا ہے۔ اس کے پینے سے گردے اور مثانے کی پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ اسے دودھ میں ملا کر پینے سے سرد در دور ہو جاتا ہے۔ لقوقہ اور سرگی میں فائدہ ہوتا ہے یہی جو شانہ شراب کا نشہ اتار دیتا ہے۔ سینتر کے عضلاتی اور اعصابی دروں میں فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ٹپکانے سے ابتدائی مونیا بند ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نظر کی کمزوری دور ہوتی ہے۔

اس کے پتوں کے سفوف میں نمک ملا کر چاٹنے سے منہ سے زیادہ ٹپکنے والی رال ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کا جو شانہ دمہ کی شدت کو کم کرتا ہے اور جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے۔ بلغمی پتی میں نافع ہے۔

گیلاتی کنتا ہے کہ مرزنجوش کا لیب آنکھوں کی سوزشوں اور ورم میں مفید ہے۔ مرزنجوش کے تازہ پتوں کو گھوٹ کر ان کا رس نکال کر اس میں ہم وزن روغن زیتون ملا کر اسے ہلکی آبخ پر اتنا پکائیں کہ پانی سوکھ جائے یہ مرزنجوش کا تیل ہے۔ جسے درد ورم اور نیل والی جگہوں پر لگایا جاسکتا ہے۔

کیمیاءوی تجزیہ

اس میں بناتاتی جوہروں کے علاوہ ایک فرازی تیل OLEUM

MARJORANAE کے علاوہ تارپین اور ایک کرٹوا جوہر ہوتا ہے۔ فرازی تیل پانی کی بجائے الکحل اور ایٹھر میں حل پذیر ہے۔ اس میں مقامی طور پر دوران خون

کو بڑھانے۔ جلد کو گرمی پہنچانے والی تمام صفات موجود ہیں جو فرازی تیلوں —
VOLATILE OILS کا خاصہ ہیں۔

جدید مشاہدات

بھارتی پنجاب کے عادی نشے باز بھنگ کے ساتھ مرزنجوش ملا کر اسے حقہ
میں پیتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے پودینہ کی طرح کی خوشبو آتی ہے۔
مرزنجوش اپنے اثرات کے لحاظ سے کاسرا ریح، آنتوں کے جراثیم کو مارنے
والا، محرک، پسینہ لانے والا، حیض کو جاری کرنے والا اور مقوی پورا ہے۔

مرزنجوش کا فرازی تیل خوشبو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے دوسے
تین قطرے کسی چیز میں ملا کر پیتے سے ریح نکل جاتے ہیں۔ سونگھنے سے دل
ڈوبنے اور زکام میں فائدہ ہوتا ہے۔ تیل سے ماہواری کا درد جاتا رہتا ہے۔ پیٹ
سے قویج کا درد جاتا رہتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قویج آنتوں میں رکاوٹ پانڈکس
گردوں کی خرابیوں اور پتہ میں پتھری سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے میں مناسب
تشخیص کے بغیر مرزنجوش کا تیل یا کوئی اور محرک دوائی خطرناک نتائج کا باعث
ہو سکتی ہے۔

روغن مرزنجوش میں تھوڑا سا زیتون یا تلوں کا تیل ملا کر جوڑوں کے درد میں مالش
کرتے ہیں۔ کان میں ٹپکانے سے کان کا درد کم ہو جاتا ہے۔ پیٹ پر گرم کر کے
ہلکے ہاتھ سے ملنے سے ریح خارج ہو جاتے ہیں۔ سر کے اطراف میں اس کی
مالش سے درد شقیقہ جاتا رہتا ہے۔ اگر خالص تیل بیسرنہ ہو تو پتوں کو گھوٹ کر روغن
زیتون کے ساتھ ابال کر چھان کر تیل حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ایک پاؤ پتوں کو اڑھائی سیر پانی میں پکا کر اس کا جو شانہ تیار کیا جاتا ہے۔

جسے اندرونی تکالیف کے لیے ایک سے دو بڑے چھچھوں کی مقدار میں کھانے کے بعد دن میں دو سے تین مرتبہ دیا جاسکتا ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس میں مرزنجوش کو مختلف طاقتوں میں جلق سے پیدا ہونے والی خرابیوں میں بڑی کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے چھاتیوں کا ورم جانا رہتا ہے۔

منقہ — زبیب

RAISINS

VITIS VINIFERA

منقہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ چھوٹے انگور کو سکھائیں تو کشمش بنتی ہے۔ اور بڑا انگور سوکھ کر منقہ بنتا ہے۔ انگوروں کو سکھانے کا رواج ان ممالک میں ہے جہاں انگور کی پیدائش ان کی مقامی ضروریات سے زیادہ ہوتی ہے یا ایسے علاقوں میں جہاں پر پیدا ہونے والی فصل مندلیوں تک پہنچانا ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ایران افغانستان اور چترال کے دور افتادہ علاقے۔ ہر علاقہ میں رنگ اور ماہیت جدا ہوتی ہے۔

یوں تو انگور دنیا کے اکثر سرد ممالک میں ہوتا ہے۔ یورپ میں فرانس جرمنی۔ سپین وغیرہ میں لاکھوں ٹن پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان کی اکثریت بد مزہ اور کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس لیے یورپ کا انگور زیادہ طور پر شراب سازی میں استعمال ہوتا ہے۔

ہندو پاک میں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا انگور لذیذ اور پورے ایشیا میں مقبول ہے۔ انگور کا پودا درخت کی بجائے پیل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ پھل گچھوں کی شکل میں لٹکتے ہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات

قرآن مجید میں انگور کا ذکر ۱۱ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اسے بہترین پھل

پر ہمیز گاروں کے لیے انعام کے طور پر ذکر فرمایا گیا۔

ایود احد کمان تکون له جنت من نخیل و اعناب
تجری من تحتها الانہر له فیہا من کل الثمرات
(البقرۃ)

تم میں سے ہر کوئی چاہے گا کہ اس کے پاس ایسے باغات ہوں جن میں
کھجور اور انگور ہوں۔ نیچے نہیں چلیں اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں،
ینبت لکم یہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن
کل الثمرات ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون۔

(النحل - ۱۶۰)

وہ اسی پانی سے ہر قسم کے اناج - زیتون - کھجور - انگور اور ہر قسم کے پھل
اگاتا ہے جس میں غور کرنے والوں کے لیے پنہاں علامات ہیں،
ان للمتقین مغازا حدائق و اعنابا و کواعب اترابا و
کاسا رہا قاتا۔ (النبا)

پر ہمیز گاروں کے لیے جنت میں بہترین دلچسپی کے لیے باغ - انگور، ہم نم
لڑکیاں اور لبریز جام ہیں)

انگور اور دوسرے پھل قدرت کا تحفہ ہیں۔ یہ ان پھلوں میں سے اس جوڑا
بازوں کو انعام کے طور پر جنت میں دیئے جائیں گے۔ لیکن انسان کی کجروی کا عالم
بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا۔

(النحل : ۶۷)

(اور پھلوں میں سے کھجور اور انگور کو تم مسکرات بنانے میں استعمال

کرتے ہو،

کُتب مقدسہ کے ارشادات :

انگور کا ذکر توریت۔ اور انجیل میں مختلف مقامات پر ۸۲ مرتبہ آیا ہے۔
..... اور اپنے تاکستانوں کا پھل توڑا اور انگوروں کا رس نکالا اور خوب
خوشی منائی۔ (قضاة - ۲۷ : ۱۱)

جب کسی اچھی چیز کا ذکر آیا یا ناقابل تلافی نقصان کی نوعیت مذکور ہوئی تو فرمایا۔
تیرے انگور اور انجیر گل جائیں گے۔ (یرمیاہ ۱۷ : ۱۵)
نقصان کی شدت کے بیان میں پھلوں کے نقصان کو بطور مثال عظیم ترین بتایا
گیا۔

..... میں اسی کے انگور اور انجیر کے درختوں کو جن کی بابت اس نے کہا ہے
یہ میری اجرت ہے جو میرے یاروں نے مجھے دی ہے۔ ان کو برباد کر دوں گا
ان کو جنگل بنا دوں گا۔ (ہوسیع ۱۲ : ۲)

جب اچھے پھلوں کی مثال دینی ہوئی تو یہی سامنے آتے ہیں۔
اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو
سکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔

(یعقوب ۱۲ : ۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی :

حضرت تمیم الداریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منقہ کا تحفہ پیش
کیا۔ اپنے ہاتھوں میں لے کر انہوں نے فرمایا۔

كلوا فنعم الطعام الزبيب يذهب التعب، ويطفي
الغضب، ويشد العصب، ويطيب النكهة ويذهب
البلغم ويصفي اللون - (ابونعيم)

(اسے کھاؤ کہ یہ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن کو دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے
اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چہرے کو خوبصورت کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ اور
چہرے کی زنگت کو نکھارتا ہے۔

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من اكل كل يوم احدى وعشرين نايبة حساء لم
يحد في جسده ما يكره -

(جس نے روزانہ منقہ سرخ کے اکیس دانے کھائے وہ ان تمام بیماریوں سے
محفوظ رہے گا جن سے ڈر لگتا ہے)۔

سعید بن زیاد اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔

نعم الطعام الزبيب يشد العصب ويذهب بالوصب
ويطيب النكهة ويذهب بالبلغم ويصفي اللون ؟

(ابن السنی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر۔ الدیلمی والنخعی)

یہ روایت تمیم الداریؓ سے تقریباً انہی الفاظ میں ابونعیم نے بیان کی ہے۔ محدثین
کی تحقیق میں سعید بن زیاد کا شجرہ بن قائد بن زیاد بن ابی ہند الداری ہے۔ انہوں نے
یہ واقعہ بھی اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے منقہ کے بارے میں تقریباً یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
منقول ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بالزبيب فإنه يكشف المرّة ويذهب بالبلغم
وتشد العصب ويذهب بالعياء ويحسن الخلق ويطيب
النفس ويذهب بالهم۔ (ابونعيم)

دمنہارے فائدہ کے لیے منقہ موجود ہے۔ یہ رنگ کو نکھارتا۔ بلغم کو نکالتا۔ اعصاب
کو مضبوط بناتا۔ کمزوری کو دور کرتا۔ مزاج کو خوشگوار بناتا۔ سانس کو خوشبودار کرتا اور غم
کو دور کرتا ہے۔

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا منقہ کو پانی میں
بھگو کر اس کا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتقعه له الزبيب
فيشربه في اليوم والغدا وبعد الغدا ثم يأمر به
فيسقى۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگو یا جاتا تھا۔ وہ یہ شربت اس روز
پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز بھی۔ بقایا دوسروں
کو دے دیتے تھے۔ ایک اور روایت میں بچا ہوا ملازمین کو دے دیا جاتا تھا
منقہ کے استعمال کی ہدایات میں ارشاد ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت
کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزبيب واطرحوا عجمه، فان في عجمه داء و
في لحمه شفاء۔ (ذہبی)

دمنقہ کھایا کرو۔ مگر اس کا پھلکا اتار دیا کرو۔ کیونکہ اس کے پھلکے میں
بیماری اور گودے میں شفا ہے۔

غالباً اسی کی وجہ یہ رہی کہ مٹھاس کی وجہ سے مکھیوں کی غلاظت چھلکے پر لگی رہتی ہے۔ اس لیے کھانے سے پہلے اسے اتار دیا جائے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع بین التمد والزیب فی النقع۔ (بخاری)

دھلکونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی برتن میں کھجور اور منقہ کو جمع کرنے سے منع فرمایا۔

محدثین کے مشاہدات :

امام زہری کہتے ہیں کہ جس کسی کو حدیث حفظ کرنے کا شوق ہو وہ منقہ کھائے وہ خود سید نہیں کھاتے تھے۔ اور اسے بطور غذا کے کھجور سے بہتر گردانتے تھے۔ کہتے تھے کہ جو کوئی منقہ کے ساتھ پتہ لوبان کا چھلکا بنا منہ کھائے اس کا ذہن قوی ہو جاتا ہے۔

ذہبی کی دانست میں منقہ پیاس لگانا۔ جسم میں حدت پیدا کرتا۔ لاغر جسم کو موٹا کرتا اور اس کے بیج معدہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ اتار کے دانوں کے ساتھ منقہ کا خاندہ ہاضمہ کے لیے مفید ہے۔

ابن قیم کی تحقیقات کے مطابق کشمش سے منقہ بہتر ہے۔ اس کا گودا، پھیپھڑوں کے لیے اکیر ہے۔ پرانی کھانسی میں فائدہ دیتا۔ گردہ اور مثانہ کے درد دور کرتا ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا اور معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ جگر اور تلی کو طاقت دیتا ہے۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔

اگر اسے بیجوں کے بغیر کھایا جائے تو یہ بہترین غذا ہے۔ اور اگر اس کے بیج بھی کھائے جائیں تو پھر یہ معدہ۔ جگر اور تلی کو اپنے اصل حجم پر واپس لاتا ہے۔

بلغم کو نکالتے کے بعد اس کی آئندہ پیدائش کو کم کرتا ہے۔ اس کا گودا نکال کر اگر ہلتے ہوئے ناخنوں پر لگایا جائے تو ان کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

ابن ماسویہ نے انگور کو تمام میوؤں سے افضل قرار دینے کے بعد کہا ہے کہ جب وہ درخت پر پورا پک جائے تو اس کے بعد کھایا جائے۔ یہاں پر اطباء کا اختلاف ہے۔ بعض استاد پتلے چھلکے والے انگور کو فوراً کھانے کی تاکید کرتے ہیں جبکہ دوسرے موٹے چھلکے والے کو کچھ دن پڑا رہنے کے بعد قابل استعمال قرار دیتے ہیں۔ زردی کتنا ہے کہ روٹی کے ساتھ انگور کھانے سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد تخیر نہیں ہوتی۔ اگر انگور کے خوشوں پر زیتون کا تیل لگا دیا جائے تو ان پر بھڑی نہیں آتی۔ یہی عمل آج کل بازار میں ملنے والی کھجوروں پر کیا جاتا ہے۔ رہڑیوں والے کھجوروں پر کوئی بدبودار تیل مل دیتے ہیں جس سے ان پر مکھی نہیں بیٹھتی۔

انگور کا ذکر یونانی دیو مالہ میں دیوی سس کے حوالہ سے اور بھارتی دیو مالہ میں اندر دیوتا کے ذریعہ ملتا ہے۔ جس نے لوگوں کو انگور سے شراب بنانے کا طریقہ سکھایا۔ انگور سریرج المضم ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ انگور سے پتے والا خون انخیر سے ہلکا اور کم ہوتا ہے۔ دوسرے اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کا پوسٹ اگر گل جائے تو پھر یہ انخیر سے بھی زیادہ بہتر مولد خون صالح ہے جگر کو قوت دیتا ہے۔ اعضاء کی سستی کو دور کرتا ہے۔ اس کا گودا تکر کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو پیاس کو کم کرتا ہے۔

اس کے مقامی استعمال میں ویدوں نے قرار دیا ہے کہ انگور کی پیل کی لکڑی

کو جلا کر اس کی راکھ پانی میں گھول کر پینے سے گردے اور مثانہ میں پتھری کی پیدائش رک جاتی ہے۔ اس کے لیپ اور پلانے سے جسم کے اکثر ورم اتر جاتے ہیں۔ بواہیر کے مستے اتر جاتے ہیں۔ اسی راکھ کو سرکہ میں ملا کر لگانے سے باؤے کتے کے کاٹے کا زخم بے ضرر ہو جاتا ہے۔

(نوٹ) یہ عمل تجربہ شدہ نہیں ہے۔ اس لیے کتا کاٹے جیسی مہلک بیماری میں تجربہ کرنا خطرناک ہوگا۔

منقہ کا عصارہ انثراب کے خمار کو رفع کرتا ہے۔ اگر اسے آگ میں پکا کر جوشاندہ بنا لیا جائے تو اس کے غرارے حلق کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ پینے سے خونی قے اور نکیر میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا لیپ بواہیر کے خون کو بند کرتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے۔

انگور معدہ کے لیے مقوی ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا لعاب آگ پر گاڑھا کر کے اس میں میٹھی اور انجیر ملا کر شہد کے ساتھ دینے میں پرانی کھانسی کا بہترین علاج ہے۔ مغز بادام کے ساتھ خفقان کو نافع ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔ جو کے پانی کے ساتھ منقہ ابال کر دینے سے پیشاب آور ہے اور گردہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔

اطبار قدیم کے ان مشاہدات کو دیکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جتنے بھی فوائد ارشاد فرمائے ان میں سے ہر ایک کی تصدیق موجود ہے جبکہ ان میں سے اکثر اس امر سے آشنا نہ تھے کہ سرکار نے اس کی کیا افادیت بیان فرمائی۔

کیمیائی ترکیب :

حکومت ہند کے ایگریکلچرل کیمسٹری نے اس میں قابل خوراک اجزاء کی

موجودگی ۹ فیصدی قرار دی ہے۔ اس میں معدنی نمکوں کے علاوہ تمام وٹامین گلوکوس فولاد۔ فاسفورس کیلیم۔ آکسیلک اور ٹارٹرک ایسڈ پائے جاتے ہیں۔ اس کے بیجوں میں ایک تیل چکنائی اور ٹینک ایسڈ ملتے ہیں۔ جبکہ چھلکے میں زیادہ طور پر ٹینک ایسڈ ہوتا ہے۔ اس میں شکر کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ شکر جسم میں جا کر نقصان نہیں دیتی۔

حیدر تحقیقات :

انگور میں غذائیت اور جوہر کافی ہیں۔ اس لیے جسم کو قوی کرتا ہے۔ بہترین غذا اور جلد معتم ہونے والا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ پیاس کو رفع کرتا ہے۔ بخاروں کو دور کرتا۔ دق۔ نزہ۔ زکام اور کھانسی کے مریضوں کے لیے ایک مفید غذا ہے۔ تلبین شکم کرتا ہے۔ مقوی قلب ہونے کی وجہ سے خفقان اور ضعف قلب میں مفید ہے۔ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح یہ پانی پینے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔

منقہ کے پانی والا نسخہ چارتی حکومت کے شعبہ طب یونانی نے شائع کیا ہے اور یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ منقہ کو پانی میں بھگو کر اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

گر جاگھروں میں دیئے جانے والے متبرک پانی میں بھی منقہ بھگو کر دیا جاتا ہے طب یونانی میں منقہ جو شانڈوں کا اہم جزو رہا ہے اور معجون زہیب کے نام سے ایک مشہور مرکب اب بھی دواخانوں میں ملتا ہے۔

انگور اور شراب۔

ہندو دیوی مالاکے مطابق انسانوں کو شراب بنانے کا علم اندر دیوتانے سکھایا

تھا۔ اس لیے ان کے عقیدہ میں شراب یا سوم رس پینا اچھی بات ہے۔ عیسوی تعلیمات میں بھی شراب حرام ہے۔ مگر پادریوں نے تو صیحات کے ذریعہ انگور کی شراب کو مذہبی رسوم میں داخل کر لیا۔ شراب کے متعلق دنیا کے کسی مذہب نے کوئی واضح ہدایت نہیں دی۔ اس لیے ان کے ماننے والے چاہیں تو شراب نوشی کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی اہم حقیقت اس طرح بتیر ہے۔

عن طارق بن سوید الحضرمی قال قلت یا رسول اللہ ان
بارضنا اعنا یا نعتصرها فتشرب منها؟ قال لا فراجعته
قلت: انا نستشفى للمریض قال ان ذلك ليس بشفاء،
ولكنه داء۔ (مسلم۔ ابوداؤد، ترمذی)

طارق بن سوید حضرمیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک
میں انگور ہوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر پی لیں؟ فرمایا: "نہیں" پھر کہا
کہ ہم اس سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا اس میں تو ہر
گز شفا نہیں بلکہ یہ بذاتِ خود بیماری ہے۔
ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

من نداوی بالخمیر فلا شفا کا اللہ (ابونعیم۔ فتح الکبیر)

جس کسی نے شراب سے علاج کیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی
شفا نہیں۔

اطباء قدیم کے اکثر نسخوں میں شراب سرنج اور برانڈی کا ذکر ملتا ہے مگر
تجربات سے یہ بات اطباء کو بھی واضح ہو گئی کہ شراب کو کسی بھی علاج میں کوئی
برتری حاصل نہیں۔ قرآن مجید نے طبیب کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ وہ علاج

کے لیے کسی بھی ایسی چیز کو استعمال کر سکتا ہے جو اسلام نے حرام قرار دی ہو۔ اجازت اپنی جگہ قائم ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اپنا منشا ہدہ شامل فرما دیا کہ۔ حرام چیزوں میں شفا نہیں۔ شراب کسی بیماری کا علاج نہیں بلکہ بیماریوں کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔

یورپ میں انگور کا زیادہ تر صرف شراب بنا رہا ہے۔ اس شراب کو کشید کر کے برانڈی بنتی ہے۔ برانڈی کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سردی زکام۔ کھانسی اور نمونیہ کا بہترین علاج ہے۔ طب جدید میں برانڈی سے SPIRIT VINUM GALICI کے نام سے استعمال ہوتی رہی ہے۔ اب کی تحقیقات یہ ہے کہ برانڈی دینے کے بعد پھیپھڑوں کا دفاعی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ شراب کا ایک گلاس بھی گردوں میں ورم پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا ہر گھونٹ دماغ کے خلیوں کو ضائع کرتا ہے اور یہ خلیے دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس لیے شراب کا ہر گھونٹ۔ دماغی صلاحیت اور یادداشت کو مستقل طور پر خراب کرتا ہے۔ شراب جگر اور معدہ کے لیے زہر ہے۔ ان نقصانات کی موجودگی میں یہ کسی بیمار جسم کے لیے کسی فائدے کی باعث نہیں ہو سکتی۔

ایران میں منقہ سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی تھی جسے ”عرق“ کہتے تھے۔ اس کا نشہ دوسری شرابوں سے تیز اور اسی مناسبت سے اس کے نقصانات بھی دوسروں سے زیادہ ہوتے تھے۔ سنا ہے اب یہ نہیں بنتی۔ جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ شراب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کتنے صحیح اور اہم اصول علاج ہیں۔

میٹھی — حلبہ

TRIGONELLA GRACECUS
FOENUM

میٹھی عام پر کاشت کی جاتی ہے۔ خود زو پودے کم ہوتے ہیں۔ گرم ممالک ہی میں نہیں بلکہ سرد ممالک میں بھی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ انگریزی میں اسے FUNEGREEK کہتے ہیں۔ تازہ میٹھی اتنی خوشبودار نہیں ہوتی مگر جب اسے سکھایا جاتا ہے تو خوشبو آنے لگتی ہے۔ خوشبو کا تعلق کاشت کے علاقہ سے بھی ہے۔ مثلاً پنجاب میں قصور کی میٹھی اور وہ بھی ایک خاص علاقہ کی، دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔

احادیث نبویؐ

قاسم بن عبد الرحمانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استشفوا بالحلبة (ابن القیم۔ فی الطب النبوی)

(میٹھی سے شفا حاصل کرو)

اس ضمن میں ایک اور حدیث بھی مذکور ملتی ہے اسے ابن القیمؒ نے اطباء

کا قول قرار دیا ہے جبکہ ذہبیؒ نے اسے حدیث میں بیان کیا ہے۔

لو تعلم امتی ما فی الحلبة لاشتروها ولو بوزن نھا

ذہباً۔

(میری اُمت اگر میتھی کے فوائد کو سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم وزن

خریدنے سے بھی دریغ نہ کرے)

مکہ معظمہ کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے تو عمارت بن کلدہ حکیم نے ان کے لیے ”فریقہ“ تیار کرنے کی ہدایت کی جس میں کھجور، جَو کا دلیا اور میتھی پانی میں اُبال کر مریض کو نہار متہ شہد ملا کر گرم گرم پلا یا جائے۔ یہ نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اسے پسند فرمایا اور مریض کو شفا ہو گئی۔ محدثین نے لکھا ہے کہ کھجور کی جگہ انجیر بھی شامل کی جاسکتی ہے مگر دونوں کی شمولیت اس لیے ممکن نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو ایک ہی نسخہ میں جمع کر دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نسخہ میں ملٹھی بھی تھی۔

محدثین کے مشاہدات

میتھی کا جو شاندار حلق کی سوزش، ورم اور دکھن کے لیے بہت مفید ہے۔ سانس کی گھٹن کو کم کرتا ہے۔ کھانسی کی شدت دور ہوتی ہے اور معدہ میں اگر جلن ہو تو جاتی رہتی ہے۔ میتھی کا یہ اثر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ کھانسی کے علاج میں استعمال ہونے والی تمام دوائیں معدہ میں خیرشس پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے پرانی کھانسی کے تمام مریضوں کو معدہ میں جلن اور بدہمتی کی شکایت رہتی ہے۔ طبِ نبویؐ میں میتھی اور سفرجل ایسی منفرد دوائیں ہیں جو کھانسی کو ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ معدہ کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔

میتھی سے ریاخ خارج ہوتے ہیں۔ بوا سیر کی شدت میں کمی آتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی سوزش نہ صرف کہ دور کرتی ہے بلکہ آئندہ کے لیے بھی بچاؤ کرتی

ہے۔ اگر اس کے جوشاندہ سے سردھوئی تو سرکی خشکی کم کرتی ہے۔ ایک اور روایت کے مد نظر میتھی کے ساتھ جب الرشاد کو شامل کیا گیا تو نہ صرف کہ سیکری کو فائدہ ہوا بلکہ بال کرنے بھی کم ہو گئے۔
میتھی کو پیس کر موم کے ساتھ ملا کر اگر سینہ پر لپیپ کیا جائے تو چھاتی کے درد میں مفید ہے۔

کیمیائی ساخت

اس کی ساخت میں قدرت نے لحمیات اور ان کے ایمونیائی ترشوں کا تناسب اس خوبصورتی سے قائم کیا ہے کہ اپنی ہیئت کے لحاظ سے یہ دودھ کے قریب ترین ہے۔ اس میں فاسفیٹ کے علاوہ فولاد کی ایک ایسی نامیاتی قسم پائی جاتی ہے۔ جو پیٹ کو خراب کیے بغیر فوراً ہی جذب ہو کر جسم سے خون کی کمی دور ہو جاتی ہے۔ اس میں مختلف قسم کے الکلائڈ ہوتے ہیں ان میں سے ایک TRIGONE — LLINE ہے۔ جو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے نمکیات پیشاب آور ہیں اور اس میں ایسے لیسدار مادے پائے جاتے ہیں۔ جو جھلیوں کی سوزش پر سکون اور اثرات رکھتے ہیں۔ اس طرح گردوں کی سوزش کو کم کرتی ہے۔

ایک امریکن محقق P. BLUM نے معلوم کیا ہے کہ اپنے اجزاء اور ہیئت ترکیب کے لحاظ سے یہ مچھلی کے تیل کا مکمل نعم البدل ہے۔
بھارتی ماہرین نے بلوم کی تائید کے ساتھ ساتھ یہ قرار دیا ہے کہ بعض اوقات اس کے اثرات مچھلی کے بگڑے تیل سے بھی بہتر ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ مچھلی کے تیل کے اہم اجزاء میں وٹامن و اورڈ، شامل ہیں جبکہ اس میں LECITHIN کافی

مقدار میں موجود ہے۔

فوائد اور استعمال

یہ بنیادی طور پر پیشاب آور مخرج بلغم ہے اس لیے گردوں کی سوزش میں جب پیشاب کم آ رہا ہو تو پیشاب لاتی ہے۔ اسی طرح بلغم نکلتی ہے پھپھڑوں کی اندرونی جھلی کی تندرستی کی نگہداشت کرتی ہے۔ بلغم نکلنے کے لیے ساتھ ساتھ جھلیوں کو توانائی دیتی ہے جس سے وہ آئندہ ملتبہ ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔

میٹھی کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ اس کے پتے اور شاخیں سکھا کر کام میں لانا ہے۔ دوسرا طریقہ میٹھی کے بیج استعمال کرنا ہے۔ بھارتی محقق بیجوں کو پتوں سے زیادہ مفید قرار دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی تجربات میں ہمیشہ بیج استعمال کیے اور یہ ہمیشہ مفید رہے۔

۵ گرام (چھوٹا چمچ) پسپی ہوئی میٹھی اگر پانی کے ساتھ کھائی جائے تو اسہال اور پیشاب میں مفید ہے۔ اگر اس پانی کو گرم کر کے اس میں شہد ملا یا جائے تو پیشاب اور کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔ میٹھی اشتہا آور ہے اس لیے بھوک کی کمی اور کھٹے ڈکاروں کو دور کرتی ہے۔ اس کا مسلسل استعمال تھنازیر کا بہترین علاج ہے چونکہ تھنازیر غدودوں میں تپ دق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مقصد کے لیے اگر اس کے ساتھ قسط۔ شہد اور روغن زیتون بھی شامل کر لیا جائے تو علاج جلد ہوگا اور مریض کی کمزوری ابتدا ہی سے دور ہو جائے گی۔

جدید تحقیقات

یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ میٹھی کا سرالریاح اور پیشاب آور ہے

جن عورتوں کو حیض کا خون بار بار آتا ہو ان کے لیے مفید ہے عورتوں کے دودھ کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔ جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے میتھی میں فولاد اور وٹامن ب اس کو خون کی کمی اور اعصابی کمزوری میں مفید بنا دیتے ہیں۔

میتھی کے مسلسل استعمال سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات مسے گر جاتے ہیں۔ اس نسخہ کے ساتھ اگر انجیر شامل کر لی جائے تو افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے کیمیائی اثرات کو جانے بغیر یہ بات مشاہدات سے ثابت ہوتی ہے کہ میتھی کھانے سے ذیابیطس کی شدت میں کمی آجاتی ہے چند مریضوں کو۔۔۔۔

کلو تھی - ایک تولہ

تنخم کاسنی - پل تولہ

تنخم میتھی - پل تولہ

کے تناسب سے ملا کر ذیابیطس کی شدت کے دوران ۳ ماشر کی خوراک میں صبح شام دیا گیا۔ چھ ماہ کے استعمال سے اکثر لوگوں کے پیشاب میں شکر کی مقدار برائے نام رہ گئی۔

میتھی کے بیجوں میں لعاب دار اجزاء آنتوں کی جلین، گیس، پرانی پیمیش اور معدہ کے سر میں سکون دیتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کھانے کے بعد آدھا چھوٹا چمچ لگاتار کھانے سے موسم کی اکثر بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے اسے مفرح قرار دیا ہے۔ دمر اور پرانی کھانسی کے علاج میں قسط البحری اور حب الرشاد کے ہمراہ میتھی کے بیج شامل کر دینے سے علاج زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

ورس — ورس

FLEMINGIA GRAHAMIANA

عرب میں ورس کا پودا مین کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر محدثین نے قرار دیا ہے کہ دنیا میں ورس صرف مین میں ہوتی ہے۔ اس کا پیر تقریباً ۳ میٹر بلند ہوتا ہے۔ جس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر یہ میدانی علاقہ میں ہو تو پھلیوں کے اندر گہرے سرخ رنگ کے سخت ریشے ہوتے ہیں۔ اگر پہاڑی علاقہ میں ہو تو ان ریشوں کا رنگ سرخی مائل سنہری ہوتا ہے۔ یہ ریشے شکل و صورت میں زعفران کی مانند ہوتے ہیں۔ مگر جب ہاتھ لگائیں تو سخت بلکہ ان کو پینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اطباء قدیم مشرکہ شکل کی بنا پر زعفران کو ورس کا بدل قرار دیا ہے۔

ورس کا مشرقی زبانوں میں یہی نام ہے۔ البتہ فارسی میں اسے کر کم کہتے ہیں۔ ان ناموں کو بھارتی ماہرین نباتات نے منحصر میں ڈال دیا ہے۔ کرنل چو پڑا نے ورس کو کبیلہ قرار دیا ہے۔ اس کی تاواقفیت کا افسوسناک انجام یہ ہے کہ سعودی عرب میں پسا ہوا کبیلہ ورس کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کی شکل و صورت اور خواص میں کوئی مماثلت نہیں۔ نہ کارنی نے ہلدی کو کر کم قرار دیا ہے جو کہ غلط ہے۔ محدثین نے قرار دیا ہے کہ ورس مین میں ہوتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ عمدہ کارنگ سنہری یا سرخ اور گھٹیا قسم سوڈان اور حبشہ میں سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کی قوت چار سال تک قائم رہتی ہے۔

سزایڈورڈ ولیم لین نے اپنی لغت میں ورس کا انگریزی ترجمہ

MEMECYLLON کیا ہے۔ بعض لوگ اسے۔ TINCTURA قرار دیتے ہیں اور
 بعض نے اسے۔ EDULE۔ کا نام بھی دیا ہے مگر دونوں کی شکلیں یکساں اور
 فوائد بھی قریب ہیں۔ جنوبی ہند اور سری لنکا میں ایک پیڑ ”وری کا ہا“ یا ”انجانا“ پایا
 جاتا ہے۔ یہ درخت شکل و صورت میں ورس کے قریب ہے اور اس کے افعال
 اور اثرات بھی تقریباً ورس کے سے ہیں۔ اس لیے ورس کو اگر مقامی طور پر انجانا
 قرار دیا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

ارشادات نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تو ورس کو رنگنے والی چیز قرار دے کر
 یہ حکم صادر فرمایا کہ حج کے لیے اہرام کا کپڑا ورس سے نہ رنگا جائے۔ احادیث میں
 دوسری مرتبہ اس کا ذکر حضرت عبدالرحمان بن عوف کی شادی کے سلسلہ میں ملتا ہے۔
 یہ جب دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے اور لباس پر پیلا رنگ لگا
 ہوا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ انصار میں دو لہما کے کپڑوں پر شادی کے
 بعد ورس کا رنگ ڈالا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کو ولیمہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

حضرت زبیر بن ارقم روایت فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینعت الزیت والورس
 من ذات الجنب
 (جامع ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے تیل
 کی تعریف فرماتے تھے۔

اسی مسئلہ کو زبیر بن ارقم ایک دوسری روایت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔
 نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذات الجنب

ورساو قسطاً ولینا یدبہ - (سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے علاج میں قسط ہندی -

ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرمائی۔

ذات الجنب سے مراد پورسی ہے جو کہ تپ وق کی اقسام میں سے ہے۔

حضرت جابر رضی بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

لا تحرقن حلق اولادکن علیکن بقسط ہندی وورس

فاسعطہ ایاء - (مستدرک الحاکم)

راے عورتوں!۔ اپنے بچوں کے حلقوں کو سوزش سے جلایا نہ کرو جبکہ

تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ یہ ان کو چٹا دیا کرو۔

یہی روایت الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ دوسری کتابوں میں بھی

موجود ہے۔

عن ام سلمة^{رض}، قالت! كانت النفساء تقعد بعد نفاسها

اربعین یوماً، وكانت احدانا تطلی الورس علی وجهها

من الکلف۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی بیان کرتی ہیں کہ عورتیں حیض سے فراغت

یا زچگی سے فراغت کے بعد ورس کے پانی میں چالیس دنوں تک بیٹھا

کرتی تھیں۔ اور ہم میں سے ایک اپنے چہرے پر ورس لگایا کرتی تھیں کیونکہ

ان کو چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے۔

محدثین کے مشاہدات

جامع ترمذی کی سب سے مقبول اور مفصل شرح "تحفة الاحبوزی"

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے تصنیف کی ہے۔ وہ ورس کو مین کے علاوہ کسی اور جگہ تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ورس کا محلول چہرے سے ہر کسی قسم کے داغ اور دھتے اتارتے کی یکتا دوائی ہے۔ انہوں نے جلدی تالیف کی تینوں اہم اقسام "نہق۔ بہق اور کلفت کے لیے اور خارش کے لیے اسے اکیسیر قرار دیا ہے۔

ابن قیم نے ام سلمہؓ کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ علامہ عبدالرحمن اسے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے بارے میں قرار دیتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے تو وہ ورس کے استعمال کے بعد دور ہو گئے تھے۔ مگر وہ پوری زندگی نہایت باقاعدگی کے ساتھ زیتون کے تیل میں ورس ملا کر رات کو چہرے پر لگاتی رہیں۔ جس سے ان کی جلد بے عیب اور اتنی چمکدار تھی کہ لوگ انہیں "حمرا" کے لقب سے پکارتے تھے۔

ابو حنیفہ دیوڑی نے بیان کیا ہے کہ اسے مین کے لوگ کاشت کرتے ہیں اور جب کبھی شاندار دعوت کا اہتمام کریں تو اسے دیگر مصالحوں کے ساتھ سالن میں ڈالتے ہیں۔

ابن قیمؒ سرخ رنگ کی ورس کو سب سے عمدہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک گرام دوائی کو پانی کے ساتھ پینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس کے فوائد تقریباً وہی ہیں جو قسط البحری کے ہیں۔ اس کے پینے سے خارش۔ پھنسیاں۔ جسم سے آبلے اور ایگزیمیا دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کیڑے کو ورس میں رنگ کر پھینا جائے تو اس سے بھی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

ورس کا نام اگرچہ علم الادویہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے مگر اکثر اطباء

نے اسی کے صحیح اثرات کا ذکر نہیں کیا۔ ایک جگہ مذکور ہے کہ ورس خوشبودار لگھاس ہوتی ہے "مندیب الاسما" نے اسے زعفران کی قسم قرار دیا ہے۔
 یہ مختلف زہروں کا تریاق ہے۔ جسم کو قوت بخشتا اور فرحت دیتا ہے
 حفقان کو دور کرتا ہے۔ سیاہ داغ زائل کرتا ہے۔ ریاح غلیظہ کو تحلیل کرتا ہے
 گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔

کیمیائی ساخت :

اس میں کلوروفیل۔ ایک زرد رنگ کا ——— GLUCOSIDE
 گوند۔ نشاستہ ——— MALIC ACID اور غیر نامیاتی نمک پائے
 جاتے ہیں۔

جدید مشاہدات

اس کے پتوں کا جو شانڈہ بنا کر اسے آشوب چشم کے لیے آنکھوں میں
 ڈالا جاتا ہے۔ اسی جو شانڈہ کے کا ایک گھونٹ دن میں تین چار مرتبہ پینے سے
 سوزاک اور لیکوریا میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جرطوں کا جو شانڈہ کثرت حیض
 میں مفید ہے۔

ندکاری کی تحقیقات کے مطابق ورس کے درخت کی چھال کو پس کر اس
 کے ساتھ کالی مرچ۔ اجوائن ملا کر چوٹوں پر سینک دیا جائے تو ورم اتر جاتا ہے۔
 ورس کے بارے میں قدیم اور جدید مشاہدات کو سامنے رکھیں تو ایک
 اہم چیز سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں یہ سوزش کو رفع کرنے کے لیے استعمال
 ہوئی جس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس میں جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد

موجود ہے۔

ان مشاہدات کی روشنی میں احادیث نبویؐ کو دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ورس کو گلے کی سوزش اور تپ دق میں تجویز فرمایا۔ جہاں تک سوزشوں کا تعلق ہے قدیم اور جدید دونوں قسم کے اطباء اس کے دافع نفعی اثرات کے بارے میں متفق ہیں۔ جہاں تک دق کے جراثیم کا تعلق ہے۔ کسی نے اس باب میں توجہ نہیں دی۔

مزمین امراض اور لوزتین کی سوزش میں ہم نے ورس کو ذاتی طور پر استعمال کیا ہے اور اکثر اوقات ان مریضوں کو دی گئی جن کے گلے تمام جدید ادویہ کے باوجود ٹھیک نہ ہوتے تھے۔ ان میں ورس کے استعمال سے حیرت ناک نتائج حاصل ہوئے۔ مگر اسے کافی دیر تک دینا پڑا ہے۔

چہرے سے داغ اتارنے والی صلاحیت بلاشبہ بکتا اور بے نظیر ہے۔ ورس کا مسلسل استعمال جلد کے اوپر سے ہر قسم کے داغ اتار دیتا ہے۔ اسے زیتون کے تیل میں ایک اور بارہ کی نسبت سے ملا کر اباتے کے بعد لگایا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ورس وہ منفرد دوائی ہے جو جلد کو صاف کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ولیم لین نے بو علی سینا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ گردوں اور مٹانہ سے پختری کو نکال دیتی ہے۔ یہ بات مشاہدات سے نہ صرف کہ درست ثابت ہوئی بلکہ اس کے جراثیم کش اثرات نے گردوں سے سوزش کو بھی رفع کر دیا۔

سعودی عرب میں ہمارے ایک کرم فرما ڈاکٹر احمد علی صاحب نے ورس کے نباتاتی نام پر خاصی تحقیقات کی ہے۔ انہوں نے اس باب میں کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کے شعبہ علم الادویہ میں ادویات، سمیات اور عطور پر خصوصی ریسرچ

سنٹر سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد عبدالعزیز الیچئی نے
 قرار دیا ہے کہ ورس حقیقت میں FLEMINGIA GRAHAMIANA اور یہ پودا نیلگری
 کی پہاڑیوں اور جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ مشاہدہ
 درست نہیں۔

ہمارے ذاتی مشاہدہ میں ورس مرگی کی بیماری کے لیے مفید ترین ہے بعض
 مریضوں میں مرض کے دورے دوسرے دن سے بند ہو گئے۔ البتہ عرصہ
علاج چند ماہ پر محیط ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْوَقْفُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ

برائے ایصالِ ثواب

میرے والد
رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ صبغیر احمد پوروی
ولد خواجہ احمد اللہ مروم

جو بھی اسکو پڑھیں میرے مروم والد گرامی کے لئے دُعا فرمائیں،
خداوند قدوس ان کو اپنی بوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین

مبنیان: بیگم و خواجہ قدیر احمد

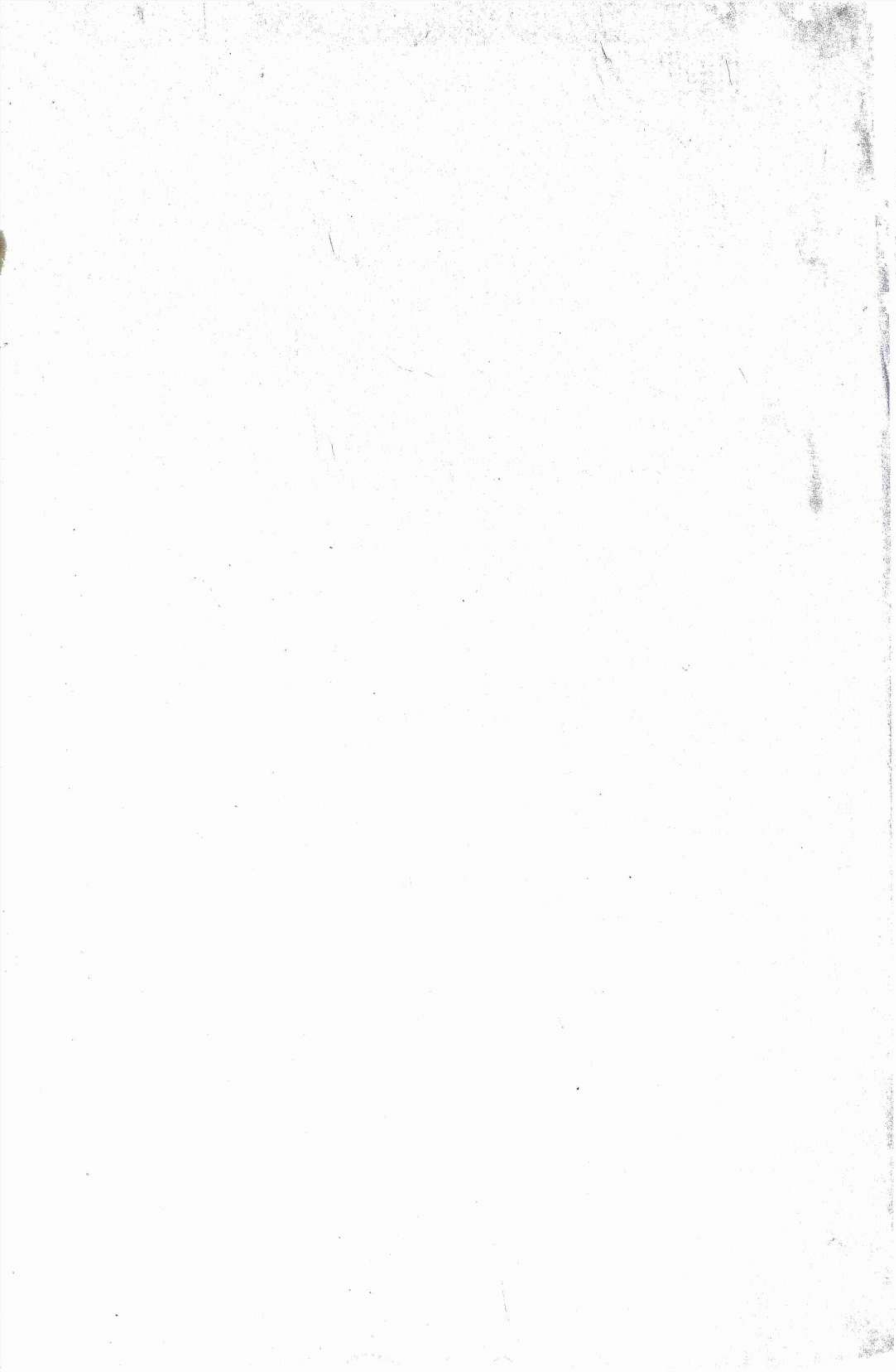
قدیر انڈسٹریز F-190۔ لیر اسکوائر روڈ، سائٹ کراچی

TELEX : 23442 QADIR PK, FAX : 92-21 4548379

FACTORY TEL : 2562891, 2564016-19



786
—
4/01



جدید متن

جو اللہ تعالیٰ کے ظہور و باطن کی پاکیزگی ہی
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے بھی آگاہی
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے

جو اللہ تعالیٰ کے ظہور و باطن کی پاکیزگی ہی
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے

جو اللہ تعالیٰ کے ظہور و باطن کی پاکیزگی ہی
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے

جو اللہ تعالیٰ کے ظہور و باطن کی پاکیزگی ہی
 کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کتاب کے لیے لکھی گئی ہے

الفصل
 ناشران و تاجران کتب لاہور
 عسزنی سٹریٹ ۵ اڈو بازار